اسلام آباد میں طالبات کے منتخب دینی مدارس کی خدمات کا جائزہ

مقالہ نگار

نمرہ نصراللہ

01-259221-010

نگران مقالہ

ڈاکٹر ثنااللہ راناالازہری

ایسوسی ایٹ پروفیسر

بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد

مقدمہ

قرآنِ مجید اور احادیث نبوی کی تعلیمات کی اشاعت کا سلسلہ پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسے مخلص، باصلاحیت افراد پیدا فرمائے جنہوں نے کلامِ الٰہی اور سنتِ نبوی کی ترویج واشاعت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ "ان عظیم شخصیات نے دینی علوم کو محفوظ رکھنے، عام کرنے اور امت کی روحانی واخلاقی رہنمائی کے لیے مدارس کا نظام قائم کیا۔ دنیائے اسلام میں مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء نے دینی مدارس کی بنیاد رکھی، جو آج بھی اسلامی تعلیم و تربیت کے مضبوط مراکز سمجھے جاتے ہیں۔ خصوصاً برصغیر پاک وہند کے علماء نے ایسے ادارے قائم کیے جنہوں نے امت مسلمہ کو قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فراہم کی۔ انہی مدارس کی بدولت آج بھی شعائرِ اسلام زندہ ہیں، اور معروف ومنکر کا فرق واضح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ابتدا ہی سے دینی تعلیم کے فروغ کا باقاعدہ اہتمام فرمایا۔ مکی دور میں حضرت ارقمؓ کے گھر "دارِ ارقم" کو تعلیم کا مرکز بنایا گیا، جبکہ مدنی دور میں مسجدِ نبوی میں "اصحابِ صفہ" کی علمی نشستوں کا اہتمام فرمایا گیا۔ ان مقامات کو ابتدائی دینی مدارس کی حیثیت حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی دینی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ خود امہات المؤمنین، خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہؓ نے علمِ حدیث، فقہ اور تربیتِ نسواں میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں خواتین نے بھی دینی تعلیم حاصل کی، پڑھایا، اور علمی میدان میں خدمات انجام دیں۔ جدید دور میں، خصوصاً برصغیر میں، خواتین کے لیے باقاعدہ دینی مدارس قائم کیے گئے ہیں جہاں طالبات کو قرآن، حدیث، فقہ، اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسلام آباد جیسے شہری علاقوں میں بھی مختلف مکاتبِ فکر سے وابستہ مدارسِ نسواں فعال کردار ادا کر رہے ہیں، جو طالبات کو دینی واخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ معاشرتی شعور بھی فراہم کرتے ہیں۔

زیرِ تحقیق موضوع میں اسلام آباد میں قائم خواتین کے ان ممتاز دینی مدارس کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ جو مختلف مکاتبِ فکر اور مسالک کے زیرِ انتظام سرگرمِ عمل ہیں۔ تحقیق میں یہ وضاحت کی گی ہے۔ کہ یہ مدارس کب، کہاں اور کن مقاصد کے تحت قائم کیے گئے، نیز ان کا بنیادی ہدف کیا ہے۔ ان مدارس کے نصابِ تعلیم میں شامل مضامین، جیسے تفہیمِ قرآن، علمِ حدیث، فقہ، اور دیگر اسلامی علوم کی تدریس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نصاب میں اصلاحات کی گنجائش کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ تاکہ یہ جانچا جاسکے کہ اس میں عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کن شعبوں میں اصلاحات کی گنجائش موجود ہے۔ فارغ التحصیل طالبات کے تجربات اور آراء کو بھی جانچا گیا ہے۔ تاکہ مدارس کی خدمات کے بارے میں ان کی رائے حاصل کی جاسکے۔

فہرست

باب اول: تعارف تحقیق 9

فصل اول: موضوع تحقیق کا تعارف 9

موضوع کی ضرورت واہمیت: 10

موضوع سے متعلق سابقہ کام کا جائزہ: 10

تحقیقی خلاء: 13

بیان مسئلہ: 13

مقاصد تحقیق: 13

سوالات تحقیق: 13

حد بندی: 13

تحقیقی حکمت عملی اور نقطہ نظر: 14

تحقیقی اخلاقیات: 14

ابواب و فصول: 16

فصل دوم: تعارف، پس منظر اور اثرات 17

مسلمانوں کے ہاں مدارس کا آغاز 17

دینی مدارس کا آغاز: 17

ابتدائی اسلامی دور: 18

دور نبوی: 18

مدرسہ صفہ: 19

خواتین کے لیے مخصوص تعلیمی حلقہ: 21
گھروں میں تعلیم: 22
مساجد اور عید گاہوں میں تعلیم: 23
مخلوط اور علیحدہ مجالس میں تعلیم: 24
کاشانہ نبوی میں تعلیم: 24
حصولِ علم کے لیے خواتین کا ذوق وشوق: 25
مسجد بنی زریق : پہلی درسگاہ........ 26
درس گاہ حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ: 27
درس گاہ نقیع الخضمات: 27
نصابِ تعلیم: 28
نظام تعلیم: 30
ابتدائی اسلامی خلافت میں تعلیم و مدارس کا فروغ: 31
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دور: 32
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور: 33
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور: 34
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور: 34
فصل سوم: قرون وسطیٰ میں مسلم خواتین کی تعلیمی پیش رفت........ 35
آل سلجوق کی علمی سرپرستی: 35
خواتین کے قائم کردہ دینی مدارس: 36
دار الحدیث النوریۃ الکبریٰ: 36
دار الحدیث النوریہ الصغریٰ کا قیام: 38

خواتین کی تعلیم کا کردار: 38
مدرسہ قبطیہ: 38
جامعہ القرویین: 39
فصل چہارم: ہندوستان (برصغیر) میں مدارس کی تاریخ 41
سلطانہ رضیہ اوراس کے مدارس: 43
مدرسہ جون پور: 43
بیگمات سلاطین تیموری: 43
مدرسہ خیر المنازل: 44
مدارس آگرہ: 44
مدارس دکن: 45
دارالعلوم دیوبند: 46
شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے طریقۂ تدریس کی بنیاد پر دینی علوم وفنون کی ترویج۔ 46
مدرسہ عالیہ کلکتہ: 47
باب دوم: اسلام آباد میں جامعہ سلفیہ للبنات اور جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کی تعلیمی ودینی خدمات کا جائزہ 48
فصل اول: جامعہ سلفیہ کا تعارف (اہلحدیث مکتب فکر) 48
مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس 48
الجامعۃ السلفیہ ابتداء وارتقاء: 48
تائید وحمایت (مقامی وبین الاقوامی): 49
الجامعۃ السلفیۃ للبنات کا آغاز: 50
مہتمم اعلی جامعہ سلفیہ للبنات کا تعارف: 51
بورڈ وفاق المدارس السلفیۃ پاکستان سے الحاق شدہ: 51

اغراض ومقاصد..........51
معاشرے میں عقیدہ توحید اور سنت مطہرہ کی اشاعت:..........51
غیر اسلامی عقائد، نظریات، تحاریک اور فرق باطلہ کے خلاف علمی و عملی جدوجہد:..........52
ایسے محقق و مبلغ تیار کرنا جو دعوت و تبلیغ کے ساتھ عصری تقاضوں کو بھی پورا کر سکیں:..........52
طلبہ کی ایسی تعلیم و تربیت کا اہتمام کہ وہ مؤثر انداز میں اسلام کا ابدی پیغام پہنچا سکیں:..........52
علوم اسلامیہ اور عربیہ کی معیاری تعلیم وتدریس کا اہتمام:..........52
جامعہ سلفیہ للبنات کی مالیاتی صورتحال:..........53
تعلیمی کمیٹی:..........54
سادہ تعلیمی کمیٹی کے مقاصد:..........54
جامعہ میں سہولیات برائے طالبات:..........54
جامعہ سلفیہ للبنات کا طریقہ تدریس:..........55
جامعہ سلفیہ للبنات کا طریقہ امتحان:..........56
مبحث دوم: نصاب و نظام..........59
جامعہ کا نصاب تعلیم..........59
موجودہ تعلیمی شعبہ جات:..........65
مبحث سوم: فارغ التحصیل طلباء کے تاثرات بذریعہ سروے..........71
تجاویز:..........77
فصل دوم: جامعہ آمنہ ضیاءالبنات (بریلوی مکتب فکر)..........78
مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس..........78
ابتداءاورارتقاء:..........78
جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کا قیام:..........78

متہم اعلیٰ جامعہ ضیاء البنات کا مختصر تعارف: 80

اغراض ومقاصد: 80

جامعہ کا طریقہ تدریس: 85

مبحث دوم: نصاب و نظام 91

جامعہ کا نظام تعلیم: 98

شعبہ جات: 98

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات بذریعہ سروے 106

تجاویز: 111

باب سوم: اسلام آباد میں جامعہ صدیقہ للبنات اور جامعہ فاطمیہ للبنات کی تعلیمی و دینی خدمات کا جائزہ، 112

فصل اول: جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد (دیو بند مکتبہ فکر) 112

مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس 112

مہتممہ عالیہ جامعہ صدیقہ: 112

اغراض ومقاصد: 113

امتحانی نظام 116

مبحث دوم: نصاب و نظام 118

جامعہ کا نصاب تعلیم 118

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات بذریعہ سروے: 126

فصل دوم: جامعۃ الفاطمیہ للبنات (اہلِ تشیع مکتبِ فکر) 133

مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس 133

جامعہ فاطمیہ کی ممتاز اساتذہ اور ان کا تعلیمی کردار: 134

مہتممہ عالیہ جامعہ فاطمیہ للبنات کا تعارف: 134

اغراض ومقاصد: 135

مبحث دوم: نصاب ونظام 141

موجودہ تعلیمی شعبہ جات: 143

شعبہ اصولِ فقہ: 146

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات بذریعہ سروے 150

نتائج 158

سفارشات 159

فہرست 164

باب اول: تعارف تحقیق

فصل اول: موضوع تحقیق کا تعارف

اسلامی معاشرہ میں دینی تعلیم کے منظم اداروں کو 'مدرسہ' کہا جاتا ہے، جو صدیوں سے علم دین کی ترویج اور علماء کی تیاری میں مرکزی کردار ادا کرتے آرہے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں علم دین کا حصول ہر مسلمان پر فرض قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[1][2] اسی طرح قرآن مجید کی پہلی نازل ہونے والی آیت "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" میں بھی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ لہذا دینی مدارس جہاں اسلام کے قلعے ہدایت کے سرچشمے دین کی پناہ گاہیں اور اشاعت دین کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ وہاں یہ دنیا کی سب سے بڑی حقیقی طور پر این جی اوز بھی ہیں جو لاکھوں طلبہ و طالبات کو بلا معاوضہ تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو رہائش و خوراک اور مفت طبّی سہولیات بھی فراہم کرتے ہیں۔ ان دینی مدارس نے ہر دور میں تمام تر مصائب، مشکلات، پابندیوں اور مخالفتوں کے باوجود اپنا وجود اور مقام برقرار رکھا، اور اسلام کے تحفظ اور بقا میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

زیرِ نظر تحقیق میں اسلام آباد کے موجودہ مدارسِ للبنات کی دینی خدمات کا جامع تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ شہر اسلام آباد، جو پاکستان کا دارالحکومت ہے، دنیا کے خوبصورت شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ 2023ء کی مردم شماری کے مطابق، اسلام آباد کی آبادی 2,363,863 ہے۔[3] اسلام آباد کے دینی مدارس نے صدیوں سے اسلامی تعلیم و تربیت اور دین کی تبلیغ و اشاعت کے لیے شب و روز کام کیا ہے۔ تاہم، خواتین کے لیے مخصوص ان مدارس کی تعلیمی اور دینی کوششوں پر اب تک تحقیقی کام محدود رہا ہے، اور ان کی خدمات و اثرات کو منظر عام پر نہیں لایا گیا۔ اسلام آباد اسلامی تہذیب و ثقافت اور اقدار کا گہوارہ ہے یہاں لوگوں کے اسلامی احکام اور اصولوں پر سختی سے پابندی کی بڑی وجہ وہ دینی تعلیمی مدارس ہیں جو پچھلے کئی سالوں سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور دینی تعلیم کے فروغ میں شب روز کام کر رہے ہیں۔ لیکن اسلام آباد کے خواتین کے ان دینی مدارس کی تعلیمی و دینی کوششوں کو ابھی تک منظر عام پر نہیں لایا گیا یعنی ان پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا۔ اس مطالعے میں اسلام آباد کے منتخب مدارس کا جائزہ لیا گیا ہے، جس میں چار مختلف مکاتبِ فکر کے مدارس شامل ہیں، تاکہ ان کی تعلیمی اور تربیتی کارکردگی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کی دینی خدمات کا مفصل جائزہ لیا جا سکے۔ اس مطالعے میں اسلام آباد کے چار مختلف مکاتبِ فکر کے مدارسِ للبنات کا جائزہ لیا گیا، جس میں مدارس کی تعلیمی و تربیتی کارکردگی اور فارغ التحصیل طالبات کے تجربات کی روشنی میں ان کی دینی خدمات کا مفصل تجزیہ پیش کیا گیاہ

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب: أبواب كتاب السنة، حدیث نمبر 224۔

[2] القرآن الکریم، سورۃ العلق، آیت 1:96

[3] پاکستان بیورو آف شماریات، آبادی، گھریلو اور علاقائی اعداد و شمار 2023ء، صفحہ 1، دستیاب
https://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/population/2023/Pakistan.pdf ۔
(دیکھا گیا: 29 اگست 2025)

موضوع کی ضرورت واہمیت:

زیر نظر تحقیق میں اسلام آباد میں قائم چار اہم دینی جامعات کا تعارف پیش کیا گیا ہے، جو چار مختلف مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، اور شیعہ) کے تحت کام کر رہی ہیں۔ ان میں جامعہ آمنہ ضیاء البنات، جامعہ سلفیہ للبنات، جامعہ صدیقہ للبنات اور جامعہ فاطمیہ للبنات شامل ہیں۔ تحقیق میں ان مدارس کے قیام کے پس منظر، مقام، اور مقصد کو بیان کیا گیا ہے، نیز یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ ان اداروں میں کن علوم کی تدریس کی جاتی ہے، ان کا نظم و نسق کیسے چلایا جاتا ہے، اور ان کی مجموعی کارکردگی کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی سطح پر ان اداروں کے مثبت اثرات اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں ان کے کردار کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ مزید برآں، تحقیق کا مقصد ان مدارس کی موجودہ خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں

موضوع کی وجہ انتخاب:

اسلامی معاشرے میں خواتین کی دینی تعلیم و تربیت ایک بنیادی اہمیت کی حامل ہے، اور اس سلسلے میں دینی مدارس للبنات کا کردار قابل توجہ ہے۔ خاص طور پر اسلام آباد جیسے جدید شہری علاقے میں دینی مدارس للبنات کی تعداد میں اضافہ، ان کی خدمات کا دائرہ، اور فارغ التحصیل طالبات کی سماجی و دینی سرگرمیاں اس امر کی متقاضی ہیں کہ ان اداروں کی خدمات کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے۔

یہ تحقیق اس لیے بھی اہم ہے کہ اس کے ذریعے یہ جانچنا ممکن ہو سکے گا کہ آیا ان مدارس کا نصاب، تعلیمی ماحول اور دینی تربیت طالبات کو ایک مؤثر اسلامی کردار ادا کرنے کے قابل بناتی ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان مدارس کی دعوتی، فلاحی اور اصلاحی کوششوں کو بھی اجاگر کرنا اس موضوع کے انتخاب کی ایک اہم وجہ ہے۔

موضوع سے متعلق سابقہ کام کا جائزہ:

اس موضوع پر اسلام اباد کے مدارس کے علاوہ کئی شہروں پر کام ہوا ہے

1. آمنہ مسرت، "لاہور میں خواتین کے دینی مدارس کا جائزہ"، ایم اے مقالہ، سپروائزر: طاہرہ بشارت، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، 1993۔

اس تحقیق کا مقصد لاہور میں خواتین کے دینی مدارس کا جائزہ لینا اور ان کے نصاب، تعلیمی نظام اور سماجی خدمات کو سمجھنا ہے۔

2. سمیعہ منیر، "گوجرانوالہ میں خواتین کے دینی مدارس کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ"، ایم اے مقالہ، سپروائزر: محمد ارشد حافظ، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، 1990۔

اس تحقیق کا مقصد گوجرانوالہ میں خواتین کے دینی مدارس کا تعارف کروانا، ان کے تعلیمی نظام کی جانچ کرنا، اور ان کی سماجی و علمی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کرنا ہے۔

3. بشریٰ، ا. (2022). ضلع چنیوٹ میں خواتین کے پانچ نمائندہ مدارس کی دینی اور علمی خدمات: تحقیقی مطالعہ (ایم فل تھیسس، رفاع انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد کیمپس)۔

بشریٰ انجم نے رفاع انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد کیمپس سے ضلع چنیوٹ میں خواتین کے پانچ نمایاں دینی مدارس کی دینی و علمی خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا۔

4. ماریہ پروین، (۲۰۱۳) "گجرات میں خواتین کے دینی مدارس: تعارف اور خدمات"، ایم فل تحقیق، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات۔ سپروائزر: عبدالشکور ظہیر۔

اس تحقیق میں مدارس کی اصلاحات اور ان کے حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جو اس موضوع پر موجودہ علمی کاموں میں ایک اہم اضافہ ہے۔

5. انعم خالد، "فیصل آباد میں خواتین کے دینی مدارس کا تعارف"، ایم اے مقالہ، سپروائزر: محمد عثمان صدیقی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، فیصل آباد، 2015۔

اس تحقیق کا مقصد فیصل آباد میں خواتین کے دینی مدارس کا تعارف پیش کرنا اور ان کی تعلیمی و دینی خدمات کا جائزہ لینا ہے تاکہ ان مدارس کے نصاب، تدریسی نظام اور سماجی اثرات کو سمجھا جا سکے۔

6. ضلع اوکاڑہ میں طالبات کے معروف مدارس کی تعلیمی و دینی خدمات کا جائزہ ۲۰۱۲، ایم فل مقالہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ شمائلہ پرویز (2012) نے اپنے ایم فل مقالے "ضلع اوکاڑہ میں طالبات کے معروف مدارس کی تعلیمی و دینی خدمات کا جائزہ" (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) میں ضلع اوکاڑہ کے ان مدارس کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا ہے جو خواتین کو دینی تعلیم فراہم کرتے ہیں۔ اس تحقیق میں مدارس کے نصاب، تدریسی و تربیتی نظام، اور دینی خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

7. سلیم اللہ۔ (2014). ڈیرہ اسماعیل خان میں متفرق مدارس کا تعارف اور ان کی خدمات (ایم اے مقالہ، جامعہ گومل، ڈیرہ اسماعیل خان۔ سپروائزر: عنایت اللہ)۔ سلیم اللہ (2014) نے ڈیرہ اسماعیل خان کے متفرق مدارس کی دینی و تعلیمی خدمات کا جائزہ پیش کیا۔ اس تحقیق کا مقصد ان مدارس کی تعلیمی، دینی اور سماجی خدمات کا تجزیہ کرنا تھا، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ مدارس کس طرح اسلامی تعلیمات کے فروغ اور معاشرتی اصلاح میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ مقالے میں مدارس کے قیام، نصاب، تدریسی نظام اور ان کے اثرات پر جامع روشنی ڈالی گئی۔

8. قندیل رحمن۔ (2014)۔ ڈیرہ اسماعیل خان مدارسِ بنات کا تحقیقی جائزہ گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان۔ قندیل رحمن (2014) نے ڈیرہ اسماعیل خان کے خواتین کے دینی مدارس کا تعلیمی و دینی خدمات کے حوالے سے تحقیقی جائزہ پیش کیا۔

9. خان، زاہد عباس۔(2015)۔ جھنگ کے پانچ مدارس کی خدمات کا تحقیقی جائزہ، رفاع انٹر نیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد کیمپس۔

زاہد عباس خان (2015) نے جھنگ کے پانچ دینی مدارس کی دینی، تعلیمی اور معاشرتی خدمات کا تحقیقی جائزہ لیا تاکہ ان مدارس کے اثرات، تدریسی نظام اور تبلیغی کردار کو اجاگر کیا جاسکے۔

10. فیاض، محمد۔(2022)۔ بہاولنگر کے منتخب دینی مدارس کی خدمات کا تحقیقی جائزہ، رفاع انٹر نیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد کیمپس۔

محمد فیاض (2022) نے بہاولنگر کے منتخب دینی مدارس کی دینی و تعلیمی خدمات کا تحقیقی جائزہ لیا تاکہ ان اداروں کے تعلیمی نظام، معاشرتی اثرات اور اسلامی تعلیمات کی ترویج میں کردار کو واضح کیا جاسکے۔

11. لغاری، عبدالطیف خان۔(2010)۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے معروف دینی مدارس کی خدمات کا تحقیقی جائزہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

عبدالطیف خان لغاری (2010) نے ڈیرہ اسماعیل خان کے معروف دینی مدارس کی خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا تاکہ ان مدارس کی دینی، تعلیمی اور سماجی خدمات کو اجاگر کیا جاسکے۔

12. شبانہ ریاض، "ضلع قصور کے دینی مدارس کا تحقیقی جائزہ"، ایم فل مقالہ، سپر وائزر: محفوظ احمد، یونیورسٹی آف لاہور، لاہور، 2017-2019۔

اس تحقیق کا مقصد ضلع قصور، پنجاب میں موجود دینی مدارس کا تعارف پیش کرنا، ان کی تعلیمی و دینی خدمات کا جائزہ لینا اور ان مدارس کی مختلف جہتوں کو سمجھنا ہے تاکہ ان کے کردار اور اثرات کا ادراک حاصل کیا جاسکے۔

13. ناصر علی جاوید، "ضلع چنیوٹ کے معروف دینی مدارس کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ"، ایم فل مقالہ، سپر وائزر: حافظ عبدالرزاق، رفاع انٹر نیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد کیمپس، فیصل آباد، پنجاب، ۲۰۲۳۔

اس تحقیق کا مقصد ضلع چنیوٹ کے معروف دینی مدارس کا تفصیلی تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لینا، ان کی تعلیمی کارکردگی، نصاب، اور معاشرتی اثرات کا مطالعہ کرنا ہے تاکہ ان مدارس کے کردار کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

14. شمائلہ صدف، "ضلع بھکر کے دینی مدارس برائے طالبات کا تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ"، ایم فل مقالہ، سپر وائزر: محمد اکرم خان، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا، ۲۰۱۶۔ اس تحقیق کا مقصد ضلع بھکر کے دینی مدارس برائے طالبات کا تعارف، ان کی تعلیمی اور دینی خدمات کا تجزیاتی جائزہ لینا ہے تاکہ ان مدارس کے نظام تعلیم اور سماجی کردار کو سمجھا جاسکے۔

15. زوبیہ کرن، حافظ۔(2008). لاہور میں خواتین کے دینی مدارس: تعارفی مطالعہ (ایم اے مقالہ، جامعہ پنجاب، لاہور)۔

اس تحقیق کا مقصد لاہور میں خواتین کے دینی مدارس کا تعارف پیش کرنا، ان کے نظم ونسق، تعلیمی خدمات اور معاشرتی کردار کا تجزیاتی جائزہ لینا ہے۔

تحقیقی خلاء:

موضوع کی ضرورت واہمیت کے تناظر میں یہ واضح ہوتا ہے کہ اس موضوع پر تحقیقی کام کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ مزید برآں، موجودہ تحقیقی جائزوں سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس موضوع پر اسلام آباد میں للبنات پر کوئی مقالہ تحریر نہیں ہوا۔ لہٰذا، اس خلا کو پر کرنے کے لیے اسلام آباد کے منتخب مدارسِ للبنات کی دینی خدمات کا مفصل جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

بیان مسئلہ:

اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اسلام آباد کے مدارسِ للبنات کی دینی خدمات میں نصاب تعلیم اور تدریسی نظام کا کیا کردار اور اثر ہے۔ اس مطالعے کی ضرورت اس لیے محسوس کی گئی ہے تاکہ ان مدارس کی خدمات، طالبات کے اطمینان، نصاب کی اہمیت، اور ان کے دینی و تربیتی اثرات کا ایک جامع جائزہ پیش کیا جاسکے۔

مقاصد تحقیق:

1. اسلام آباد کے منتخب مدارسِ للبنات کا تعارف اور ان کے دینی خدمات کا جائزہ لینا۔
2. طالبات کی تعلیم و تربیت کے طریقہ کار، نصاب اور مضامین کا تجزیہ۔
3. فارغ التحصیل طالبات کے تجربات اور اطمینان کی روشنی میں مدارس کی تعلیمی کارکردگی کا جائزہ۔

سوالات تحقیق:

1. اسلام آباد کے منتخب مدارسِ للبنات کون سے ہیں اور ان کے دینی نظام اور خدمات کس حد تک مؤثر ہیں؟
2. اسلام آباد کے مدارسِ للبنات میں تعلیم و نصاب کس حد تک طالبات کی علمی، تعلیمی اور دینی تربیت کو مؤثر طریقے سے فروغ دیتے ہیں؟
3. فارغ التحصیل طالبات کے تجربات اور اطمینان کی روشنی میں، اسلام آباد کے مدارسِ للبنات کی تعلیمی کارکردگی کس حد تک مؤثر ہے؟

حد بندی:

تحقیق صرف اسلام آباد شہر میں واقع چند منتخب دینی مدارس تک محدود رہے گی۔

تحقیق میں صرف طالبات کے (یعنی خواتین کے) دینی مدارس کا جائزہ لیا جائے گا۔

تحقیق کو متعین کرنے اور طوالت سے بچانے کے لیے ہر مکتبہ فکر کے ایک ایک مدارس کو شامل کیا گیا ہے۔

تحقیقی حکمت عملی اور نقطہ نظر:

موضوع تحقیق کی نوعیت کے پیش نظر، تحقیقی طریقہ کار کے سلسلے میں درج ذیل نکات کو مد نظر رکھا جائے گا۔

اس تحقیق میں ڈسکرپٹو اور معیاری (Qualitative) دونوں طریقہ تحقیق اپنائے گئے ہیں، جن میں انٹرویوز کے ذریعے حاصل کردہ معلومات کو موضوعاتی انداز میں تجزیہ کیا گیا ہے۔

مدرسے کے پس منظر کو واضح کرنے کے لیے تاریخی طریقہ تحقیق کو مکالے کا حصہ بنایا گیا ہے۔

تحقیق کے لیے فراہم کردہ مواد کی جانچ اور جمع کردہ معلومات کا مطالعہ لائبریری طرز تحقیق کے ذریعے کیا گیا ہے، جس میں مختلف کتابیں، مقالے اور تحقیقی آرٹیکلز شامل ہیں۔ حاصل شدہ مواد کا تجزیاتی مطالعہ کر کے تحقیق کے نتائج مرتب کیے گے ہیں۔

تحقیق میں غیر ضروری طوالت اور تکرار سے گریز کیا گیا ہے۔

حواشی و حوالہ جات کو آخر میں درج کیا گیا ہے۔

مکالہ کے اختتام پر قرآنی آیات اور احادیث کی فہارس کو پیش کیا گیا ہے۔

ڈیٹا کلیکشن اور تجزیہ

معلومات اور استدلال کی ترتیب و تدوین کے لیے بنیادی (اصل) کتابوں اور مستند حوالہ جات سے رجوع کیا گیا ہے۔ تاہم، جہاں ضرورت محسوس کی گئی ہے وہاں ثانوی (ضمنی یا جدید) ذرائع سے بھی مدد لی گئی ہے۔ علاوہ ازیں، تحقیق میں جو اصطلاحات (تخصصی الفاظ) استعمال ہوئ، ان کی وضاحت کے لیے معتبر ویب سائٹس سے بھی مدد لی گئی ہے۔

تحقیقی اخلاقیات:

مقالے میں مذکورہ تمام شخصیات کا بھرپور احترام کیا گیا ہے۔

مقالے میں آدابِ رائے اور اخلاقی اصولوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

آراء کا تجزیہ دیانتداری اور ایمانداری کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ہر نقل کی گئی عبارت کا مناسب حوالہ دیا گیا ہے۔

مقالے میں غیر سنجیدہ اور ناشائستہ زبان یا بیان سے مکمل گریز کیا گیا ہے۔

حوالہ جات و کتابیات

مقالہ ہذا میں حوالہ جات اور کتابیات کے لیے بحریہ یونیورسٹی کے طے کردہ فارمیٹ کو استعمال کیا گیا ہے۔

ابواب وفصول:

زیر بحث موضوع پر تحقیقی مقالہ درج ذیل ابواب اور فصول پر مشتمل ہے۔

باب اول: دینی مدارس: تعارف، تاریخی پس منظر اور اثرات

فصل اول: ابتدائی اسلامی دور (قرون اولی)

فصل دوم: مدرسہ کا تاریخی پس منظر (قرونِ وسطی)

فصل سوم: ہندوستان (برصغیر) میں مدارس کی تاریخ

باب دوم: اسلام آباد میں جامعہ سلفیہ للبنات، : جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کی دینی خدمات کا جائزہ

فصل اول: جامعہ سلفیہ للبنات (اہل حدیث مکتب فکر)

مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس

مبحث دوم: جامعہ کا نصاب ونظام

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات کا جائزہ

فصل دوم: جامعہ آمنہ ضیاءالبنات (بریلوی مکتب فکر)

مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس

مبحث دوم: جامعہ کا نصاب ونظام

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات کا جائزہ

باب سوم: اسلام آباد میں جامعہ صدیقہ للبنات، جامعہ فاطمیہ للبنات کی دینی خدمات کا جائزہ

فصل اول: جامعہ صدیقہ للبنات (دیوبند مکتبہ فکر)

مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس

مبحث دوم: جامعہ کا نصاب ونظام

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات کا جائزہ

فصل دوم: جامعہ فاطمیہ للبنات (اہل تشیع مکتب فکر)

مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس

مبحث دوم: جامعہ کا نصاب ونظام

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات کا جائزہ

فصل دوم: تعارف، پس منظر اور اثرات

مسلمانوں کے ہاں مدارس کا آغاز

دینی مدارس کا آغاز:

مدرسہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں تعلیم حاصل کرنے کی جگہ۔اسلامی دنیا میں یہ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے اہم درسگاہوں کے طور پر جانا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ہاں مدارس کی ابتدا اس وقت ہوئی جب دین اسلام کو سیکھنے اور پھیلانے کے لیے با قاعدہ نظام تعلیم کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ ابتدائی مدارس قرآن مجید کی تعلیم علوم دین کی حفاظت اور اسلامی تہذیب کو فروغ دینے کے لیے بنائے گئے تھے۔ ان مدارس نے ناصرف مذہبی تعلیم بلکہ سائنس فلسفہ اور دیگر علمی شعبوں میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔تاریخ میں مدارس کو علمی تحقیق کے بڑے مراکز کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ جہاں اسلامی اور دنیاوی علوم دونوں کی تربیت دی جاتی تھی۔ مدارس کا آغاز مسجد سے ہوا تھا۔اسلامی تاریخ میں مساجد نہ صرف عبادت کے لیے استعمال ہوتی تھی بلکہ یہ علم کے مراکز بھی تھیں ابتدائی دور میں مسلمان مساجد میں ہی قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر دینی علوم کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے آہستہ آہستہ مساجد کے ساتھ محسوس تعلیمی ادارے قائم ہونے لگے۔ جنہیں بعد میں مدارس کہا گیا۔ان مدارس نے مساجد کی تعلیمی روایت کو آگے اور منظم طریقے سے علم کی ترویج کا ذریعہ بنے۔[1]

مدرسے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وحی کے ذریعے ملنے والے علم کو نسل در نسل منتقل کیا جائے۔اس اعتبار سے یہ مقدس سلسلہ اسی وقت شروع ہو گیا تھا۔ جب غارِ حرا میں پہلی بار "اقْرَأْ"[2] کے لفظ کے ساتھ وحی نازل ہوئی۔ وحی کی تعلیمات جامع اور مکمل تھیں، جن میں نہ صرف انسان کی زندگی گزارنے کے اصول بتائے گئے بلکہ ان اصولوں کو سکھانے اور سیکھنے کے طریقے بھی واضح کیے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ علم اپنے صحابہ کرامؓ کو سکھایا، جنہوں نے آگے تابعین تک پہنچایا۔ مدارس دینِ اسلام کے ایسے مضبوط قلعے ہیں جہاں دن رات قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونجتی رہتی ہیں۔ابتداءاسلام ہی سے تعلیم وتدریس دین کی اساس رہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر سب سے پہلی وحی بھی تعلیم سے متعلق نازل ہوئی،اور اسی کے ساتھ آپ ﷺ نے صحابی ارقم بن ابی ارقمؓ کے گھر میں ''دارِارقم'' قائم فرمایا، جہاں صحابہ کرام قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے۔یہ اسلام کی سب سے پہلی با قاعدہ درسگاہ تھی۔اسی تسلسل میں جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہوئی تو سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی اور اس کے ساتھ ''صفہ'' بھی بنایا گیا، جہاں مقامی اور غیر مقامی صحابہ کرام قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کرتے۔یوں مسجد اور مدرسہ کا ایسا رشتہ قائم ہوا جو ہمیشہ کے لیے مضبوط بنیاد بن گیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا۔اگر مدرسے کے مقصد کی بات کریں تو وہ بنیادی طور پر استاد، شاگرد،

---

[1]۔عبید اللہ فہد فلاحی، ڈاکٹر, مدارس اسلامیہ کی دینی اور دعوتی خدمات, ص 11, ادارہ علمیہ جامعۃ الفلاح، بلریہ گنج، اعظم گڑھ یوپی، 2005ء

[2]۔ العلق، 1

اور وحی سے جڑے علوم پر مشتمل ہوتا ہے، لیکن ظاہری طور پر مدرسے کے قیام کے لیے کچھ اور انتظامات بھی ضروری ہوتے ہیں۔ وہ تمام مراکز جہاں تعلیم و تدریس کا خاص اہتمام ہو، دینی مدارس کہلا سکتے ہیں۔ یعنی مدرسہ وہ جگہ ہے جسے باقاعدہ تعلیمی ادارہ کہا جا سکے ۔ [1]

ابتدائی اسلامی دور:

عہدِ نبویؐ میں تعلیم و تربیت کا نظام اپنی نوعیت کا منفرد اور ہمہ جہت تھا جسے بعد کے ادوار میں اسلامی مدارس کی بنیاد سمجھا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے مطابق، مسجدِ نبویؐ نہ صرف عبادت گاہ تھی بلکہ ایک جامع درسگاہ بھی تھی جہاں صفہ کے زیرِ سایہ مستقل تدریس کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ قرآنِ مجید کی تعلیم، عربی زبان و کتابت، بنیادی حساب اور عملی زندگی سے متعلق رہنمائی اس نصاب کا حصہ تھی۔ اساتذہ اور طلبہ کے مابین براہِ راست علمی تبادلہ، سوال و جواب کی مجالس اور علمی مشق نے اس نظام کو فعال اور مقصدی بنایا۔ یہاں تک کہ غزوۂ بدر کے قیدیوں کو بچوں کو پڑھانے کے عوض آزادی دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام نے تعلیم کو کس قدر اہمیت دی۔ یہی بنیادیں بعد میں مکتب، مدرسہ اور جامعات کی شکل میں ترقی پائیں، اور مختلف ادوار میں ان کی تنظیم اور ساخت نے اسلامی معاشروں کے فکری اور علمی ارتقا میں کلیدی کردار ادا کیا۔ [2] "وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔" [3] یوں رسولِ اکرم ﷺ نے علم پر اجارہ داری کے تمام دروازے بند کرتے ہوئے اسے ہر انسان کا بنیادی حق قرار دیا اور تعلیم و تربیت کے لئے رہنما اُصول وضع کیے۔ [4]

دورِ نبوی:

اسلامی مدارس کا آغاز اسلام کے ابتدائی دور سے ہوا۔ نبوت اور خلافت کے ابتدائی دور میں، تعلیم کے مراکز کا تصور احادیث اور سیرتِ نبوی میں ملتا ہے۔ ان مراکز کو لغوی معنی میں "مدارس" کہا جا سکتا ہے، یعنی پڑھنے اور پڑھانے کی جگہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی پیغمبرانہ مہم کا آغاز ہی علم اور قلم سے ہوا، جب آپ ﷺ دنیا کے لیے ایک انقلاب آفرین پیغام لے کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے تعلیم کو بنیادی فرض قرار دے کر اُس اجارہ داری کو ختم کر دیا جو قدیم معاشروں میں علم، بالخصوص مذہبی علم، پر عائد تھی۔ اس کے نتیجے میں، ابتدائی مکاتب و مدارس کا قیام عمل میں آیا، جہاں مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دی جاتی تھی۔ [5]

---

[1] ۔ ایضاً

[4] ۔ محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 1988)، ص294۔

[1] القرآن المجید، سورۃ التوبہ، آیت نمبر 71

[4] ۔ ایضاً

[3] ۔ محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 1988)، ص294

نبی اکرم ﷺ کی تعلیمی سفر کا آغاز غارِ حرا میں ہوا، جہاں آپ ﷺ عبادت اور تفکر میں مشغول رہتے تھے۔اسی مقام پر حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر نازل ہوئے، جس میں آپ ﷺ کو "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ "(پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا)کا حکم دیا گیا۔[1] وقت گزرنے کے ساتھ اسلام کا پیغام پھیلا اور یہ تعلیمی سر گرمیاں دارارقم منتقل ہو گئیں، یہ مکان ارقم بن ارقم صحابی کا تھا، یہ مقام کوہِ صفا کے دامن میں تھا، جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چالیس صحابہ کرام کے ساتھ قیام پذیر تھے، جن میں مرد اور عورتیں سب ہی شامل تھے، اس گھر کے قیام کے زمانے میں حضرت عمر نے اسلام قبول کیا تھا۔اس مکان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام کے قیام پذیر تھے اور باقاعدہ تعلیم و تعلم میں مشغول رہے، حضرت ابو بکر، حضرت حمزہ، حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ اس مکان میں رہتے تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا تعلیمی مشغلہ جاری تھا۔[2]

نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے قبل ہی مدینہ کے مختلف محلوں میں تعلیمی مراکز اور مدارس قائم ہو چکے تھے مدینہ منورہ کے ایک معزز طبقہ نے اسلام قبول کر لیا تھا، انہوں نے دربارِ نبوت میں درخواست بھیجی کہ ہماری تعلیم و تلقین پر کسی کو مامور فرمایا جائے، حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ جوہر شناس نے اس خدمت کے لیے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور چند زریں نصائح کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت مصعب مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر فروکش ہوئے اور گھر گھر پھر کر تعلیم قرآن واشاعت اسلام کی خدمت انجام دینے لگے۔ اس طرح ہجرت سے قبل ہی مدینہ کے مختلف محلوں میں تعلیمی مراکز اور مدارس قائم ہو چکے تھے، جن میں "مسجد بنی زریق "میں حضرت رافع بن مالک، "مسجد بنی بیاضہ "میں حضرت سعد بن زرارہ، "دارِ سعد بن خثیمہ " اور "بنی نجار، بنو عبدالاشہل، بنو ظفر، بنی عمر بن عوف سمیت دیگر علاقوں میں علمی سر گرمیاں جاری تھیں۔"مدرسہ قبا"ایک مستقل تعلیمی نظام کے تحت کام کر رہا تھا، کیونکہ ابتدا میں مہاجرین عموماً قبا میں قیام پذیر ہوتے تھے۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دو سال پہلے ہی لوگ مدینہ میں مساجد کی تعمیر اور نماز کی ادائیگی میں مشغول تھے۔

مدرسہ صفہ:

حضرت محمدؐ ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابتدائی ۱۰ ماہ کا عرصہ ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر قیام کیا، بعد ازاں جب آپؐ نے مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی تو اس مسجد کے شمالی گوشے میں ایک چبوترہ بنایا، جس پر سائبان کا بندوبست کر دیا گیا، یہی جگہ تاریخ میں صفہ کے نام سے مشہور ہوئی، جہاں تعلیم و تعلم کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ یہاں قابل ذکر ہے کہ صرف صفہ تک ہی تعلیم و تعلم کا سلسلہ محدود نہ تھا بلکہ مسجد نبوی میں بھی گاہے بگاہے

---

[1] ۔العلق:1

[5] - ایضاً

[3] ۔ محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 1988)، ص295

متعدد تعلیمی حلقے لگا کرتے تھے،[1] تعلیم حاصل کرنے والوں کو اس وقت کی اصطلاح میں 'قراء' کہا جاتا تھا یہ قراء ہمہ وقت خدمت نبویؐ میں دین اسلام کے احکام و اصول و حقائق سیکھتے اور خدمت تعلیم میں مصروف رہتے، ارشاد باری تعالی ہے: "يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ۔"[2] جبکہ دیگر لوگ کھیتی باڑی، تجارت اور محنت مزدوری میں مشغول رہتے اور بوقت ضرورت طلب علم کے لئے مادر علمی میں حاضر ہو جاتے۔ اس نظام تعلیم میں عورتوں کی تعلیم بھی داخل تھی ہفتے میں ایک دن آپ عورتوں کے خصوصی مجمع میں تشریف لے جاتے۔ ان کی تعلیم دیتے اور ان کے سوالات کے جواب دیا کرتے۔[3]

اوائل اسلام میں یہ مدرسہ کوہ صفا میں واقع ارقم بن ارقم کے گھر میں بنایا گیا تھا جس میں چالیس صحابہ کرام (مرد و خواتین) تعلیم و تعلم میں مصروف تھے۔ حضرت علیؓ اور جلیل القدر صحابہ آپ کے شاگرد تھے، حضرت عمرؓ نے بھی اسی مقام پر اسلام قبول کیا۔ یہاں رہائش اور کھانے کا بھی انتظام کیا گیا، یہ جگہ دارالاسلام کہلانے لگی۔ مسجد نبوی میں قائم تعلیمی مرکز "صفہ" میں تعلیم و تربیت کے بہترین انتظامات موجود تھے۔ اس کی خاص بات یہ تھی کہ اس کے معلم خود نبی اکرم ﷺ تھے۔ صفہ کی تعلیمی مجلس میں داخلے کے لئے مخصوص شرائط تھیں جن پر سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔ یہاں ہر عمر اور ہر درجے کے مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کے یکساں مواقع ملتے تھے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرام کا تدریس کا طریقہ نفسیاتی اصولوں کے مطابق تھا۔ آپ ﷺ علم دینے کے دوران باتوں کو آسان اور دلنشین انداز میں بیان کرتے اور اہم باتوں کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ ہر شخص اپنے دماغی سطح کے مطابق اچھی طرح سمجھ سکے۔ آپ ﷺ اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ ہر فرد کی صلاحیت، عمل اور مزاج کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلیم دی جائے اور اسی طرح آپ نے اپنے دیگر معلمین کو بھی یہ ہدایت دی تھی۔ صُفّہ میں حضرت عبداللہ بن سعیدؓ، جو خوش نویس اور زمانۂ جاہلیت میں کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے، طلباء کو لکھنا سکھاتے، جب کہ مشہور صاحبِ علم صحابی، حضرت عبادہ بن صامتؓ قرآن پڑھنا اور لکھنا سکھاتے تھے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دَورِ خلافت میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کو فقہ اور قرآنِ مجید کی تعلیم دینے کے لیے فلسطین بھیجا تھا۔ مذکورہ بالا صحابہ کرامؓ کے علاوہ دیگر معلّمین بھی صُفّہ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔[4]

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی اس پہلی درس گاہ میں تحصیلِ علم کے لیے آنے والے افراد کی تعداد بڑھتی گئی اور بعض مؤرخین نے ایک دن کی حاضری چار سو طلباء بتائی ہے۔ ان میں 70 سے 80 ایسے طالبِ علم شامل تھے کہ جن کے شب و روز صُفّہ ہی میں گزرتے تھے۔ صُفّہ میں رسولِ کریم ﷺ طلبا کو حفظِ قرآنِ پاک، علمِ تجوید، قرآن و حدیث اور فقہی مسائل کی تفہیم سمیت دیگر اسلامی علوم کا درس دیتے تھے۔[5]

---

[1] ایضاً

[3]۔ البقرہ، 269

[3]۔ ایضاً /

[4]۔ مولانا سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، جلد 1، دار الاشاعت، کراچی، ص 278-280۔

[5]۔ ماہنامہ بتول، عہد نبویؐ میں نظام تعلیم،، اپریل، 2022

مقررہ اوقات کے علاوہ مسجد نبوی میں ہر نماز کے بعد خصوصاًاور بوقت ضرورت بھی تعلیم کے حلقے لگا کرتے تھے، جن میں احکام شریعت کی تعلیم ومبادیات اسلام کی واضح تلقین ہوتی رہتی۔ آپؐ اس درس گاہ میں زیر طلباء کی تعلیمی صلاحیت واستعداد کا وقتاًفوقتاًامتحان بھی لیتے رہتے، جو مسلمان مطلوبہ حد تک زیور سے آراستہ ہو جاتے انہیں دیگر علاقوں میں اسلام کی تعلیم و تبلیغ کے لئے بھیج دیا جاتا۔ جو قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے، ان کی تعلیم و تربیت کیلئے بھی معلمین اسی درس گاہ سے بھیجے جاتے تاکہ تعلیمات نبویؐ دوسروں تک پہنچانے کا سلسلہ جاری رہے۔ دور دراز کی اسلامی بستیوں میں تعلیم کی غرض سے وہاں کے ذہین وفطین اور نو عمر مسلمانوں کو بطور خاص مدینہ بلوا کر کچھ عرصہ اسلامی صدر مرکز مدینہ میں رکھا جاتا، تاکہ انہیں اسلامی تعلیم و تربیت سے آراستہ کر کے اپنے اپنے علاقوں میں واپس بھیجا جا سکے۔ الغرض آپؐ کی کامیاب تعلیمی حکمت عملی سے اسلامی تعلیم وتدریس کا سلسلہ بالآمد گی اختیار کرتا گیا۔ آپؐ نے بڑے صحابہ کرام میں سے کئی ایک کو مختلف علوم کی تعلیم وتدریس کے لئے مقرر فرمادیا تھا جن میں سے سعید ابن العاص مسلمانوں کو لکھنا سکھاتے اور عبادہ ابن صامت لکھنا سکھانے کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی تعلیم بھی دیتے۔ ان کے علاوہ عبداللہ بن مسعود اور ابی ابن کعب کے ساتھ زید بن ثابت بھی درس دیا کرتے تھے۔ بلاشبہ اسلام کی سب سے پہلی باضابطہ درسگاہ مسجد نبوی میں قائم ہوئی اسے اولین رسمی اقامتی جامعہ کی حیثیت بھی حاصل تھی جہاں دن رات تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رہتا تھا اس میں جہاں مقامی لوگ زیر تعلیم ہوتے، وہاں باہر سے آنے والے طالبان علم بھی مختلف اوقات کے لئے اس درس گاہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے قیام پذیر ہوتے۔[1] صفہ ان کے لئے دن میں مدرسہ اور رات میں دارالاقامہ کا کام دیتا تھا۔ جن اصحاب صفہ کا گھر بار نہ ہوتا اور وہ تنگدستی کی وجہ سے مہاجر وانصار کی طرح تجارت وزراعت میں مشغول نہ ہو سکتے تو وہ شب وروز اسی سائبان کے نیچے طلب علم میں تمام وقت گزارتے۔ یہ لوگ اگرچہ نادار تھے لیکن ان کی ناداری حصول علم میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی نہ وہ عوام وریاست پر بار گراں تھے۔ ان میں سے اصحاب دن میں تلاش معاش کرتے اور رات طلب عالم میں مصروف رہتے۔ صفہ میں دیر تعلیم، قران کی خبر گیری عامتہ المسلمین کے سپرد تھی، اصحاب ثروت ووسعت باشارہ نبوت ان کی امداد بھی کرتے تھے۔ اصحاب صفہ کے کھانے پینے کے انتظامات معاذ ابن جبل کے سپرد تھے۔ آپؐ بھی ان طلباء کی خورد ونوش ودیگر ضروریات زندگی کے انتظامات میں حصہ لیتے تھے۔ اصحاب صفہ نے تنگدستی اور فاقہ کشی کے باوجود سب سے زیادہ علم حاصل کیا[2]۔ آپؐ کے فیضان صحبت سے صحابہ بڑے بڑے عالم اور فقیہہ بن کر نکلے، ان میں ابو ہریرہ بھی شامل ہیں جو احادیث نبوی کے سب سے بڑے راوی ہے، آپ مدینہ منورہ کی اس مرکزی تعلیم گاہ کے ناظم تعلیمات بھی رہے۔

خواتین کے لیے مخصوص تعلیمی حلقہ:

تاریخ اسلام اور سیرت نبوی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے متعدد اقدامات اور انتظامات کیے گئے تھے۔ اگرچہ اس وقت اسلامی ریاست اپنی ترقی کے مراحل میں تھی اور کوئی منظم تعلیمی ادارے نہیں تھے۔ آپؐ نے خواتین کے لئے بھی الگ تعلیمی

[1] ۔ محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 1988)، ص296۔

[1] ۔ مبشر، شیخ مفتی۔ صفہ اصحابِ صفہ۔ ناشر: مکتبہ بیت الاسلام، کراچی، ص34

حلقہ کے قیام کا اہتمام کیا۔ ہر ہفتے میں ایک دن نبی اکرم ﷺ خواتین کے خصوصی اجتماع میں تشریف لے جاتے، جہاں آپ ان کو تعلیم دیتے اور ان کے سوالات کے جواب دیتے۔ یہ عمل اس بات کا غماز تھا کہ خواتین کو بھی علم حاصل کرنے کا پورا حق تھا اور انہیں بھی دین کی سمجھ بوجھ دینے کی بھرپور کوشش کی جاتی تھی۔ درس و تدریس کا کام مسجد میں ہوتا تھا۔ جب آپ ؐ کو یہ شکایتیں ملیں کہ اصحابؓ اپنی بیویوں کو مسجد آنے سے روکتے ہیں تو آپ ؐ نے فرمایا کہ " تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے نہ روکو۔"[1]

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمی حکمت عملی سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ خواتین کی تعلیم کو باقاعدہ، مؤثر اور منظم طریقے سے فروغ دیا گیا۔ یہ تعلیم نجی محافل، مساجد، اجتماعی تقریبات، اور گھریلو تربیت کے ذریعے فراہم کی جاتی تھی۔ خواتین کو دین کی بنیادی تعلیمات، سماجی ذمہ داریوں اور اخلاقی اقدار سے روشناس کروانے کے لیے مواقع فراہم کیے گئے۔ ان اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم کو اس دور میں خاص اہمیت دی گئی اور ان کے لیے ایسا طریقہ کار وضع کیا گیا جو ان کے کردار اور ذمہ داریوں سے ہم آہنگ ہو۔[2] سیرت نبوی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیمی مجالس کی درج ذیل شکلیں تھیں:

گھروں میں تعلیم :

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم بالعموم ان کے گھروں پر ہوتی تھی، جنہیں مرد انجام دیتے۔ آنحضرت ﷺ نے مردوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ خواتین کو بھی تعلیم دیں، مثلاً سورہ نور کے متعلق ارشاد فرمایا: تم خود بھی انہیں سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ۔[3] باہر سے آنے والے نوجوانوں کے ایک وفد کو چند دن تعلیم دینے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ، اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہو، انہیں علم سکھاؤ اور ان سے دینی احکام پر عمل کرواؤ۔"[4]

صحابہ کرامؓ نہ صرف خود علم حاصل کرتے تھے بلکہ اپنی خواتین اور بچوں کو بھی گھروں میں دینی تعلیم دیتے تھے۔ بعض مواقع پر خواتین کی تعلیم کے لیے ایسے افراد کا بھی انتظام کیا جاتا تھا جو ان کے محرم نہ ہوتے، لیکن تعلیم کی ضرورت کے پیش نظر ان کا آنا جانا مناسب سمجھا جاتا۔ اس کی ایک نمایاں مثال حضرت عمر فاروقؓ کی بہن حضرت فاطمہؓ اور ان کے شوہر ہیں، جو اپنے گھر میں حضرت خباب بن الارتؓ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ غصے کی حالت میں ان کے گھر گئے اور بہن و بہنوئی سے سختی کی۔ مگر بہن کی جرأت اور قرآن مجید کی

---

[2]- سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، حدیث نمبر: 565

[2]ایضاً

[3]- الدارمی، السنن، کتاب الرقائق، حدیث نمبر ۲۷۲۰

[4]- شعب الایمان، ذکر السبع الطوال، رقم 2205

آیات کی روحانی تاثیر نے حضرت عمرؓ کے دل کو بدل دیا، یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق، حضرت عمرؓ نے خود بیان دیا کہ خباب بن الأرتؓ ان کے بہنوئی کے گھر آتے تھے اور انہیں قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔[1]

بعض اوقات تعلیم کے لئے کوئی گھر مخصوص کر لیا جاتا اور نبی کریم ﷺ خود تشریف لے جاتے، جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ: ترجمہ: ایک خاتون نے آکر عرض کیا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ مرد آپ کی باتیں ساتھ لے جاتے ہیں اور ہم محروم رہ جاتی ہیں، اس لئے آپ ﷺ ہمارے لئے ایک دن مقرر کر دیجئے جس میں ہم خواتین کو جمع کریں اور آپ اللہ کے دیئے ہوئے علم میں سے ہمیں بھی کچھ عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں دن فلاں گھر میں اکٹھی ہو جاؤ وہ جمع ہو گئیں اور آپ نے انہیں اللہ کے دیئے ہوئے احکام کی تعلیم دی۔[2]

مساجد اور عید گاہوں میں تعلیم:

عہدِ نبویؐ میں خواتین کی تعلیم کے اہم ذرائع میں سے ایک مساجد تھیں۔ خواتین نبی کریم ﷺ کے خطبات، مواعظ اور دینی تعلیمات سے بھرپور استفادہ کرتی تھیں۔ بعض اوقات نبی اکرم ﷺ نماز کے بعد خصوصی طور پر خواتین کی طرف متوجہ ہوتے اور انہیں وعظ و نصیحت فرماتے۔ جیسا کہ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عید کے موقع پر خواتین کو صدقہ دینے کی تلقین فرمائی۔ ان روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ دینِ اسلام میں خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کو خاص اہمیت دی گئی۔ اسی تعلیمی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تاکید فرمائی کہ وہ خواتین کو مساجد میں آنے سے نہ روکیں۔[3]

عہد نبوی میں خواتین کو مساجد میں حاضری کی اجازت تھی، جہاں وہ نہ صرف باجماعت نماز میں شریک ہوتیں، بلکہ دین کی تعلیمات، اخلاقی تربیت اور سماجی آداب سے بھی آگاہی حاصل کرتیں۔ اس دوران نبی کریم خواتین کے سوالات کے جوابات دیتے اور انہیں خصوصی نصیحت فرماتے۔ تاہم، مساجد میں حاضری کے لیے کچھ آداب کا پابند بنایا گیا، تاکہ عبادت اور تعلیم کے ماحول کو پاکیزہ اور پر سکون رکھا جا سکے۔ خواتین کو سادگی اور حیاداری کے ساتھ مسجد آنے کا حکم دیا گیا، جیسا کہ انہیں خوشبو لگانے اور غیر ضروری زینت سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی۔ مردوں اور خواتین کے لیے الگ صفیں بنائی جاتیں تھیں، تاکہ عبادت کے دوران یکسوئی اور احترام کا ماحول برقرار رہے، بعض اوقات مردوں اور عورتوں کے ہجوم سے بچنے کے لیے خواتین کے لیے الگ راستہ یا مخصوص وقت کا تعین کیا جاتا۔ خواتین کو دین سے متعلق سوالات کرنے اور علم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی لیکن اس میں

---

[1]۔ ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام۔ السیرۃ النبویہ، جلد 1، صفحہ 382

[2]۔ صحیح بخاری، کتاب العلم

[3]۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء إلی المساجد، حدیث نمبر 442 :

ادب اور حیا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنے کی تاکید کی گئی۔ یہ آداب خواتین کی عزت، حیاء، اور عبادات میں خشوع کو یقینی بنانے کے لیے وضع کیے گئے اور عہد نبوی میں ان کی سختی سے پاسداری کی جاتی تھی۔[1]

مخلوط اور علیحدہ مجالس میں تعلیم:

عہد نبوی میں عمومی طور پر مساجد میں نماز کے وقت خواتین کی صفیں علیحدہ اور مردوں کے پیچھے ہوتی تھیں، لیکن اس کے ساتھ ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں کہ خواتین بعض اوقات مجلس نبوی میں شریک ہو جاتی تھیں اور مردوں کی موجودگی میں آپ سے نجی نوعیت کے سوالات بھی کرتی تھیں ۔ نبی کریم سلام نے خواتین کو سوالات کرنے سے منع نہیں فرمایا، بلکہ ان کے مسائل کو حکمت اور نرمی سے حل کیا، اس بات کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے کہ دین کی تعلیم اور رہنمائی کے لیے شرم وحیاء کی حدود کے اندر رہتے ہوئے سوال کرنا ضروری ہے۔ یہ رویہ اسلامی معاشرے میں خواتین کی دینی تعلیم اور شعور کو پروان چڑھانے کے لیے ایک اہم مثال ہے۔ البتہ اس کے شواہد بکثرت ہیں کہ مساجد اور عید گاہوں میں خطبے کے دوران ان کی نشست مردوں سے علیحدہ ہوتی تھی اور عہد نبوی میں خواتین خود بھی اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ ان کے لیے علیحدہ تعلیم کا انتظام کیا جائے، جیسا کہ ابو سعید خدری کی روایت گزر چکی ہے کہ جس میں خود خواتین نے اپنے لئے علیحدہ مجلس میں تعلیم دینے کی درخواست فرمائی جسے آپ سالی تم نے قبول فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ جب مسجد نبوی میں خواتین کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تو آنحضرت مسلی ہے تم نے اختلاط سے بچنے کے لئے مسجد نبوی میں ان کی آمد ورفت کے لئے ایک علیحدہ دروازہ مخصوص فرمایا جسے باب النساء کا نام دیا گیا۔

کاشانہ نبوی میں تعلیم:

دورِ رسالت میں خواتین کے لیے سب سے بڑی درسگاہ خود خانۂ نبوت تھا، جہاں خواتین کی باقاعدہ آمد ورفت رہتی، اور وہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے اپنے دینی و معاشرتی امور سے متعلق سوالات کرتی تھیں۔ اکثر اوقات یہ سوالات ازواجِ مطہرات کی موجودگی میں کیے جاتے، جن سے نہ صرف وہ خود مستفید ہوتیں بلکہ بعد میں دوسری خواتین بھی ان سے علمی فائدہ اٹھاتیں۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا ہوتا جسے خواتین براہِ راست پوچھنے میں جھجک محسوس کرتیں، تو وہ ازواجِ مطہرات کے ذریعے اپنی بات حضور ﷺ تک پہنچاتیں اور یوں جواب حاصل کر لیتیں۔[2] ان ملاقاتوں اور استفسارات کے ذریعے جو دینی تعلیمات حاصل ہوئیں، وہ مختلف موضوعات پر مشتمل تھیں۔ ان صحابیات کے ذریعے احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ امت تک پہنچا، جو نہ صرف خواتین سے متعلق مخصوص احکام پر مبنی ہے بلکہ دینِ اسلام کی عمومی تعلیمات اور آفاقی ہدایات کا بھی احاطہ کرتا ہے۔

---

[1] ۔ ڈاکٹر محمد موسیٰ شریف، عہد نبوی میں خواتین کا کردار، دارالاشاعت، کراچی، ص95-89

[2] ۔ ڈاکٹر محمد موسیٰ شریف، عہد نبوی میں خواتین کا کردار، دارالاشاعت، کراچی، ص:89

حصولِ علم کے لیے خواتین کا ذوق وشوق:

علم حاصل کرنے کے حوالے سے خواتین میں جو شوق و جذبہ پایا جاتا تھا، وہ دراصل رسولِ اکرم ﷺ کی خصوصی توجہ، ترغیب اور دلچسپی کا نتیجہ تھا۔ خواتین نے دین کی تعلیم کے لیے نبی کریم ﷺ سے الگ دن مقرر کرنے کی درخواست کی، جسے آپ ﷺ نے بخوشی قبول فرمایا۔ ان مجالس میں خواتین بلا جھجک دینی مسائل پر سوالات کرتی تھیں۔ خود نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصاری خواتین کے اس جذبے کو سراہا۔ حضرت عائشہؓ نے ان کے اس علمی اشتیاق کو ان الفاظ میں سراہا :

"انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں، جنہیں دین کے مسائل پوچھنے میں حیاء رکاوٹ نہیں بنتی۔"[1]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مدرسہ اور ان کا طریقہ تدریس:

مدینہ پاک میں صحابہ کی کئی مستقل درسگاہیں قائم تھیں لیکن درسگاہ اعظم مسجد نبوی کا وہ گوشہ تھا جو حجرہ رسول کے مقابل تھا۔ لڑکے، عورتیں اور جن مردوں کا حضرت عائشہ یہ سے پردہ نہ تھا وہ حجرہ کے اندر آکر مجلس میں بیٹھتے تھے۔[2] اور لوگ حجرے کے سامنے مسجد نبوی میں بیٹھتے۔ دروازہ پر پردہ پڑا رہتا۔ پردہ کی اوٹ میں وہ خود بیٹھ جاتیں لوگ سوالات کرتے یہ جوابات دیتیں کبھی کوئی سلسلہ بحث چھڑتا اور استاد شاگرد اس خاص موضوع پر گفتگو کرتے۔ کبھی خود کسی مسئلے کو چھیڑ کر بیان کرتیں اور لوگ خاموشی کے ساتھ سنتے۔ ان عارضی طالب علموں کے علاوہ جو کبھی کبھی حلقہ درس میں شریک ہوتے تھے وہ خاندان کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اور شہر کے یتیم بچوں کو اپنے آغوش تربیت میں لیتیں اور ان کی تعلیم و تربیت کرتی تھیں ۔[3]

اُمُّ المؤمنین زوجہ سیّدُ المرسلین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہترین مفسرہ، محدثہ، حافظہ، قاریہ، ادیبہ، معلمہ اور زبردست فقیہ ہیں۔ غرض مجموعۂ حسانات و کمالات ہیں بلکہ بلامبالغہ پوری تاریخ عالم میں اتنی عظیم صفات والی خاتون جو ایک طرف عالمہ، فاضلہ اور منصب افتاء پر فائز ہو تو دوسری طرف بہترین خاتون خانہ اور اعلی انتظامی صلاحیتوں کی مالک بھی ہو، ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہے: "كَانَتْ عائشةُ اَفْقَهَ الناسِ وَ اَ عْلَمَ الناسِ و اَحْسَنَ النَّاسِ رَأياً فِىْ العَامَّة" یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عالمہ اور تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔[4]

---

[1]۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر:500

[2]۔ مسند احمد: جلد۶، ص ۷۵

[3]۔ سید سلیمان ندوی۔ سیرتِ عائشہ۔ اعظم گڑھ: مطبع معارف، 1946، ص258۔ معاون: جامعہ ہمدرد دہلی 12

[4]۔ المستدرک للحاکم، 18/5، ح6808:

معلم انسانیت کی مدینہ تشریف آوری سے قبل ہی درسگاہیں قائم ہو چکی تھیں، جہاں تعلیم کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ چونکہ اسلام کی دعوت بعض اصحاب کے ذریعے مدینہ تک پہنچ چکی تھی، اور مسلمان چاہتے تھے کہ ان کی دینی تربیت کا انتظام ہو اس لیے حضور اکرم کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے مدینہ میں تعین درسگاہیں قائم ہو گئیں۔

مسجد بنی زریق: پہلی درسگاہ

یہ درسگاہ سیدنا رافع بن مالک زرقی رضی اللہ عنہ کی تھی، سیدنا رافع اپنے قبیلہ کے رئیس اور نقیب تھے، بیعت عقبہ اولی کے موقع پر مسلمان ہوئے اور دس سال کی مدت میں جتنا قرآن نازل ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عنایت فرمایا۔ جس میں سورۃ یوسف بھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نوشت وخواند تیر اندازی اور تیراکی میں ماہر تھے، بیعت کے بعد مدینہ آتے ہی انہوں نے ایک بلند چبوترے کو تعلیم کے لیے منتخب کیا اور قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق کے بچوں کو تعلیم دینا شروع کی۔ جیسا کہ قران پاک میں ارشاد باری تعالی ہے : "وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ -"[1] آنے والے دنوں میں اس جگہ مسجد بنی زَریق تعمیر ہوئی۔ چونکہ بیعت عقبہ اولی میں بارہ لوگ مسلمان ہوئے تھے جن میں قبیلہ زریق کے ذکوان بن قیس اور رافع بن مالک بھی تھے۔ یہ حضرات مدینہ آئے اور اسلام کی دعوت کا آغاز کیا۔

طبقات ان سعد میں لکھا ہے :۔

اوس و خزرج نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا کہ ہمارے یہاں کسی کو بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن پڑھائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے پاس مصعب بن عمیر البدری کو بھیج دیا، وہ اسعد بن زرارہ کے پاس اترے، وہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے"۔ بعد میں اس چبوترے والی جگہ مسجد بنی زریق تعمیر ہوئی۔[2]

ابنِ قیمؒ کے مطابق: فَأَوَّلُ مَسْجِدٍ قُرِئَ فِيهِ الْقُرْآنُ بِالْمَدِينَةِ، مَسْجِدُ بَنِي زُرَيْقٍ- "[3] مسجد بنی زریق مدینہ میں سب سے پہلی مسجد ہے جس میں قرآن پڑھا گیا"۔ اس کے اول قاری حضرت رافعؓ بن مالک زرقی قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق سے تھے۔ مدینہ میں سورہ یوسف کی تعلیم حضرت رافعؓ نے دینی شروع کی تھی۔[4]

---

[1] القرآن المجید، سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر 104

[2] ۔ السمھودی، نورالدین، علی بن احمد سوفاءالوفاء بااخبار دارالمصفطیٰ، مطبوعہ، قاہرہ- 1957، ج:1، ص251:

[3] ۔ حافظ ابن قیم، زادالمعاد، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۰۰/۱

[4] ۔ یحی بن جابر، فتوح البلدان، موسسۃالمعاف بیروت ص:۴۵۹

درس گاہ حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ:

مدینہ کی دوسری درسگاہ کے معلم و مقری یہی حضرت سالم رضی اللہ تھے۔ بیعت عقبہ کے بعد سے صحابہ جن میں ضعفائے اسلام کی کثرت تھی۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنا شروع ہو گئے۔ ان کا ابتدائی قیام قباہی میں تھا۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ ان کو تعلیم دینے اور امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ یہ تعلیمی سلسلہ حضور کی تشریف آوری تک جاری رہا۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کے بنیادی مقصد عمل پر زیادہ زور دیا جاتا تھا، تاکہ اسلام حقیقت میں پوری شخصیت کا حصہ بنے اور اللہ کی رضا نصیب ہو۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمن سے جامع البیان میں مذکور ہے

حضور کے دسیوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم لوگ مسجد قبا میں علم دین پڑھتے پڑھاتے تھے، اس دوران رسول اللہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم لوگ جو چاہو پڑھو، جب تک عمل نہیں کروگے، اللہ تمھیں اجر و ثواب نہیں دے گا۔ [1]

حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی تدریسی خدمات اور امامت کے فرائض کی بخوبی انجام دہی، نیز ان کی قراءت کی تحسین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیانات سے ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ امامت اور تدریس کے لیے صحابہ میں ان حضرات کو مقرر کیا جاتا تھا، جو قرآن فہمی اور قراءت کا بہترین علم رکھتے تھے، چنانچہ بخاری کی روایت کے مطابق:

"رسول اللہ کے آنے سے پہلے مہاجرین اولین کی جماعت جب "عقبہ" میں آئی جو قبا کی ایک جگہ کا نام ہے، تو ان لوگوں کی امامت سالم مولیٰ ابو حذیفہ کرتے تھے، وہ ان میں قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے۔ [2]"

درس گاہ نقیع الخضمات:

تیسری درسگاہ مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک میل دور حضرت اسعد رضی اللہ عنہ بن زرارہ کے مکان میں تھی جو حرہ بنی بیاضہ میں واقع تھا۔ یہ آبادی بنو سلمہ کی بستی کے بعد نقیع الخضمات نامی علاقے میں تھی۔ یہ درسگاہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے پرکشش ہونے کے ساتھ اپنی جامعیت اور اپنی افادیت میں دونوں مذکورہ درسگاہوں سے مختلف اور ممتاز تھی۔ بیعت عقبہ میں انصار کے دو بڑے قبائل اوس و خزرج کے روساء اور نقباء نے اسلام قبول کیا اور حضور سے درخواست کی کہ ہمیں مدینہ میں کوئی معلم عنایت کیجئے، اس پر حضور نے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہم کو اس خدمت کے لیے مامور کیا، چنانچہ امام احمد کی روایت ہے۔

"رسول اللہ علی اسلام کے صحابہ میں سے سب سے پہلے مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم مدینہ منورہ آئے اور یہ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے"۔ [3]

---

[1] ۔ جامع بیان العلم، ج:2، ص6 :

[2] ۔ الجامع الصحیح، کتاب الصلاۃ، ج : 1 باب امامۃ العبد والمولی الریاض، 1992، ص140 :

[3] ۔ مسند امام احمد، ناشر: علام الکتب، بیروت، ج4، ص291

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس کی مؤید ہے:

"سب سے پہلے ہمارے یہاں مدینہ میں مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم آئے اور یہ حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔"[1]

یہ درس گاہ مدینہ طیبہ کے شمال میں تقریباً ایک میل دور حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان میں تھی، جو حرہ بنی بیاضہ میں واقع تھا یہ بستی بنو سلمہ کی بستی کے بعد نقیع الخصمات نامی علاقہ میں تھی۔ یہاں "خصمہ" نام کی ایک نرم و نازک خوش نما گھاس اگتی تھی، چنانچہ یہ جگہ اپنے پر کشش محل و قوع اور دل فریب ہونے کے باعث طلباء کے لیے خاص دلچسپی کا باعث تھی۔

سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے:

"جب انصار بیعت سے شرف یاب ہو کر واپس لوٹنے لگے تو حضور اکرم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی بصیرت اور صحیح سمجھ پیدا کریں چنانچہ حضرت مصعب مدینہ میں "مقری" کے لقب سے مشہور ہوئے[2]، ان کا قیام حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھا"[3]

نقیع الخصمات کی یہ درس گاہ صرف قرآنی مکتب ہی نہ تھی بلکہ ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں مرکز اسلام کی حیثیت رکھتی تھی۔ ان درس گاہوں کے نصابِ تعلیم کے حوالے سے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ اس وقت تک عبادات میں صرف نماز فرض ہوئی تھی لہذا یہاں پر زیادہ تر نماز کے احکام و مسائل، قرآن اور اخلاقیات کی تعلیم دی جاتی تھی اور اسی طرح کی تعلیم دی جاتی تھی۔[4] رسولؐ نے جس وقت حضرت مصعبؓ بن عمیر کو اہل مدینہ کے ساتھ روانہ فرمایا تو ان کو یہ حکم دیا تھا:...

أَنْ يَقْرَأَهُمُ الْقُرْآنَ، وَيُعَلِّمَهُمُ الْإِسْلَامَ، وَيُفَقِّهَهُمْ فِي الدِّينِ-[5]

"ان کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں، اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں"

نصابِ تعلیم:

ان درسگاہوں کے نصابِ تعلیم کے حوالے سے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس وقت تک عبادات میں صرف نماز فرض ہوئی تھی لہذا یہاں پر زیادہ تر نماز کے احکام و مسائل، قرآن اور اخلاقیات کی تعلیم دی جاتی تھی اور اسی طرح وہ اخلاقیات جن پر بیعتِ عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے مرد و خواتین، سب کو بیعت کیا تھا، کی تعلیم دی جاتی تھی۔ عبادۃ رضی اللہ عنہ بن صامت اس بیعت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

---

[1] ۔ الجامع الصحیح، باب بنیان الکعبۃ، مقدم النبي واصحابہ الی المدینہ، ج:1، ص558

[2] ۔ ابن ہشام، العقبۃ الاولیٰ و مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر ۴۸/۲

[3] ۔ سیرت بن ہشام عنوان، ہجرت مصعب بن عمیر، ص97 :

[4] ۔ ابن ہشام، العقبۃ الاولیٰ و مصعبؓ بن عمیر، ۴۷/۲۔ المسند، حدیث عبادہؓ بن صامت، ح:۲۲۴۸،۴۴۱/۶

[5] ۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب بیعۃ النساء، حدیث نمبر:389

بايعنا رسولَ الله صلى الله عليه وسلم لَيلَةَ الْعَقَبَة الْأُولَىٰ عَلَىٰ أَنْ لَا نُشْرِكَ بالله شَيئًا، ولا نسرقَ، ولا نزني، ولا نَقْتل أَوْلَادَنا، ولا نأتي ببهتانٍ نفتريه بين أيدينا وأرجلنا، ولا نعصيه في معروفٍ.[1]

''ہم نے بیعتِ عقبہ اولیٰ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس چیز پر کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ کسی پر بہتان لگائیں گے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف میں نافرمانی کریں گے۔"

چنانچہ ان درسگاہوں میں قرآن کی تعلیم کے ساتھ ان ہی اخلاقی امور کی تعلیم و تربیت دی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو اہل مدینہ کے ساتھ روانہ فرمایا تو ان کو یہ حکم دیا تھا:

أَنْ يقْرَأَهُم الْقُرْآنَ، ويعلّمهم الْإِسْلَامَ، ويفقّههم في الدّين.[2]

''ان کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔"

جیسا کہ قرآن پاک میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" قُلْ هَٰذه سَبيلي أَدْعُو إِلَى اللَّه ۚ عَلَىٰ بَصيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَني ۖ وَسُبْحَانَ اللَّه وَمَا أَنَا منَ الْمُشْرِكينَ-"[3]

چونکہ اس دور میں قرآن مجید کا نزول ہوا تھا اس لیے ان مکاتب میں اس کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اور آیات اور سورتیں عموماً زبانی حفظ کی جاتی تھیں۔ انصار نے بیعتِ عقبہ میں جن باتوں کا اقرار کیا تھا، ان پر عمل کی تلقین و تاکید کی جاتی تھی۔ چنانچہ اس درسگاہ کے ایک طالب علم بُریدۃ بن الحُصَیب رضی اللہ عنہ بن عازب کا بیان ہے:

فَما قَدمَ حَتَّىٰ قَرَأْتُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ﴾ في سُوَرٍ منَ الْمُفَصَّلِ-[4]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ہی میں نے 'طوال مفصل' کی کئی سورتیں یاد کر لی تھیں۔''

یہ درسگاہیں دن رات، صبح و شام کی قید سے آزاد تھیں اور ہر شخص ہر وقت ان سے استفادہ کر سکتا تھا۔

---

[1]۔ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قدوم الأنصار إلی المدینة، حدیث نمبر 3894 :

[2]۔ ابن ہشام، العقبۃ الاولیٰ و مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر، ۲/۷۴

[3]القرآن المجید، سورۃ النحل، آیت نمبر 125۔

[4]۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب الترتیل في القراءۃ، حدیث 799

نظامِ تعلیم:

مدنی دورِ نبوت میں دینی تعلیم و تربیت کے دو بنیادی طریقے رائج تھے۔ پہلا طریقہ غیر مستقل نوعیت کا تھا، جس میں مختلف قبائل سے افراد مدینہ منورہ آکر کچھ وقت قیام کرتے، نبی اکرم ﷺ سے ضروری دینی احکام سیکھتے اور پھر واپس اپنے قبائل میں جا کر ان تعلیمات کو دوسروں تک پہنچاتے۔ قرآن پاک میں آتا ہے: "**يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ**۔"[1] نبی کریم ﷺ ان افراد کو تعلیم دینے کے بعد ان کے قبائل کی طرف واپس بھیج دیا کرتے تھے۔[2] اسی طرزِ عمل کی ایک مثال وفدِ عبدالقیس ہے، جنھوں نے نبی ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی، اسلام کے بنیادی ارکان جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور خمس کی تعلیم حاصل کی، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"اِحْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوا مَنْ وَرَاءَكُمْ۔"

"ان باتوں کو یاد رکھو اور اپنے پیچھے والوں کو بھی ان کی خبر دو۔"[3]

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ**۔"[4]

دوسرا طریقہ مستقل تعلیم و تربیت کا تھا اور اس کے لیے صفہ کی درس گاہ مخصوص تھی۔ اس میں وہ لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے جو علائق دنیوی سے بے نیاز تھے اور انھوں نے اپنے آپ کو دینی تعلیم و تربیت اور عبادت و ریاضت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ مسجد نبوی کی اس درس گاہ کے دو حلقے تھے، ایک درس و تعلیم کا حلقہ اور دوسرا ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت کا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ نمازِ فجر ادا فرما لیتے تو ہم لوگ آپؐ کے پاس بیٹھ جاتے اور ہم میں سے کوئی آپ سے قرآن کے بارے میں سوال کرتا، کوئی فرائض کے بارے میں دریافت کرتا اور کوئی خواب کی تعبیر معلوم کرتا تھا۔[5] سماک بن حرب نے حضرت جابرؓ بن سمرہ سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہؐ کی محفل میں بیٹھا کرتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں، میں بہت زیادہ آپؐ کی مجلس میں شریک رہا کرتا تھا۔[6] رسول اللہؐ اپنے تمام حاضرین مجلس کو اس طرح تعلیم دیتے تھے کہ عالم، جاہل، شہری، بدوی، عربی، عجمی بوڑھے، بچے، جوان پوری طرح فیض اٹھاتے تھے اور آپؐ کی ہر بات سامعین کے دل میں اتر جاتی تھی۔

---

[1] القرآن، سورۃ المجادلہ، 58:11

[2] ۔ امام مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ، مکتبہ رحمانیہ، ح: ۱۵۳۵، ص: ۲۷۲۔

[3] ۔ کتاب العلم، باب تحریض النبي صلی اللہ علیہ وسلم وفد عبدالقیس علی أن یحفظوا الإیمان والعلم ویخبروا من وراءھم، حدیث نمبر 87 ۔

[3] القرآن المجید، سورۃ فصلت، آیت نمبر 33

[5] ۔ محمد بن سلیمان، جمع الفوائد، کتاب العلم، دار ابن حزم ، ۴۸/۱

[6] ۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التحلق، ح: ۴۸۲۳، ص: ۶۸۲

رسول اللہ ؐ کا طریقہ تعلیم یہ تھا کہ آپ ؐ بات ٹھہر ٹھہر کر اس انداز میں کہتے کہ سننے والوں کے دل میں بیٹھ جائے، یاد کرنے والے یاد کر لیں اور لکھنے والے لکھ لیں۔ حضرت معاویہؓ بن حکم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ؐ کی امامت میں نماز پڑھ رہا تھا، مجھ سے خلافِ نماز کوئی حرکت سرزد ہو گئی، جس کی وجہ سے تمام نمازی مجھ سے بگڑ گئے اور گھور گھور کر میری طرف دیکھنے لگے، لیکن خود معلمِ انسانیت کا رویہ اور طریقہ تعلیم کیا تھا؟ صحابی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:-

" فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللَّهِ مَا كَهَرَنِي، وَلَا ضَرَبَنِي، وَلَا شَتَمَنِي، قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ، وَالتَّكْبِيرُ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ-[1]"

''میرے ماں باپ آپ ؐ پر قربان ہوں، میں نے آپ ؐ سے پہلے اور آپ ؐ کے بعد آپ سے بہتر معلم نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ ہی سخت سست کہا، بلکہ فرمایا نماز میں انسانی کلام اچھا نہیں ہے۔ اس میں صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن پڑھنا ہے''۔

جیسا کہ قرآن پاک میں بھی اللہ کا حکم آیا ہے اس حوالے سے:

"انَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ-"

ابتدائی اسلامی خلافت میں تعلیم و مدارس کا فروغ:

ابتدائی اسلامی خلافت کے دوران تعلیم و مدارس کا قیام نہ صرف دینی تعلیمات کے تسلسل کو یقینی بنانے والا تھا بلکہ اس نے معاشرتی اور علمی ترقی کے لیے بھی بنیادی ڈھانچہ فراہم کیا۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں اگرچہ مدارس اپنی باقاعدہ اور منظم شکل میں موجود نہ تھے، تاہم دینی تعلیم کا بنیادی مرکز مسجد ہی تھی۔ مسجد نبوی ؐ مدینہ میں علمی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز تھا، جہاں قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر اسلامی علوم کی تدریس ہوتی تھی۔ اسی طرز پر خلافت کے دیگر بڑے شہروں جیسے کوفہ، بصرہ، شام اور مصر کی مساجد بھی تعلیم و تعلم کے گہوارے بن گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ابتدائی سطح پر مکاتب بھی قائم تھے، جہاں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا جاتا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے مختلف علاقوں میں جا کر علمی حلقے قائم کیے جو بعد میں باقاعدہ مدارس کی بنیاد ثابت ہوئے۔ گویا خلافتِ راشدہ کے دور کو مدارس کے قیام وارتقاء کی ابتدائی اساس قرار دیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور دیگر صحابہؓ نے براہ راست تعلیم و تدریس کا نظام قائم رکھا۔ وہ قرآن کی تفسیر، احادیث کی تشریح اور فقہی مسائل عوام و طلبہ کو سکھاتے تھے۔ اس دور میں حفظِ قرآن اور تفسیر پر خاص زور تھا۔[2]

خلافتِ راشدہ کے دور میں مکاتب کا قیام عمل میں آیا جہاں قرآن کے ساتھ ساتھ ادب، نعت اور شاعری کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ اس زمانے کی اعلیٰ خطابت کی نمایاں مثال حضرت علیؓ کے خطبات ہیں، جو بعد میں "نہج البلاغہ" کی صورت میں محفوظ ہوئے۔ فقہی تعلیم میں "علم الفرائض" کو نمایاں

[1] ۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ، حدیث 573

[2] محمد منہاج، اسلامی نظام تعلیم: تاریخ وارتقاء، لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 2005ء، ص 45-47۔

حیثیت حاصل تھی، جس کے ذریعے وراثت اور ترکہ کی تقسیم کے اصول وضع کیے گئے۔ میراث کے حساب کتاب کے لیے ریاضی کی ضرورت پیش آئی توحضرت عمرؓ نے ایک رومی ماہرِ حساب کی مدد سے اس علم کے اصول مرتب کروائے۔ اس میدان میں حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمات نہایت اہم ہیں۔ چونکہ عرب اپنی زبان میں ماہر تھے، اس لیے قرآن مجید کی قراءت کے وقت انہیں قواعد واعراب کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، تاہم غیر عرب اقوام کے اسلام قبول کرنے کے بعد قراءت میں غلطیاں پیدا ہونے لگیں۔ اس مسئلے کے حل کے لیے حضرت علیؓ کی ہدایت پر عربی زبان کے بنیادی قواعد مرتب کیے گئے، جو آگے چل کر "علم النحو" اور "علم الصرف" کی بنیاد قرار پائے۔ [1]

فقہ کا فن خلافت راشدہ کے دور میں باقاعدہ طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جب بھی کوئی مسئلہ درپیش آتا، تو اس کا حل وحی یا آپ ﷺ کی رہنمائی سے حاصل ہو جاتا، اس لیے اس وقت فقہ کی باقاعدہ ضرورت نہ تھی۔ مگر آپ ﷺ کی وفات کے بعد، مسائل کے حل کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں استنباط کا طریقہ اپنایا گیا، اور جہاں صراحت نہ ہوتی، وہاں قیاس (عقلی استدلال) سے کام لیا جاتا۔ حضرت عمرؓ کو اجتہاد میں غیر معمولی بصیرت حاصل تھی، اور انہوں نے اصول فقہ کی بنیاد رکھی، جو بعد میں ایک مستقل علم کی شکل اختیار کر گیا۔ حضرت عمرؓ نے دینی وانسانی علوم کی تعلیم کے لیے ایک منظم اور وسیع نظام قائم کیا۔ مفتوحہ علاقوں میں قرآن کی تعلیم کے لیے باقاعدہ تنخواہ دار معلمین مقرر کیے گئے۔ حضرت ابودرداؓ کے حلقہ درس میں طلبہ کی تعداد 1600 تک پہنچ جاتی، جنہیں وہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم کر کے ذاتی نگرانی کرتے تھے۔ سورۃ بقرہ، نساء، حج اور نور چونکہ زیادہ تر شرعی احکام پر مشتمل ہیں، ان کی تعلیم لازمی قرار دی گئی۔ بدوؤں سے نئے قرآن حکیم کی ابتدائی تعلیم لازمی بلکہ جبری کر دی گئی۔ ابو سفیان کی قیادت میں ایک معائنہ کے لئے جماعت تیار ہوئی جو اس غرض سے مقرر کی کہ وہ مختلف قبائل میں جا کر ہر شخص کا امتحان لیں اور جسے قرآن کی کوئی سورۃ بھی یاد نہ ہو اسے سزا دی جائے۔ طلبہ کے لیے وظائف مقرر کیے گئے۔ قرآن کی صحیح قراءت اور اعرابی اغلاط سے بچاؤ کے لیے عربی زبان و ادب کی تعلیم لازم قرار دی گئی، اور یہ شرط رکھی گئی کہ جو شخص لغت میں مہارت نہ رکھتا ہو، وہ قرآن نہ پڑھائے۔ حدیث کی صحت کی جانچ کے لیے اصول مرتب کیے گئے، اور ضعیف روایات کے پھیلاؤ کو روکا گیا۔ اسی طرح اصول تفسیر کی بنیاد بھی اسی دور میں رکھی گئی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دور:

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں تعلیمی ودینی سرگرمیوں کا تسلسل نہ صرف برقرار رہا بلکہ اس میں وسعت بھی پیدا ہوئی۔ آپؓ نے مسجد نبوی کو مرکزِ تعلیم کے طور پر قائم رکھا اور صحابہ کرامؓ کو تعلیم وتدریس میں مشغول رکھا۔ قرآن مجید کے قراء اور حفاظ کو مختلف علاقوں میں بھیجا تاکہ نئی نسل اور نومسلم قبائل کو قرآن وسنت کی تعلیم دی جا سکے۔ جنگ یمامہ کے بعد جب حفاظ کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی تو حضرت ابو بکرؓ نے سب سے اہم کارنامہ سرانجام دیتے ہوئے قرآن مجید کو پہلی مرتبہ جمع کر کے مصحف کی صورت میں مرتب کیا، جو بعد کے تعلیمی وتدریسی اداروں کے لیے بنیاد ثابت ہوا۔ اسی طرح آپؓ نے مکاتب کے نظام کو جاری رکھا جہاں بچوں کو قرآن اور دینی تعلیم دی جاتی تھی، جس سے آگے چل کر باقاعدہ مدارس کا نظام وجود میں آیا۔

[1] ابوالاعلیٰ مودودی، تعلیمی نصاب کی تشکیل، لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 1998ء، ص 29-30۔

اس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ نے علمی و تعلیمی میدان میں ایسے اقدامات کیے جنہوں نے اسلامی تعلیمات کے فروغ اور مدارس کے ارتقاء میں بنیادی کردار ادا کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور:

خلافت راشدہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس عہد میں اسلام کی اشاعت کا انتظام مکمل طور پر کیا گیا۔ لیکن جبر سے نہیں۔ حضرت عمر ہی اس نے ایک دفعہ ایک غلام کے سامنے اسلام پیش کیا، اس نے انکار کیا تو لااِکْرَاہَ فِي الدِّينِ کہہ کر چھوڑ دیا ہے۔ [1] اس عہد میں خلفاء نے غیر مذاہب کے سامنے اسلام کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا کہ وہ خود بخود اسلام کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ اس دور میں خاص کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں اسلام کی بہت اشاعت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن کی تعلیم پر بڑا زور دیا۔ خلافت راشدہ میں قرآن وسنت کے ماہرین علماء میں حضرت عمر بن خطاب، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت علی دی، حضرت عائشہ یا اور حضرت زید بن ثابت سر فہرست نظر آتے ہیں۔ [2]

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے دس سال، چھ ماہ اور دس دن تک خلافت کے فرائض انجام دیے۔ آپؓ نے خلافت کے انتظامی امور میں حضرت ابو بکرؓ کے مقرر کردہ اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ تاہم، جن ریاستی اور انتظامی پہلوؤں کو حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے دور میں مکمل طور پر نہیں سمیٹ سکے تھے، حضرت عمرؓ نے اُنہیں تکمیل تک پہنچایا۔ آپؓ نے حکومتی نظم و نسق کو مضبوط بنانے کے لیے مختلف شعبہ جات میں واضح اصلاحات اور تنظیمی اقدامات کیے، اور ساتھ ہی مسلمانوں کی فکری، تمدنی اور تعلیمی ترقی پر بھی بھرپور توجہ دی۔ [3] حضرت عمرؓ نے قرآن حکیم کی تلاوت کے اصول و قواعد مرتب کروائے اور اعراب لگوا کر صحیح تلفظ کی ادائیگی کا اہتمام کیا، کیونکہ قرآن حکیم دنیا کے تمام حصوں میں پہنچایا جاتا تھا، اس لیئے ضروری ہوا کہ اس پر اعراب وغیرہ لگوا دیئے جائیں تا کہ ہر زبان بولنے والے اسے صحیح تلفظ کے ساتھ تلاوت کر سکیں، اس عرض کے لئے حفظ ما تقدم کے طور مختلف تدابیر اختیار کی گئی۔ حضرت عمرؓ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی تعلیم واشاعت کا وہی طریقہ اختیار فرمایا اور شہر بشہر دینی تعلیم دینے کے لیے معلمین کے تقرر کا انتظام واہتمام فرمایا جس کا وہ عہد نبوی میں مشاہدہ کر چکے تھے کہ حضور کے عہد مبارک میں قرآن پاک کی تعلیم کے لیے مکاتب و مدارس کے اجراء اور قیام کا خصوصی طور پر انتظام و اہتمام فرمایا جاتا تھا اور مکہ شریف اور مدین شریف کے محلہ در محلہ مدارس دینیہ کے قیام کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی قرء اور معلمین کو درس وتدریس کیلئے متعین فرما کر بھیجا جاتا تھا۔ [4]

---

[1] ۔ ابن سعد، الطبقات الکبری :198

[2] ۔ خلافت راشدہ، ص،125

[3] ۔ خلافت راشدہ، ص،123

[4] ۔ مولانا مفتی عبدالشکور۔ "عہدِ نبوی میں درس وتدریس کا اہتمام۔" روزنامہ نوائے وقت (لاہور)، 30 نومبر 2012 ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور:

حضرت عثمان بن عفانؓ کے دور خلافت کی قیادت تقریباً گیارہ سال اور گیارہ ماہ جاری رہی، جس دوران اسلامی سلطنت کے دائرے میں مزید وسعت آئی اور حکمرانوں کی توجہ زیادہ تر سیاسی اور انتظامی امور کی جانب رہی۔ بعض پرانے اختلافات کے دوبارہ ابھرنے کی وجہ سے سیاسی استحکام محدود رہا، تاہم حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عمرؓ کی تعلیمی پالیسی کو آگے بڑھایا اور اسے مزید مضبوط بنایا۔ اس سلسلے میں سب سے اہم قدم قرآن مجید کی یکسانی اور صحیح قراءت کو یقینی بنانا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے دور میں مرتب کیے گئے "مصحفِ صدیقی" کو بنیاد بنا کر مستند نسخے تیار کروائے، جنہیں مختلف شہروں اور تعلیمی مراکز میں بھیجا گیا تاکہ امتِ مسلمہ ایک ہی معیاری نسخے کی بنیاد پر تعلیم حاصل کرے اور قراءت میں اختلافات ختم ہو جائیں۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور:

حضرت علیؓ کی خلافت کی مدت تقریباً چار سال اور نو ماہ سے کچھ کم تھی۔ جب آپؓ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو امتِ مسلمہ اختلافات کا شکار ہو چکی تھی، اور ملک میں انتشار اور خلفشار پھیل چکا تھا۔ ان نازک حالات کے باوجود، حضرت علیؓ نے علم کے فروغ اور تعلیمی سرگرمیوں کو خاص اہمیت دی۔ لسانِ نبوت ﷺ نے آپؓ کو "باب العلم" کا خطاب دیا تھا، اور آپؓ نے حضرت عمرؓ کی قائم کردہ تعلیمی پالیسی کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں مزید بہتری بھی پیدا کی۔ خصوصاً علمِ نحو کی بنیاد آپؓ نے رکھی۔ آپؓ نے اپنے شاگرد ابوالاسود الدؤلی کو نحو، صرف، اعراب، اور قواعدِ زبان کے چند بنیادی اصول سکھائے، اور انہی خطوط پر اس علم کی تدوین و ترتیب کا کام سونپا۔ یہی علم بعد میں عربی زبان کے قواعد کی بنیاد بنا۔ [2]

---

[1] ۔ ابن ابی داؤد، کتاب المصاحف، صفحہ 25-24

[2] ۔ مودودی، ص 31۔

فصل سوم: قرون وسطیٰ میں مسلم خواتین کی تعلیمی پیش رفت

قرون وسطیٰ میں خواتین کے لیے تعلیم کے مختلف مراکز اور مدارس کا قیام مختلف اسلامی سلطنتوں میں ہوا تھا۔ ان مدارس میں خواتین کو دینی، علمی اور اخلاقی تربیت دی جاتی تھی۔ اسلام کے ابتدائی دور میں خواتین کو تعلیم کا حق دیا گیا تھا، اور اس کی مثالیں ہم مختلف ادوار میں دیکھ سکتے ہیں، خاص طور پر عباسی اور فاطمی ادوار میں۔ اسلام کے فروغ کے ساتھ ہی تعلیمی مراکز کی تعداد میں بھی نمایاں اضافہ ہونے لگا۔ ابتدا میں جو تعلیمی سلسلہ مساجد سے شروع ہوا تھا، وہ وقت کے تقاضوں کے تحت بتدریج مخصوص درسگاہوں یعنی مدارس کی طرف منتقل ہونے لگا۔ اس تبدیلی کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ تعلیمی حلقوں میں نئے مضامین جیسے مباحثہ اور مناظرہ شامل ہو چکے تھے، جو مسجد کے سکون اور تقدس کے ماحول سے ہم آہنگ نہ تھے۔ چنانچہ اس نوعیت کی سرگرمیوں کے لیے علیحدہ تعلیمی ماحول کی ضرورت محسوس کی گئی۔ مزید برآں، جیسے جیسے طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور عملی زندگی میں ان کی معاشی ضروریات ابھرنے لگیں، ویسے ویسے ایسے اداروں کی ضرورت بھی محسوس ہونے لگی جہاں نہ صرف دینی علوم دیے جائیں بلکہ عملی مہارتیں بھی سکھائی جائیں۔ اساتذہ بھی مکمل وقت صرف تعلیم پر صرف نہ کر سکتے تھے، اس لیے ان کے لیے مالی معاونت اور طلبہ کے لیے قیام و طعام کا بندوبست ضروری ہو گیا۔ یہی وہ عوامل تھے جنہوں نے باقاعدہ مدارس کے قیام کی راہ ہموار کی، تاکہ علم کی ترویج بہتر انداز میں ممکن ہو سکے۔ مدارس آہستہ آہستہ ضرورتوں کے مطابق ہیت اختیار کرتے رہے، یعنی عمارت اپنے پورے نقشے کے ساتھ لیکچر رومز، مطبخ، گودام، نعمت خانہ، دارالمطالعہ، وغیرہ کی صورت صورت میں میں ڈھلتی ڈھ گئی اور ایک علیحدہ تعلمی مدرسہ کی کی صورت صورت: بنتی گئی، مساجد میں موذن کا تقرر کیا جاتا تھا اور مدرسہ میں مدرس کا بعض مدارس کے ساتھ ہی ملحق مکانات ہوا کرتے تھے اور بعض کے ساتھ ملحق دار الاقامہ، جہاں طلباء تعلیم کے دوران قیام کرتے تھے۔ مدارس میں ایک نمایاں خصوصیت یہ ہوتی تھی کہ مدرسہ میں زمانہ حاضرہ کے لیکچر زروم کی طرح ایک ایوان ہوتا تھا اور اکثر و بیشتر مدارس سے ملحق سکونتی مکانات بھی ہوا کرتے تھے، علاوہ ازیں مدرسہ کے مستقل طلباء کے لیے وظائف کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔[1]

آل سلجوق کی علمی سرپرستی:

اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں بعض ایسی مستحکم سلطنتیں قائم ہوئیں جنہوں نے اپنے سیاسی استحکام کی بنیاد پر اسلام کی خدمت میں گراں قدر کارنامے سرانجام دیے اور دین کی اشاعت و ترقی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ انہی ممتاز سلطنتوں میں سلجوقی سلطنت کا نام بھی نمایاں ہے۔ 477ھ میں بغداد پر سلجوقیوں کی فتح کے بعد تعلیم و تربیت کا ایک نیا اور مؤثر دور شروع ہوا۔[2] دراصل سلجوقیوں کی جانب سے تعلیمی اداروں کا قیام صرف اصلاحی تحریک نہ تھا بلکہ یہ شیعی عقائد کے پھیلاؤ کے ردعمل میں ایک دفاعی و نظریاتی اقدام بھی تھا، جس کا مقصد اہل سنت کے عقائد و نظریات کو تقویت دینا اور علمی میدان میں استحکام پیدا کرنا تھا۔

---

[1] ۔ شلبی، احمد، **ڈاکٹر تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ**، (مترجم، محمد حسین خان زبیری) ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1989ء،، ص 105 :

[2] ۔ ابن اثیر، **الکامل فی التاریخ**، جلد 9، صفحہ 20، دار الکتب العربیۃ، بیروت، 1987

ڈاکٹر احمد شلبی لکھتے ہیں:

"سنی عقائد قائم کرنے کے لیے سلجوقیوں نے اس کے بر خلاف تبلیغ کا طریقہ اختیار کیا تھا، لوگوں کو صحیح مذہب سے واقفیت ہونا لازمی ہے۔ لہذا ہر جگہ کالج قائم کرے ضروری ہیں، جیسے ہی سلجوقیوں کو اقتدار حاصل ہوا، اس خیال کو نظام الملک (متوفی، 485ھ) وزیر الپ ارسلان اور ملک شاہ نے عملی جامہ پہنایا، نظام الملک نے نیشاپور اور دیگر شہروں میں شاندار کالج قائم کیے، جو اسی کے نام سے موسوم ہوئے۔"[1]

مدارس کے قائم کرنے اور ان کے مصارف کا انتظام کرنے، نیز طلباء کے قیام اور تعلیم کے لیے آل سلجوق کے نامور حکمران نظام الملک الطوسی کا شمار بانیان مدارس میں کیا جاسکتا ہے، اس کی علم دوستی اور مدرسہ پرستی کا یہ عالم تھا کہ اسے جہاں کہیں بھی جو کوئی صاحب علم ملتا، وہ اس سے ملاقات کرتا، تعلیم دینے کے لیے آمادہ کرتا۔ اور کسی مدرسہ کا آغاز کرتا۔

ابو شامہ الروضتین میں لکھتے ہیں:

"نظام الملک کے قائم کردہ مدارس تمام دنیامیں مشہور ہیں، کوئی گاؤں ایسا نہ تھا جہاں ایک مدرسہ نہ ہو، یہاں تک کہ جزیرہ ابن عمر میں بھی جو دنیا کے ایک دور کے گوشہ میں آباد تھا اور جہاں آبادی بھی معمولی تھی ایک مدرسہ موجود تھا جو ایک شخص رضی الدین کے نام سے منسوب تھا۔"[2]

عمادالدین الاصفہانی بھی اسی بیان کی تائید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

"نظام الملک کو جہاں کہیں کسی شہر میں کوئی عالم مل جاتا وہیں فوراً ایک مدرسہ قائم کر دیتے۔ تاکہ وہ اس مدرسہ میں درس جاری کر دے، پھر اس مدرسہ کے لیے جائداد وقف کر دی جاتی ہے اور کتابیں فراہم کر دی جاتیں۔"[3]

خواتین کے قائم کردہ دینی مدارس:

خواتین اسلام نے بھی مدرسوں کے قیام میں حصہ لیا ہے چنانچہ بغداد میں جس قدر بڑے مدارس تھے ان میں سے ایک مدرسہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کی والدہ کا قائم کیا ہوا تھا سلطان صلاح الدین کی بہن زمرد اور بھتیجی عذراد مشق میں دو مدرسوں کی بانی تھی۔ عہدے اتراک میں تین مدرسے قسطنطینیہ میں اور ایک طرابزون میں قائم کیے تھے۔

دارالحدیث النوریۃ الکبری:

دارالحدیث النوریہ الکبریٰ کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ یہاں خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کے مساوی مواقع ملتے تھے۔ اسلامی تاریخ میں یہ مثال ایک پیش قدمی کے طور پر جانی جاتی ہے کہ ایک تعلیمی ادارہ خواتین کے لیے ایسا جگہ تھا جہاں وہ دینی تعلیمات کے حوالے سے مکمل تعلیم حاصل کر سکتی تھیں۔ اس ادارے کی تعلیم نے اسلامی دنیا میں خواتین کے علمی کردار کو مزید مستحکم کیا اور انھیں علماء کے رتبے تک پہنچنے کا موقع فراہم کیا۔ دارالحدیث

---

[1] - ایضاً، ص105,

[2] - ابو شامہ، **شہاب الدین محمد الروضتین فی اخبار الدولتین**، جمعیۃ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، حیدر آبا1464ھ، ج: 1، ص25

[3] الاصفہانی، عمادالدین محمد بن احمد، دولۃ آل سلجوق، شرکۃ طبع الکتب المصریہ، مصر، 1900ء، ص57

النوریہ الکبریٰ میں جو نصاب پڑھایا جاتا تھا، اس میں قرآن کی تفسیر، حدیث، فقہ، اسلامی تاریخ اور دیگر اہم علوم شامل تھے۔ یہ مدرسہ ایک دینی مرکز تھا جہاں دنیا بھر سے طلباء آکر علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل کرتے تھے۔ یہاں کی تدریس کا انداز زیادہ تر روایتی تھا، جہاں استاد ایک مجلس میں بیٹھ کر تعلیم دیتے اور طلباء ان کے سامنے سوالات کرتے تھے۔ اس مدرسے میں علمی کام کا معیار بہت بلند تھا، اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے علما نے اسلامی دنیا میں بڑی خدمات انجام دیں۔

دمشق کے اسلامی مدارس میں سب سے پہلا مدرسہ جیسے حوالے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، وہ مدرسہ النوریۃ الکبری ہے، جس میں ایک مکمل تعلیمی ادارے جیسی خصوصیات پائی جاتی تھیں، اس ادارے کے اپنے ایوانات، مسجد، اساتذہ کے کمرے، طلباء کی درس گاہیں، گودام اور مطبخ تھا، تعلیمی اوقات اور مقررہ شدہ نصاب کے ساتھ ادارہ سرگرم عمل تھا۔ دارالحدیث النوریہ الکبریٰ کی بنیاد فاس شہر میں ایک معروف عالم دین اور محدثہ خاتون، فاطمہ الفسریہ کی ہم عصر خواتین کی طرف سے رکھی گئی تھی۔ اس مدرسہ کا مقصد قرآن وحدیث کے علوم کی تدریس تھا اور اسے اہمیت اس لیے دی گئی کہ اس نے مردوں اور خواتین دونوں کے لیے دینی تعلیمات کے حوالے سے مواقع فراہم کیے۔

ابو شامہ اس بارے لکھتے ہیں:۔

"ابن الاثیر فرماتے ہیں، دمشق کے اندر سب سے پہلے دارالحدیث بنانے والی شخصیت نورالدین محمود ہیں، یہ عادل بادشاہ اور صاحب علم ہستی ہیں، ان کا قائم کردہ یہ ادارہ علوم دینیہ کے فروغ کا مجمع ہے، نورالدین نے یہ مدرسہ 563ھ میں قائم کیا۔"[1]

مشہور سیاح ابن جبیر نے اس درس گاہ کے احوال یوں بیان کیے ہیں:۔

"یہ دنیا کے بہترین کالجوں میں سے ہے، اس درسگاہ کو دیکھ کر اس وقت بھی یہ خیال ہوتا ہے کہ اپنے عروج کے زمانے میں ایسی ہوگی جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے، ایک اقامتی ہائی سکول میں جتنی ضروریات ہونی چاہیں وہ وہاں سب موجود تھیں۔"[2]

عباسی خلافت کے دور میں بغداد علمی مرکز بن چکا تھا اور یہاں مختلف مدارس قائم کیے گئے تھے جن میں خواتین کو بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ بغداد میں خواتین کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مسجدوں میں خصوصی کلاسز اور حلقے تشکیل دیے گئے تھے۔

دارالحدیث النوریہ الکبریٰ کی اہمیت صرف اس کے تعلیمی کام میں نہیں تھی بلکہ اس ادارے نے اسلامی تعلیمات کے فروغ میں ایک اہم مقام حاصل کیا۔ یہ ادارہ ایک علامت ہے اس بات کی کہ اسلامی معاشرت میں خواتین کو علم حاصل کرنے کے بھرپور مواقع ملے، اور اس کے ذریعے انہوں نے نہ صرف دینی تعلیمات میں بلکہ سائنسی اور فلسفیانہ علوم میں بھی گرانقدر خدمات انجام دیں۔

---

[1]۔ الروضتین، ج:1، ص28 :

[2]۔ حسین نصار، ڈاکٹر الرحلہ ابن جبیر، مکتبہ مصر، قاہرہ، 1939، ص384 :

دارالحدیث النوریہ الصغریٰ کا قیام:

دار الحدیث النوریہ الصغریٰ کا قیام فاس، مراکش میں ہوا تھا۔ اس ادارے کا مقصد قرآن و حدیث کی تعلیم فراہم کرنا اور مسلمانوں کو دینی علوم سے آراستہ کرنا تھا۔ اس مدرسے کا نام "النوریہ" اس کی دینی اہمیت کی عکاسی کرتا ہے، کیونکہ "نور" اسلامی اصطلاح میں علم، ہدایت اور روشنی کے مترادف ہے۔[1] یہ ادارہ دار الحدیث النوریہ الکبریٰ سے کم اہم نہیں تھا، لیکن اس کا مقصد زیادہ تر حدیث کی تعلیم اور اس کے مختلف شعبوں پر تحقیق کرنا تھا۔ دار الحدیث النوریہ الصغریٰ میں قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر، اور اسلامی تاریخ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہاں طلبا کو دینی علوم کی گہری تفصیلات کے بارے میں بتایا جاتا تھا۔ اس مدرسہ میں تدریس کا طریقہ روایتی تھا، جہاں استاد کی رہنمائی میں طلباء کو درس و تدریس دی جاتی تھی۔ اس ادارے میں جو نصاب پڑھایا جاتا تھا، وہ خاص طور پر حدیث اور اس کے مختلف اقسام پر مرکوز تھا۔ طلبا کو حدیث کی تفصیل، اس کی مختلف اقسام اور حدیث کی درستی پر تحقیق کی جاتی تھی تاکہ وہ صحیح حدیث کی پہچان کر سکیں اور غلط احادیث سے بچ سکیں۔ اس کے علاوہ فقہ، تفسیر، اور اسلامی عقائد کے بارے میں بھی تدریس کی جاتی تھی۔[2]

خواتین کی تعلیم کا کردار:

دار الحدیث النوریہ الصغریٰ میں بھی خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کے مساوی مواقع فراہم کیے گئے تھے، جیسا کہ دوسرے اسلامی تعلیمی اداروں میں تھا۔ یہاں بھی خواتین کو دینی تعلیم حاصل کرنے کی آزادی تھی، اور وہ اسی معیار پر تعلیم حاصل کرتی تھیں جیسے مرد طلباء۔ یہ ادارہ اس بات کا غماز تھا کہ اسلامی دنیا میں تعلیم کی اہمیت اور طلبا کی ترقی کے لیے اداروں کا قیام ضروری تھا۔ دار الحدیث النوریہ الصغریٰ نے حدیث کی تعلیم میں ایک اہم کردار ادا کیا، اور اس نے اپنے دور میں اس علم کے پھیلاؤ میں مدد کی۔ دار الحدیث النوریہ الصغریٰ ایک اہم تعلیمی ادارہ تھا جس نے اسلامی علوم کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اس کی تعلیمی خدمات اور نصاب نے اسلامی معاشرت میں دینی تعلیمات کی ترویج کے لیے بہت مدد فراہم کی۔ اگرچہ یہ مدرسہ دار الحدیث النوریہ الکبریٰ سے چھوٹا تھا، مگر اس کی اہمیت اور اثرات اس کے باوجود بھی بہت زیادہ تھے۔[3]

مدرسہ قبطیہ:

مصر میں ساتویں صدی ہجری کے دوران ایک نمایاں دینی تعلیمی ادارہ، مدرسہ قبطیہ، ایک ممتاز محدثہ مونسہ خاتون کے زیرِ اہتمام قائم ہوا۔ انہوں نے اپنے ترکہ میں ایک خطیر رقم وقف کی، جس کے ذریعے نہ صرف مدرسے کی بنیاد رکھی گئی بلکہ اس کے لیے مستقل جائیداد بھی خرید کر وقف کی گئی، تاکہ اس تعلیمی ادارے کی مستقل آمدنی کا بندوبست ہو سکے۔[4] مدرسہ قبطیہ نے اپنے دور میں اہم تعلیمی خدمات فراہم کیں، اور یہاں تعلیم حاصل

---

[1] ۔ الندوی، "تاریخ مدارس اسلامیہ"۔

[2] ۔ یونسکو، "اسلامی تعلیمی ادارے اور ان کا ورثہ"۔ https://www.unesco.org

[3] ایضاً

[4] ۔ ابن خلکان۔ وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان۔ قاہرہ: دار الثقافۃ، جلد 5، ص 112

کرنے کے لیے بہت سے طلباء آتے تھے۔اس مدرسہ میں قرآن کی تعلیم، حدیث، فقہ، عربی ادب اور دیگر اسلامی علوم کی تدریس کی جاتی تھی۔اس کا تعلیمی معیار بہت بلند تھااور اس نے اسلامی دنیا میں کئی مشہور علماء اور محدثین کو جنم دیا۔ مدرسہ قبطیہ نے نہ صرف مصر بلکہ پورے عرب دنیا میں تعلیم کے میدان میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ یہاں کی تعلیمات نے اسلامی دنیا کے مختلف حصوں میں اپنی چھاپ چھوڑی۔اس ادارے نے علم و فنون کے ترقی میں ایک اہم قدم اٹھایااور اس کے اساتذہ اور فارغ التحصیل افراد نے اسلامی علوم کو دنیا بھر میں پھیلایا۔یہ مدرسہ نہ صرف ایک تعلیمی ادارہ تھابلکہ اس نے علمی و دینی خدمات بھی فراہم کیں اور مسلم دنیا کی ترقی میں اہم حصہ ڈالا۔[1]

جامعہ القرویین:

جامعہ القرویین دنیا کی دوسری قدیم ترین یونیورسٹی ہے (تیونس کی جامعہ الزیتونہ کے بعد) جو مراکش کے شہر فاس میں قائم کی گئی تھی۔مسجد القرویین اور یونیورسٹی کی بنیاد ایک عرب خاتون اور امیرہ فاطمہ الفہری نے سنہ 859ء میں رکھی۔فاطمہ الفہری اموی قائد عسکری اور فاتح افریقہ حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھیں۔فاطمہ الفہری، سنہ 800ء میں پیدا ہوئیں اور 878ء میں وفات پائی۔الفہری خاندان نویں صدی کے اوائل میں تیونس کے شہر قیروان سے فاس ہجرت کر گیا تھا۔اعلیٰ تعلیم یافتہ فاطمہ الفہری اور ان کی بہن مریم الفہری نے وراثت میں والد سے ملنے والی تمام دولت مسجد و جامعہ کی تعمیر پر خرچ کر دی اور مسجد کو اپنے آبائی شہر کا نام دیا،اندلسی خلیفہ اموی عبدالرحمٰن الثالث نے مسجد القرویین کی توسیع کے لیے کثیر رقم بھیجی،اس توسیع میں مسجد کے مینار کا اضافہ بھی کیا گیا۔ جامعہ قرویین سے قرون وسطیٰ میں ایسے عظیم علماء اور مفکرین نے تعلیم حاصل کی جنہوں نے علم و فکر کی دنیا میں نمایاں مقام حاصل کیا، جیسے ابن العربی، ابن خلدون، ابن رشد اور علامہ ابن حزم اندلسی۔اس عظیم تعلیمی ادارے نے نہ صرف دینی تعلیم میں بلکہ معاشرتی، معاشی اور سائنسی شعبوں میں بھی امت مسلمہ کی راہنمائی کی۔انسانیت کی خدمت اور فلاح کے میدان میں اس جامعہ کی خدمات کو دنیا کبھی نظرانداز نہیں کرسکتی۔[2]

اسلامی عہدِ عروج کی عظیم جامعات میں جامع ازہر (قاہرہ) آج بھی قائم ہے، جسے دنیا کی قدیم ترین جامعات میں شمار کیا جاتاہے۔تاہم،اس سے بھی پہلے مراکش کے شہر فاس میں ایک خاتون فاطمہ الفہریہ نے ایک عظیم تعلیمی ادارہ قائم کیا، جو آج تک قائم دائم ہے۔فاطمہ نے اپنے والد محمد الفہری کی وراثت سے اس جامعہ کی بنیاد رکھی۔ یہ عظیم الشان جامعہ چودہ دروازوں، ستر ستونوں، اور اکیس محرابوں پر مشتمل ہے، اور اس میں بیک وقت 23 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔ایک زمانے میں اس مسجد میں 23 قیمتی فانوس ہوا کرتے تھے، جن میں سے ہر ایک کی مالیت ایک ہزار دینار کے برابر تھی۔ہر فانوس میں 520 شیشے کی قندیلیں لگائی جاتی تھیں۔ماہِ رمضان میں یہ تمام فانوس روزانہ روشن کیے جاتے تھے۔آج بھی رمضان کے اختتام پر، ختمِ قرآن کے موقع پر جامعہ میں چراغاں ہوتاہے۔فی الوقت مسجد میں دو ہزار سے زائد برقی قمقمے نصب ہیں، جن میں سے مخصوص تعداد ہر شب روشن کی جاتی ہے۔وضو کے لیے بہترین انتظام موجود ہے، جبکہ مسجد کے وسط میں سفید شفاف سنگِ مرمر کی نہر بہتی ہے، جس کے دونوں اطراف

---

[1] ۔ مصطفیٰ ابوزید، "مصر کے تاریخی مدرسے: مدرسہ قبطیہ کا کردار"، اسلامی تعلیمات کی تاریخ 92-89 :(2012) ۔

[2] ادریس، ح۔ر۔ "القرویین" انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، دوسرا ایڈیشن، برل۔

بارہ دری نما خوبصورت سقایا (پانی پینے کے مقامات) تعمیر کیے گئے ہیں۔ء کے دوران جامعہ قرویین کی علمی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں، جہاں تقریباً 150 اساتذہ پانچ سے چھ سو طلباء کو فقہ، حدیث، فلسفہ، منطق، ریاضی، اور ادب جیسے مختلف علوم و فنون کی تعلیم دیتے تھے۔ صرف مراکش ہی نہیں بلکہ الجزائر، سوڈان، غانا اور صحرائے اعظم جیسے دور دراز خطوں سے بھی طلبہ حصولِ علم کے لیے یہاں آتے تھے۔ جامعہ میں ایک عظیم الشان کتب خانہ بھی موجود تھا۔ مراکش کے مختلف شہروں میں سلاطینِ وقت کی جانب سے طلبہ کی کفالت کے لیے اوقاف مختص کیے گئے تھے۔ ان میں بعض مدارس کو خاص تاریخی مقام حاصل تھا، جن میں "مدرسہ فارین" بھی شامل ہے، جسے یعقوب المنصور نے تعمیر کروایا تھا۔ اندلس کے نصرانی حکمران شانجہ کی طرف سے عربی کتب کے 13 بڑے گٹھڑے بھیجے گئے، جو بعد ازاں جامعہ قرویین کے کتب خانے میں منتقل کر دیے گئے۔ یونیسکو اور گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈز کے مطابق، جامعہ قرویین دنیا کی قدیم ترین مسلسل فعال یونیورسٹی ہے۔ یہ ادارہ آج بھی تعلیم و تدریس کا مرکز ہے، جہاں مقامی اور بین الاقوامی طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ فاطمہ الفہریہ کی بہن، مریم نے بھی فاس کے دوسرے علاقے "عدۃ الاندلیس" میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی تھی، جہاں تعلیم و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اگرچہ اس جامعہ میں اساتذہ اور طالبات کی تعداد کم تھی، تاہم یہ بھی علمی فروغ کا ایک نمایاں مرکز تھی۔[1]

---

[1] تاریخِ رسائی: 14 اپریل 2025) یونیسکو، **جامعہ اور مسجد القرویین**

فصل چہارم: ہندوستان (برصغیر) میں مدارس کی تاریخ

برصغیر میں مدارس کا باقاعدہ قیام دوسری صدی ہجری (آٹھویں صدی عیسوی) میں ہوا۔ دہلی میں مسلم حکومت کے قیام کے بعد نہ صرف دہلی بلکہ دیگر شہروں، قصبوں اور دیہات میں بھی بڑی تعداد میں مکاتب و مدارس قائم کیے گئے۔ ان مدارس کے قیام کا بنیادی مقصد کتاب وسنت اور ان سے ماخوذ علوم وفنون کی تعلیم وتدریس، ان کی تشریح وتوضیح، تعمیل واتباع اور تبلیغ ودعوت کو فروغ دینا تھا۔ ساتھ ہی ایسے رجال کار تیار کرنا بھی مقصود تھا جو اس علمی ودینی تسلسل کو قائم رکھ سکیں۔ مزید برآں، ان اداروں کا مقصد انسانی زندگی کی دنیاوی رہنمائی کے ساتھ ساتھ انسان کو جہنم سے بچانے اور اخروی کامیابی کی راہ دکھانا بھی تھا۔[1] برصغیر کے ابتدائی دور میں علیحدہ مدرسوں کی عمارات موجود نہیں تھیں، بلکہ مساجد کو ہی تعلیم وتدریس کا مرکز تصور کیا جاتا تھا۔ ان کے علاوہ اولیاء کرام کی خانقاہیں بھی تعلیمی مراکز کا کردار ادا کرتی تھیں، جہاں طلباء دینی وروحانی علوم حاصل کرتے، نفس کی اصلاح کرتے اور فکری واخلاقی رہنمائی پاتے۔ جیسا کہ قاضی جاوید اپنی کتاب ہندی مسلم تہذیب میں لکھتے ہیں:

"خانقاہوں میں عموماً عقلی وفکری موضوعات پر گفتگو کی جاتی تھی، جس کے نتیجے میں یہ خانقاہیں درسگاہوں کی حیثیت اختیار کرچکی تھیں۔ یہاں نہ صرف روحانی اور فکری تربیت دی جاتی تھی بلکہ انسان کے اخلاق و کردار کی تعمیر بھی کی جاتی تھی۔ یوں یہ مراکز فرد کی ہمہ جہت تربیت کے مراکز بن چکے تھے۔"[2]

برصغیر میں مدارس کی باقاعدہ ابتداء کب سے ہوا ہے؟ اس بارے میں تاریخ کوئی واضح جواب فراہم نہیں کررہی۔ اگر کہیں کوئی مواد اس بارے میں موجود بھی ہے تو وہ مطلق مدارس کے قیام کے بارے میں ہے جہاں سے حفظ کے مدارس کے بارے میں کوئی خاص معلومات فراہم نہیں ہوتیں۔ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد سے یہاں اسلام تو پھیل رہا تھا لیکن صحیح معنوں میں اسلامی حکومت کے قدم سرزمین ہند میں سلطان محمود غزنوی کی مجاہدانہ مساعی کی بدولت جمے اور اس لیے اسی وقت سے اسلامی حکومت کا آغاز سمجھنا چاہئے۔ سلطان محمود غزنوی کی توجہ فتح ہند کی طرف 390ھ سے ہوئی اور پھر رفتہ رفتہ ہندوستان کا بیشتر مغربی حصہ اسلامی پرچم کے نیچے آگیا۔ [3]ہندوستان میں مسلمانوں کا داخلہ پہلی صدی کے اواخر میں ہوا۔ تاہم اس کا دائرہ اثر پورے برصغیر پر نہیں بلکہ صرف ساحلی علاقوں تک محدود تھا۔ البتہ جہاں کہیں بھی اسلام پہنچا، اس نے اپنے نور سے وہاں کے ماحول کو منور کیا۔ چنانچہ اسی ابتدائی دور سے اسلام کی اشاعت اور قرآن کی تعلیم کا آغاز بھی ہوا۔

مسلمان جہاں بھی گئے، اپنے ساتھ قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر اسلامی علوم بھی لے کر گئے۔ چونکہ قرآن اسلام کا بنیادی اور لازمی علم ہے، اس لیے اس کی تعلیم بھی وہیں سے شروع ہوگئی۔ اگرچہ اس وقت باضابطہ مکاتب یا مدارس قائم نہیں ہوئے تھے، تاہم گھروں میں، خاندانوں میں اور سینہ بہ سینہ قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہوچکا تھا۔ اسلامی فتوحات کی یہ عام خصوصیت ہے کہ پہلے بلاشبہ تلوار دوستان سے کام لینے والی فوجیں بڑھتی ہیں لیکن شیخ کے بعد دو تلوار ہمیشہ ان کے ہاتھ میں نہیں رہتی بلکہ امن وامان قائم ہوتے ہی ان کے ہاتھوں میں کتاب و قلم نظر آتے ہیں اور اپنے رشحات

---

[1] پروفیسر رب نواز، آنحضورﷺ کی تعلیمی جدوجہد (لاہور: ادارہ تعلیمی تحقیق، 2016ء)، ص25۔

[2] قاضی جاوید، ہندی مسلم تہذیب، لاہور: سنگ میل پبلشرز، 2006، ص112۔

[3] ۔ ندوی، ابوالحسنات، مولوی، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، ص22 ۔

فیض سے وہ سارے ملک میں علم و فضل کا دریا بہادیتے ہیں۔ [1] سلطان محمود علم دوست اور علماء پرست بادشاہ تھا۔اس کا دربار علماء، حکماء اور شعراء کا مرجع وماوئی تھا۔اس کو اپنے دور حکومت میں مدارس و مساجد قائم کرنے کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ فرشتہ نے سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان میں فتح قنوج سے کامیاب وطن واپسی پر دینے والے فرمان کا حوالہ دیا ہے کہ غزنی میں ایک خوبصورت مسجد اور مدرسہ بنوادیا جائے۔ چنانچہ ایک ایسی خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی جسے عروس فلک کہا جانے لگا۔ مسجد کے ساتھ مدرسہ بھی تعمیر ہوا جس میں ایک نفیس کتب خانہ بھی بنوایا گیا۔ [2] بادشاہ کا یہ ذوق دیکھ کر اس کے امراء واعیان دولت بھی اس کی پیروی کرتے تھے۔ جس سے ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی حدود حکومت میں تعلیم کی کتنی گرم بازاری ہو گی۔ چنانچہ امراء واعیان دولت کے مزاج کے حوالے سے قاسم فرشتہ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہوتے ہیں۔ تو ان امراء داعیان دولت میں مساجد و مدارس بنانے کے سلسلے میں ایک دوسرے سے مسابقت کی فضا پیدا ہو گئی تھی۔ [3] جب غزنی میں سلطان اور اس کے امراء دوزراء کے شوق کا یہ حال تھا تو لازمی طور پر ہندوستان میں بھی یہی صورتحال تعلیمی وسائل مہیا کرنے کا ذریعہ بنی ہو گی۔ سلطان محمود ہی کے عہد میں مساجد کے ساتھ مدارس و مکاتب قائم کرنے کا رواج عام ہو گیا تھا کیونکہ ہندوستان سے باہر تمام اسلامی ممالک میں یہی طریقہ رائج تھا۔ سلطان محمود کے بعد اس کا دوسرا لڑ کا شہاب الدین مسعود تخت نشین ہوا۔ یہ علماء کا مربی اور علم پرور بادشاہ تھا۔اس نے اپنی حدود حکومت میں بکثرت مدارس قائم کیے۔ 580ھ میں لاہور کے مقام پر خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کو امیر شباب الدین محمد غوری کے ہاتھوں شکست ہوئی اور حکومت ہند خاندان غزنوی سے خاندان غوری میں منتقل ہو گئی۔ [4]

عورتوں کے لئے خواہ وہ کسی ذات سے تعلق رکھتی ہوں بلا استثنار تعلیم کی ممانعت تھی لیکن جب مسلمانوں نے اس ملک میں حکومت کی بنیاد ڈالی تو ساتھ ہی ساتھ اشاعت علم کے لئے مدارس قائم کئے۔ چنانچہ ہمیں سلطان محمود کے زمانے ہی سے یہ آثار نظر آنے لگتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ ہر زمانے میں ترقی دکھائی دیتی ہے۔ ابن بطوطہ نے اپنے آٹھویں صدی ہجری کے سفر نامے میں جب ہندوستان کا ذکر کیا تو جنوبی ہند کے ساحلی علاقے میں ایک اسلامی ریاست "ہنور" کا تذکرہ بڑی حیرت کے ساتھ کیا۔اس نے لکھا کہ وہاں کی خواتین نہایت تعلیم یافتہ تھیں اور لڑکیوں کے تیرہ مدرسے قائم تھے، جن میں قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی۔ابن بطوطہ کے مطابق ان مدرسوں کی طالبات تمام کی تمام حافظات قرآن تھیں، جو اُس دور میں ایک غیر معمولی بات تھی۔ [5]

سلطان محمد تغلق کے دورِ حکومت میں، صرف دہلی شہر میں ایک ہزار مدرسے قائم تھے۔ یہ بات مسلمانوں کے علمی ذوق و شوق کی مظہر ہے کہ اُن کے غلام بھی علم دوست ہوتے اور حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے ساتھ ساتھ تعلیم کے فروغ میں بھی سرگرم عمل رہتے۔

---

[1] ۔ محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ: حالاتِ محمود غزنوی، مترجم: عبداللہی خواجہ (لاہور: المیزان ناشران وتاجرانِ کتب، 2008ء)، ج2، ص7

[2] ۔ محمد قاسم فرشتہ **تاریا فرشتہ**، حالات محمود غزنوی، مترجم عبدالھی، ص8،

[3] ۔ ابوالحسنات، **ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں**، ص16

[4] ۔ **ایضا**، ص20

[5] ۔ زبیر احمد فاروقی، **برصغیر میں مسلمان خواتین کا نظام تعلیم**: تاریخی و تجزیاتی مطالعہ، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2014ء، ص88-87

سلطانہ رضیہ اوراس کے مدارس:

ہندوستان کے حکمران خاندانوں میں خاندان غلامان کو ایک خاص تاریخی مقام حاصل ہے۔اسی خاندان کے بادشاہ، التمش کی بیٹی سلطانہ رضیہ ایک تعلیم یافتہ شہزادی تھیں جو خود تخت حکومت پر بیٹھی۔ سلطانہ رضیہ کو علم کا بے حد شوق تھا اور خاص طور پر سیلک تعلیم میں دلچسپی رکھتی تھی۔اس نے دو اہم مدرسے "مغزی" اور "ناصریہ" قائم کیے۔ مدرسہ مغزی میں ایک معروف عالم بخاری تعلیم دیتے تھے، جبکہ مدرسہ ناصریہ میں منہاج سراج، جو کہ "طبقات ناصری" کے مصنف تھے، تدریس کرتے تھے۔ فرشتہ نے رضیہ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ قرآن مجید کو درباری دروازے پر کھڑے ہو کر پڑھتی تھیں اور دیگر مختلف علوم میں بھی مہارت رکھتی تھیں۔

جب وہ حکمران بنی تو اس کے سکوں پر "السلطان الاعظم رضیہ الدنیاوالدین" کا نقش ہوتا تھا۔اسی دور میں ہندوستان میں دو ایسے عظیم بزرگ گزرے ہیں کہ جن کے سلسلے آج بھی زندہ ہیں اور ان کا اثر صدیاں گزرنے کے بعد بھی محسوس کیا جاتا ہے۔[1]

مدرسہ جون پور:

یہ 845ء میں شیر از ہند جون پور میں بی بی راجہ بیگم نے ایک مدرسہ قائم کیا جو اسی کے نام سے موسوم تھا۔[2]

بیگمات سلاطین تیموری:

مسلمانوں کے عہد حکومت میں تعلیمی ترقی کے حوالے سے بنگالی فاضل نریندر ناتھ اپنی کتاب میں بہت سی اہم تفصیلات فراہم کیں۔اس میں ایک مختصر باب تعلیم نسواں پر بھی ہے، جہاں وہ لکھتے ہیں ہندوستان میں مسلمانوں کے دور میں تعلیم نسواں کی اہمیت اور اس کی حفاظت کے کئی شواہد ملتے ہیں۔اگرچہ پردے کی وجہ سے کچھ رکاوٹیں آئیں۔ جن کے سبب لڑکیاں اسکولوں میں ایک محدود مدت کے لیے جاتی تھیں، تاہم یہ کوئی بڑی پابندی نہیں تھی۔ جعفر شریف کی تحریروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لڑکیوں کو بھی اسکول میں تعلیم دی جاتی تھی۔ جب لڑکے اور لڑکیاں مدارس میں جاتے تو استاد عید کے موقع پر ان کو تحفے دیتے، اور لڑکیاں اپنی کتابوں کے آغاز پر والدین کو ہدیہ پیش کرنے کی روایت بھی تھی۔ان واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں لڑکیوں کو باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی۔ عہد مغلیہ میں بھی کئی شہزادیاں تعلیم یافتہ تھیں۔ بابر کی بیٹی گلبدن بیگم نے ہمایوں نامہ لکھا تھا، اور اگرچہ ہمیں اس کی تعلیم کے بارے میں کچھ نہیں معلوم، یہ واضح ہے کہ وہ ایک تعلیم یافتہ شخصیت تھیں۔اس نے اپنا ذاتی کتب خانہ قائم کرنے کے لیے کتابیں جمع کی تھیں۔ ہمایوں کی بھتیجی سلیم سلطان بھی تعلیم یافتہ تھیں۔ سلطانہ رضیہ جو دہلی کے تخت پر بیٹھیں[3]، ایک تعلیم یافتہ بیگم تھیں اور اس کی حکومت میں بھی خواتین کی تعلیم کی اہمیت تھی۔ مغلیہ سلطنت میں تیموری خواتین، خاص طور پر امیر تیمور کی بیگم، امت الحبیب، کو مختلف زبانوں اور علوم

---

[1] محمد امین زبیری، مسلم خواتین کی تالیف، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2002، ص 38-36۔

[2] ایضاً، ص 38-36

[3]۔ شبلی نعمانی، الفاروق، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، صفحہ 215

میں مہارت حاصل تھی۔ اکبر کے عہد میں محل کی تمام خواتین کو باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی، اور فتح پور سیکری میں مخصوص حصے درس وتدریس کے لیے مختص تھے۔ شہنشاہ جہانگیر کی بیگم نور جہاں فارسی اور عربی ادب میں ماہر تھیں، اور وہ سلطنت کے اہم امور میں بھی شامل رہیں۔ شاہجہاں کی بیگم ممتاز محل بھی فارسی اور شعر گوئی میں مہارت رکھتی تھیں، اور ان کی بڑی لڑکی جہاں آرا نیکہ بھی تعلیم یافتہ تھی۔ اورنگ زیب کی بیٹی زیب النسا بیگم نے خود اپنے والد سے تعلیم حاصل کی تھی اور قرآن مجید کے مطالب کو سمجھنے میں مہارت حاصل کی تھی۔ اس نے مختلف کتب کے ترجمے اور تصنیف بھی کرائے تھے۔[1]

مدرسہ خیر المنازل:

مدرسہ "خیر المنازل" کا یہی نام۔ "مدرسہ خیر المنازل "تاریخ میں محفوظ ہے، مدرسہ خیر المنازل جو ماہم انگہ نے شہر دہلی میں تعمیر کرایا تھا، ایک تاریخی اور علمی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی عمارت محکمہ آثار قدیمہ کی حفاظت میں تھی اور اس کے آثار آج بھی تاریخ میں موجود ہیں۔ گیارھویں صدی ہجری میں لاہور میں ایک عظیم الشان مدرسے کے آثار ملتے ہیں جو ابوالحسن تربتی کی بیگم، مخدومہ بیگم نے اپنے شوہر کے مقبرے کے احاطے میں تعمیر کرایا تھا۔ اس مدرسے کے لیے بیگم نے کافی جائداد وقف کی تھی۔ مخدومہ بیگم اپنے وقت کی ایک فاضل اور قابل خاتون تھیں اور ان کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا۔ وہ نہ صرف مختلف علوم وفنون کی ماہر تھیں، بلکہ شعر گوئی میں بھی خاص مہارت رکھتی تھیں۔ ان کا کردار اسلامی تعلیمات اور علمی ترقی میں ایک سنگ میل تھا، اور ان کی خدمات کو تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔[2]

ان تمام مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مغلیہ دور میں خواتین کو نہ صرف تعلیم دی جاتی تھی بلکہ انھیں مختلف علمی وثقافتی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینے کی آزادی تھی۔ اس دور میں مدارس، خواتین کی تعلیم کی اہمیت، اور ان کی علمی ترقی کا آغاز ایک مضبوط روایت بن چکا تھا۔

مدارس آگرہ:

آگرہ نے اسلامی عہد حکومت میں علم وفن کے حوالے سے کافی ترقی کی۔ آگرہ کے اندر بھی متعدد مدارس قائم تھے جن میں سے ایک مدرسہ ایسا بھی تھا جس کے لیے اساتذہ شیراز سے بلوائے جاتے تھے۔ شیخ زین الدین خوانی نے جو نظم ونثر کے ماہر تھے، آگرہ میں اپنا ذاتی مدرسہ قائم کیا جس کے مصارف کا تعلق بالکل ان کی ذات سے تھا۔ یہ ہمایونی عہد حکومت کا پہلا ذاتی مدرسہ تھا۔ مولانا علاء الدین لاری نے آگرہ میں ایک مدرسہ خس کے نام مصارف کا تعلق بالکل ان کی ذات سے تھا۔ یہ ہمایونی عہد حکومت کا پہلا ذاتی مدرسہ تھا۔ آگرہ کی جامع مسجد کے ساتھ شاہجہان کی بڑی لڑکی جہاں آراء بیگم نے ایک مدرسہ قائم کیا۔[3]

[1]۔ تیموری شاہزادیوں کا علمی ذوق، معارف مئی شاء جلد ۴۹

[2]۔ محمد امین زبیری، مسلم خواتین کی تالیف، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2002، ص46۔

[3]۔ محولہ بالا ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، ص29-28

مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے بھی اپنے عہد حکومت میں متعدد مدرسے قائم کئے۔ فتح پور سکری میں پہاڑی کے اوپر بادشاہ نے ایک بہت بڑا مدرسہ تعمیر کروایا۔ فتح پوری میں ایک مدرسہ مدرسہ ابوالفضل کے نام سے تھا جو شاہی محل کی عمارتوں کے بالکل قریب واقع تھا۔ [1]

مدارس دکن:

جس طرح شمالی ہند میں مسلمانوں نے علم و فضل کے چراغ روشن کیے اور ذروں کو آسمان بنادیا، بالکل اسی طرح جنوبی ہندوستان میں بھی قرآنی علوم وفنون کی ترویج واشاعت جاری تھی۔ دکن کے علاقے بدر میں بادشاہ محمد شاہ بہمنی کے علم پرور وزیر محمود گاواں نے ایک مشہور مدرسہ قائم کیا۔ اسی طرح احمد بہمنی نے اپنے پیر سید محمود گیسو دراز کے لیے گلبرگہ کے مضافات میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ ابراہیم قطب شاہ والی گولکنڈو نے اپنے دار الخلافت میں کئی مدرسے تعمیر کرائے۔ محمد علی قطب شاہ گولکنڈہ نے خاص حیدر آباد میں متعدد مدارس قائم کیے۔ [2]

محمود شاہ فرمانروا خاندان بہمنیہ نے اپنی حدود مملکت میں یتیم بچوں کے لیے بکثرت مدرسے تعمیر کیے۔ ان مدارس کے تمام اخراجات شاہی خزانے سے ادا کیے جاتے تھے۔ ان اداروں میں طلباء کو قرآن پاک کے ساتھ ساتھ دیگر اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ان مدارس و مساجد کی تعمیر جن علاقوں میں عمل میں آئی، ان میں گلبرگہ، بدر، قندھار، اچھ پور، دولت آباد، چاؤل، وابل اور جنیر جیسے اہم علاقے شامل تھے۔ علاوہ ازیں، ہر چھوٹے بڑے قصبے میں بھی مدارس قائم کیے گئے تھے تاکہ تعلیم عام ہو سکے۔ [3] دکن ہی کے علاقے آمر شریف اور بیجاپور میں مدارس کے علاوہ کئی مکتب تعلیم قرآن اور دیگر علوم کے لیے محمد عادل شاہ کے زمانے میں بنوائے گئے۔ ان کے علاوہ تمام ممالک محروسہ کی بڑی مسجدوں میں مدرسے قائم تھے جن میں طلبہ کے اخراجات کی کفالت حکومت کی طرف سے کی جاتی تھی۔ برہان پور اور دولت آباد میں بھی مدارس قائم تھے۔ نواب والا جاہ نے مدراس میں محل شاہی سے متصل ایک بڑا مدرسہ قائم کیا تھا[4]۔ مدارس مالوہ نویں صدی کے آغاز میں دلاور خان نامی امیر نے مالوہ میں اپنی مستقل سلطنت قائم کی اور شادی آباد منڈو کو اپنا دارالحکومت قرار دیا اور یہاں پر بے شمار مکاتب و مدارس قائم کیے اور تدریس کے لیے دور دراز کے علاقوں سے مدرسین منگوائے گئے۔ سلطان محمود خلجی نے 839ھ میں مالوہ کا اقتدار سنبھالا تو اس علاقے نے علم و فن میں اتنی ترقی کی کہ اسے یونان ثانی کہا جانے لگا۔ محمود خلجی کا بنایا ہوا ایک مدرسہ سارنگ پور میں بھی تھا۔ محمود خلجی کے بیٹے غیاث الدین نے بھی علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں بڑی دلچسپی لی لیکن ان کی دلچسپی کا زیادہ میلان عورتوں کی تعلیم کی طرف تھا۔ اور انھوں نے عورتوں کی تعلیم کے لیے کافی اقدامات اٹھائے۔ [5]

---

[1] محولہ بالا، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، ص 31

[2] ۔ ابوالحسنات، ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں، ص62:60

[3] ۔ محولہ بالا، تاریخ فرشتہ، ج2، ص579

[4] ۔ ابوالحسنات، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، ص6563

[5] ۔ ایضا، ص69تا65۔

دار العلوم دیوبند:

دار العلوم دیو بند کا قیام 1283ھ مطابق 1866ء کو قصبہ دیوبند، سہارنپور یوپی میں عمل میں لایا گیا اور یہ مسلمانوں کی ایک مرکزی دینی درسگاہ کے طور پر ابھری اور اس کی روشنی نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم میں پھیلی۔ کی جدوجہدِ آزادی کے بعد مسلمان نہ صرف سیاسی زوال کا شکار ہوئے بلکہ تعلیم سے دوری اور مذہب سے بے تعلقی بھی بڑھتی گئی۔ ایسے نازک حالات میں اہل علم و دانش نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کی دینی شناخت کو محفوظ رکھنے کے لیے مذہبی تعلیم ہی واحد مؤثر راستہ ہے۔ اس مقصد کے لیے قدیم دینی تعلیمی نظام کی تجدید کو ناگزیر سمجھا گیا۔[1]

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے طریقۂ تدریس کی بنیاد پر دینی علوم و فنون کی ترویج۔

- اسلام کے خلاف عیسائی اور ہندو مشنریوں کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا علمی جواب دینا۔
- کتاب و سنت کے پیغام کو مسلم و غیر مسلم عوام تک پہنچانا۔
- قابض حکومت سے مالی یا سیاسی تعاون کے بغیر دین کے فروغ کے لیے خالصتاً اپنے وسائل کو استعمال کرنا۔
- شاہ ولی اللہ کے نظریات کی روشنی میں دینی تحریک کو نئی جہت دینا۔
- قدیم علوم کو موجودہ ذہنوں کے قریب لا کر عام فہم بنانا۔
- فلسفیانہ اصطلاحات کی بجائے سادہ زبان میں اسلامی تعلیمات پیش کرنا۔
- عدم تشدد کی بنیاد پر ایک منظم فکری اور علمی شعور اجاگر کرنا۔

مولانا نانوتویؒ کے وصال کے بعد دار العلوم کے دائرہ کار کے حوالے سے علما کے درمیان رائے مختلف رہی۔ کچھ بزرگوں کا خیال تھا کہ ادارہ محض تعلیم و تدریس تک محدود رہے، جبکہ دیگر اکابر کی رائے تھی کہ دار العلوم کو محض درس و تدریس کا مرکز نہ سمجھا جائے، بلکہ اسے قوم و ملت کو سیاسی شعور دینے اور آزادی کی جدوجہد کے لیے تیار کرنے کا مرکز بنایا جائے۔ مولانا نانوتویؒ نے فرمایا کہ دار العلوم دیوبند کا مسلمانوں سے ایسا گہرا تعلق ہو کہ وہ خود بخود ان میں نظم و ضبط پیدا کرے جو اسلامی عقائد و تہذیب کی حفاظت میں معاون ثابت ہو۔ انہوں نے یہ بھی تاکید کی کہ مدرسے کی سرگرمیوں میں ریاستی جبر یا استبداد کی جھلک نہ ہو، بلکہ ادارے کا تعلق عوامی ہو اور ایک دوسرے پر انحصار کے اصول پر مبنی ہو۔ مولانا نانوتویؒ جدید علوم و فنون کے مخالف نہ تھے۔ بلکہ وہ ان کے حصول کو طلبہ کے لیے مفید تصور کرتے تھے۔[2] ان کی ایک تحریر کے مطابق، اگر دار العلوم کے طلبہ سرکاری اداروں میں جا کر جدید علوم حاصل کریں تو یہ ان کے علمی کمال میں اضافہ کا سبب ہو گا۔ مولانا احمد عبد المجیب قاسمی کے مطابق، مولانا نانوتویؒ نے نہ صرف جدید تعلیم کی حمایت کی بلکہ ایک حد تک اس کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ حتیٰ کہ دار العلوم دیوبند میں سنسکرت زبان سیکھنے کا بھی انتظام تھا[3]، جیسا کہ مولانا گیلانیؒ نے ذکر

---

[1] ابو الحسنات، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، ص 66

[2] ۔ سید محبوب رضوی، تاریخ دار العلوم دیوبند، ج 1، ص 102

[3] ۔ گیلانی، مناظر احسن، برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، ج 2، ص 40

کیاہے۔ یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اگر مولانانانوتویؒ جدید تعلیم کے حامی تھے تو دارالعلوم میں دینی اور عصری تعلیم کا مشترکہ نصاب کیوں نہ رائج کیا؟ اس کا جواب خود مولانا نے دیا کہ ایک ہی وقت میں بہت سے علوم کا حصول طالبعلم کی صلاحیت کے لیے مضر ہوتا ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے بعد ازاں اس خلا کو محسوس کرتے ہوئے ملت کی فکری و عملی ترقی کے لیے دینی و عصری تعلیم یافتہ افراد کے اشتراک کو ضروری قرار دیا۔ وہ پہلے عالم تھے جنہوں نے دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ تحریک کے امتزاج سے قومی بیداری کی تحریک کو عملی صورت دی۔ اپنی آخری تقریر میں، جو جامعہ ملیہ اسلامیہ کے قیام کے موقع پر کی گئی، مولانا نے واضح طور پر کہا کہ ان کے اسلاف نے کبھی کسی اجنبی زبان یا دیگر اقوام کے علوم سیکھنے پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ ہاں! اگر انگریزی تعلیم کا اثر یہ ہو کہ مسلمان دین سے دور ہو جائیں، عیسائیت کے رنگ میں رنگے جائیں، یا مذہب کا مذاق اڑائیں، تو ایسی تعلیم کے مقابلے میں جاہل رہنا بہتر ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ یہ جدید تعلیم سے روکنے کی بات نہیں، بلکہ اس کے منفی اثرات سے بچانے کی کوشش تھی۔ [1] اس دینی درسگاہ سے ہزاروں کی تعداد میں فضلا فارغ التحصیل ہوئے اور دنیا کے کونے کونے میں پھیل کر دعوت اسلامی کی آواز کو بلند کیا۔ اور اب تک اس کا فیض جاری و ساری ہے۔[2]

مدرسہ عالیہ کلکتہ:

مدرسہ عالیہ کلکتہ کی ابتداء 1780ء میں ہوئی۔ یہ مدرسہ حکومتی سرپرستی میں مسلمانوں کی درخواست پر بنوایا گیا۔ یہ مدرسہ آج بھی موجود ہے اور اس کے تمام اخراجات حکومت ادا کرتی ہے۔[3]

ان چند مدارس کے علاوہ ایسے ہزارہا مدارس تھے جو 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانان ہند کے شخصی اور علمی تشخص کو بچانے کے لیے ہندوستان کے طول و عرض میں بنائے گئے۔ ان میں سے بعض مدارس مستقل ہیں اور بعض دوسرے مدارس کی شاخیں ہیں۔ جن ریاستوں کے مدارس کا حال اجمالاً دستیاب ہوا ہے، ان میں اترپردیش، اڑیسہ، بہار، بنگال، پنجاب، چندی گڑھ، دہلی، راجستھان، کرناٹک، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور ہریانہ کی ریاستیں ہیں، جہاں دینی مدارس قائم ہوئے اور اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت میں اپنا کردار ادا کیا۔[4]

---

[1] ۔ محبوب رضوی، تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج1، ص169، المیزان، لاہور، 2005ء

[2] ۔ محولہ بالا، محمد عمر اسحاق، ایک سروے رپورٹ، ص:234

[3] ۔ ایضا، ص561 ۔

[4] ۔ ایضا، ص561 ۔

باب دوم: اسلام آباد میں جامعہ سلفیہ للبنات اور جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کی تعلیمی و دینی خدمات کا جائزہ

فصل اول: جامعہ سلفیہ کا تعارف (اہلحدیث مکتب فکر)

مبحث اول: جامعہ کا تعارف و طریقہ تدریس

الجامعۃالسلفیہ ابتداء وارتقاء:

آج سے تقریباً ایک صدی پیشتر ۱۹۰۰ء میں مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری نے جامع مسجد روڈ، راولپنڈی میں راولپنڈی کی پہلی اہل حدیث مسجد کی بنیاد رکھی۔ بعدازاں اسی مسجد میں مدرسے کا اجراء بھی کر دیا گیا جس میں طلباء کی محدود تعداد کے لئے ابتدائی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ ایک عرصہ تک مولانا مدرسہ مذکورہ میں تعلیمی وانتظامی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۲۸ء میں مولانا عبدالاحد باللہ کی وفات کے بعد شیخ القرآن والحدیث مولانا نیک محمد رحمتہ اللہ نے مدرسے کا نظم ونسق سنبھالا اور علوم اسلامیہ کی بعض کتب کی تدریس کا آغاز کیا۔ ان کے بعد ۱۹۵۳ء میں شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح نے اس مدرسے کے انتظام وانصرام کی باگ دوڑ سنبھالی، جب کہ ناظم اعلیٰ کے طور پر شیخ محمد بشیر صاحب حافظ صاحب کے دست بازو بنے رہے۔ مدرسہ کا باقاعدہ نام "جامعہ تدریس القرآن والحدیث تجویز کیا گیا۔ حافظ صاحب نے اس مدرسے کی کامیابی کے لئے شب وروز محنت کی اور اسے صحیح معنوں میں اپنے لہو سے سینچا۔[1]

شیخ الحدیث حافظ محمد اسماعیل ذبیح ہر اللہ کی وفات کے بعد مولانا حبیب الرحمن بخاری اللہ کو اس مدرسہ کا مہتم مقرر کیا گیا۔ جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس کی بہتری کے لئے دن رات کام کیا۔ مگر ضرورت اس امر کی تھی کہ مدرسہ کو توسیع دی جائے تاکہ دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے والے طلباء کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو مدرسہ میں داخلہ دیا جاسکے۔ مزید برآں اس مدرسہ کو ترقی دے کر ایسی یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا بھی ارادہ ہوا، جہاں مسلک اہل حدیث کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ دینی ودنیاوی علوم کی اشاعت اور تدریس بین الاقوامی معیار کے مطابق ہو۔ نیز اس میں علمی وتحقیقی کام بھی ہو سکے اور تشنگان علم ایسے سکالرز ین کے نکلیں جو علوم دینیہ میں بھی رائج ہوں اور جدید عصری تقاضوں کو بھی بطریق احسن پورا کر سکیں۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے اس مدرسہ کو کسی وسیع رقبے پر منتقل کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ چنانچہ مولانا معین الدین لکھوی ہر اللہ سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، چوہدری محمد یعقوب واللہ، سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث راولپنڈی، شیخ محمد بشیر ہو اللہ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت

1۔ الجامعہ السلفیہ للبنات اسلام آباد، سیکٹر H-8/1، تعارفی کتابچہ، صفحہ: 1

اہلحدیث راولپنڈی اور مولانا سید حبیب الرحمن بخاری ہم اللہ نے اس سلسلہ میں بے پناہ اور انتھک کوششیں کیں اور بالآخر احباب جماعت کے تعاون سے اسلام آباد کے سیکٹر ایچ 8 میں پانچ ایکڑ کا وسیع رقبہ حاصل کر لیا گیا اور اس پر عمارت تعمیر کی گئی۔[1]

جامعہ تدریس القرآن والحدیث کو اس نو تعمیر شدہ عمارت میں منتقل کرنے کے لئے ۲ مارچ ۱۹۸۸ء کو ایک پر وقار تقریب منعقد کی گئی، جس میں امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ بن السبیل رحمہ اللہ بطور مہمان خصوصی تشریف لائے اور خطبہ جمعۃالمبارک ارشاد فرمایا۔ فرزندان توحید کے ایک جم غفیر نے اس تقریب میں شرکت کی۔ نماز عصر کے بعد امام کعبہ نے تعمیر شدہ بلاک میں خطاب اور دعائے خیر فرمائی۔ اسی تقریب میں اس عظیم الشان تعلیمی ادارے کا نام الجامعۃ السلفیۃ طے پایا۔ شیخ محمد بشیر ہواللہ ناظم اعلیٰ کے طور پر تاحیات جامعہ سلفیہ، اسلام آباد کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ 2007ء کو قضائے الہی سے وفات پا گئے۔ ان کے بعد یہ ذمہ داری اُن کے فرزند شیخ محمد منیر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان کے سپرد کی گئی جو تاحال اپنے والد گرامی کی طرح شب و روز جامعہ کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ اس وقت یہ جماعت کی ایک اہم دینی درسگاہ ہے جہاں سے سند فراغت حاصل کرنے والے سینکڑوں مبلغین اور علماء کرام اندرون وبیرون ملک خدمات انجام دے رہے ہیں۔[2]

محل وقوع:

اسلام آباد کے تعلیمی مرکز سیکٹر H-8 میں، جامعہ سلفیہ للبنات کے لیے پانچ ایکڑ پر مشتمل وسیع رقبہ حاصل کیا گیا، جس پر ایک منظم اور باقاعدہ تعلیمی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ یہ ادارہ اپنے محلِ وقوع، تعمیراتی معیار اور تعلیمی نظم وضبط کے حوالے سے شہر کے نمایاں دینی اداروں میں شمار ہوتا ہے۔[3]

تائید وحمایت (مقامی و بین الاقوامی):

جامعہ سلفیہ اسلام آباد کو نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے جید علماء اور خواص کی بھرپور تائید حاصل رہی ہے۔ جامعہ سے اپنے تعلق اور لگاؤ کا اظہار جامعہ میں وقتاً فوقتاً تشریف لانے والی عالم اسلام کی ممتاز و مقتدر شخصیات کی آمد اور ان کے تاثرات سے بھی ہوتا ہے۔ جامعہ کا بہت سے عرب شیوخ اور ملکی وغیر ملکی اہم شخصیات نے دورہ کیا۔[4] جن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ امام وخطیب مسجد الحرام، مکہ المکرمہ

فضیلۃ الشیخ الدکتور صالح بن عبداللہ بن حمید حفظ اللہ، امام وخطیب مسجد حرام مکہ المکرمہ

---

[1] ایضاً صفحہ: 1

[2]۔ الجامعہ السلفیہ للبنات اسلام آباد، سیکٹر H-8/1، پ تعارفی کتابچہ، صفحہ: 2

[3] https://jsi.edu.pk/ مشاہدہ: 12 جولائی 2024ء

[4] ایضاً صفحہ: 2

فضیلۃ الشیخ سلطان محمود رحمہ اللہ، شیخ الحدیث، دار الحدیث محمدیہ، جلال پور، پیر والا

فضیلۃ الشیخ محمد عبدہ رحمہ اللہ، سابق شیخ الحدیث، جامعہ سلفیہ، فیصل آباد

فضیلۃ الشیخ معین الدین لکھوی رحمہ اللہ، سابق سرپرست اعلیٰ، مرکزی جمعیت اہل حدیث

فضیلۃ الشیخ عبداللہ الحمد الجلالی حفظ اللہ، سکالر، سعودی عرب

فضیلۃ الشیخ صالح الضیف حفظ اللہ مدیر ہلال احمر، سعودی عرب

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن عبداللہ السعیدی حفظ اللہ سابق مدیر مکتب الدعوۃ اسلام آباد

فضیلۃ الشیخ محمد بن سعد الدوسری حفظ اللہ، مدیر مکتب الدعوۃ، اسلام آباد

فضیلۃ الشیخ عمر بن عبدالعزیز عثمان حفظ اللہ مدیر مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والارشاد، متحدہ عرب امارات

فضیلۃ الشیخ عمر بن عبدالعزیز مدفع حفظ اللہ شارجہ، متحدہ عرب امارات [1]

الجامعۃ السلفیۃ للبنات کا آغاز:

اسلام آباد اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ایسی جگہ پر واقع ہے جس کی اطراف میں پوٹھوہار، گلیات، آزاد کشمیر، کے پی کے اور فاٹا کے علاقے موجود ہیں۔ ان علاقوں میں بچیوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے حسین امتزاج پر مبنی کوئی مثالی ادارہ موجود نہیں تھا۔ جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کو ان علاقوں کے احباب نے کئی بار بچیوں کے ادارے کی طرف توجہ دلائی۔ اور انتظامیہ نے بھی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کافی عرصے سے مشاورت اور غور و خوض کے بعد اس علاقے کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتظامیہ جامعہ سلفیہ نے بہت کم مدت میں عرصہ چھ ماہ خطیر رقم لگا کر جامعہ میں پہلے سے موجود طلبہ کے سابقہ بلاک کی تزین و آرائش کرتے ہوئے 24 جولائی 2017 کو جامع سلفیہ للبنات کے نام سے ادارہ قائم کر کے باقاعدہ طالبات کے داخلے کا آغاز کر دیا گیا۔[2]

---

[1] مہتمم اعلیٰ ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمن، انٹرویو، تاریخ: 20-12-2024، وقت: 3:45

[2] ۔ الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص: 1

متہم اعلی جامعہ سلفیہ للبنات کا تعارف:

جامعہ سلفیہ للبنات کے متہم اعلی ڈاکٹر ابو محمد حفیظ الرحمن السندی ہیں۔ آپ کی اہلیہ جامعہ سلفیہ للبنات کی ایڈمن ہیں۔آپ 15دسمبر 1974ء کو پیدا ہوئے۔آپ کی جائے پیدائش شہر بھریا روڈ، ضلع نوشہرو فیروز ہے۔آپ اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک ہیں۔ حضرت نے اعلیٰ تعلیم اسلامیہ انٹرنیشنل یونیورسٹی سے حاصل کی۔ آپ کی تالیفات درج ذیل ہیں۔

تحقیق مرویات ابن عباس رضي الله عنهما من كتاب- مخطوط- مسند اسحق بن راهويه رحمه الله۔

حديث السراج، تحقيق وتخريج ودراسة۔

معرف علوم الحديث بين أهل السنة والشيعة الإمامية الإثني عشري۔[1]

بورڈ وفاق المدارس السلفیۃ پاکستان سے الحاق شدہ:

جامعہ سلفیہ للبنات میں 24جولائی 2017 کو طالبات کے داخلہ کا آغاز کیا گیا اور ساتھ ہی بورڈ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان سے اس ادارے کے الحاق کے لیے 23اکتوبر 2017 کو درخواست دی گئی جس پر بورڈ وفاق المدارس سلفیہ نے ضروری کاروائی اور معلومات مکمل کر لینے کے بعد الجامعۃ السلفیہ للبنات اسلام آباد کا اپنے بورڈ کے ساتھ الحاق کر لیا۔اور الحاق سرٹیفکیٹ (الحاق نمبر 100929 کے ساتھ) جاری کر دیا گیا۔[2]

اغراض و مقاصد

معاشرے میں عقیدہ توحید اور سنت مطہرہ کی اشاعت:

جامعہ سلفیہ کا اولین مقصد اسلامی معاشرے کی بنیادوں کو مضبوط کرنا ہے۔اس کے لیے طلبہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت (توحید) اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی محبت اور پیروی کو راسخ کیا جاتا ہے۔ہر طالبعلم کو یہ شعور دیا جاتا ہے کہ انسان کی نجات صرف خالص عقیدہ اور اتباعِ سنت میں ہے۔ دعوتی سرگرمیوں کے ذریعے عوام میں بھی اسی پیغام کی اشاعت کی جاتی ہے تاکہ دین کی اصل روح زندہ رہے۔

---

[1]۔ متہم اعلی ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمن، انٹرویو، تاریخ:20-12-2024،

[2]اسلام آباد، صفحہ 4 H-8/1 پراسپیکٹس، الجامعہ السلفیہ للبنات، سیکٹر

https://jsi.edu.pk/ مشاہدہ:12جولائی2024ء،

غیر اسلامی عقائد، نظریات، تحاریک اور فرق باطلہ کے خلاف علمی و عملی جدوجہد:

جامعہ سلفیہ طلبہ کو مختلف باطل فرقوں، تحریف شدہ نظریات، اور اسلام دشمن تحاریک کے خلاف مسلح کرتا ہے، مگر اسلحہ علم کا، دلیل کا اور حکمت کا ہوتا ہے۔ انہیں سکھایا جاتا ہے کہ علمی تحقیق اور اسلامی اصولوں کی بنیاد پر گمراہ کن عقائد کا رد کریں اور صحیح عقائد کی وضاحت کریں۔ یہ جدوجہد صرف علمی سطح پر نہیں بلکہ اخلاقی اور عملی سطح پر بھی جاری رکھی جاتی ہے۔[1]

ایسے محقق و مبلغ تیار کرنا جو دعوت و تبلیغ کے ساتھ عصری تقاضوں کو بھی پورا کر سکیں:

جامعہ کا مقصد صرف روایتی عالم بنانا نہیں بلکہ ایسا محقق، مفکر اور مبلغ تیار کرنا ہے جو عصر حاضر کے علمی اور فکری چیلنجز کو سمجھتا ہو۔ وہ میڈیا، تعلیمی اداروں، اور علمی فورمز پر اسلامی تعلیمات کا مثبت اور پرُحکمت انداز میں دفاع کر سکے اور جدید دنیا کے سوالات کا مدلل جواب دے سکے۔[2]

جامعہ کا ایک اہم مقصد ملک میں اسلامی شریعت کے نفاذ کی علمی اور دعوتی کوشش کرنا ہے۔ تعلیم و تربیت کے ذریعے ایسے افراد پیدا کیے جاتے ہیں جو معاشرتی اصلاح کے لیے کام کریں، عوام میں اسلامی شعور پیدا کریں، اور قانونی و سماجی سطح پر اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے سرگرم رہیں۔ جیسا کہ قران پاک میں ارشاد باری تعالی ہے:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوۡلٗا سَدِيدٗا"[3]

طلبہ کی ایسی تعلیم و تربیت کا اہتمام کہ وہ مؤثر انداز میں اسلام کا ابدی پیغام پہنچا سکیں:

جامعہ سلفیہ میں محض نصابی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا جاتا، بلکہ کردار سازی، اخلاقی تربیت، دعوتی حکمت عملی اور عوام سے خطاب کی صلاحیتوں پر بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ انہیں اس انداز میں تیار کیا جاتا ہے کہ وہ معاشرتی، تعلیمی، اور فکری میدانوں میں اسلام کا پیغام مؤثر اور مثبت طریقے سے پہنچا سکیں۔[4]

علوم اسلامیہ اور عربیہ کی معیاری تعلیم و تدریس کا اہتمام:

جامعہ میں اعلیٰ معیار کے ساتھ قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر، عقائد، اصولِ فقہ، اصولِ حدیث اور عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نصاب اس انداز میں ترتیب دیا گیا ہے کہ طلبہ کلاسیکی دینی متون کے ساتھ ساتھ جدید تحقیقاتی انداز میں بھی مہارت حاصل کر سکیں۔ مقصد یہ ہے کہ ہر فارغ التحصیل طالبعلم علمی بصیرت اور فکری گہرائی کا حامل ہو۔

---

[1] ایضاً

[2] ایضاً

[3] سورۃالأحزاب– 33:70

[4] الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص4

جامعہ سلفیہ اس بات پر بھرپور توجہ دیتا ہے کہ دینی علوم کو تحقیق واستدلال کی بنیاد پر ترقی دی جائے۔اس مقصد کے تحت طلبہ،اساتذہ اور محققین کو علمی و تحقیقی کتب،رسائل اور مقالہ جات کی تالیف و تصنیف پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ادارہ نہ صرف علمی حوصلہ افزائی فراہم کرتا ہے بلکہ موضوعات کی تعیین، تحقیقی اصولوں کی رہنمائی،اور کتب و مقالات کی اشاعت کے لیے بھی باقاعدہ معاونت فراہم کرتا ہے۔اس سے علمی سرمائے میں اضافہ،دعوتی افکار کی ترویج،اور عصری مسائل کے علمی حل سامنے لانے میں مدد حاصل ہوتی ہے۔[1]

مدرسہ انتظامیہ:

جامعہ سلفیہ کے تمام انتظامی اور تعلیمی امور ایک منظم نظام کے تحت چلائے جاتے ہیں جس کی نگرانی جامعہ کی مجلس اعلیٰ کرتی ہے۔ یہ مجلس راولپنڈی میں قائم "مرکزی جمعیت اہل حدیث راولپنڈی" کے زیر انتظام ایک رجسٹرڈ گروپ ہے۔ اسی گروپ کے امیر جمعیت السلفیہ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کے صدر بھی ہیں۔اس وقت یہ اہم اور ذمہ دار عہدہ حافظ شیخ محمد شفیق صاحب کے سپرد ہے جو اپنے مخلص ساتھیوں کے تعاون سے جامعہ کا نظام اچھی طرح چلارہے ہیں۔ مجلس اعلیٰ کے دیگر ذمہ داروں میں شیخ حاجی محمد طارق نائب صدر کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں جن کا تعلق شیخ باباالدین کے خاندان سے ہے۔ شیخ محمد منیر کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے جن کے والد کا نام شیخ محمد بشیر ہے۔مالی امور کی دیکھ بھال کے لیے چوہدری محمد شفیق کو فنانس کنٹرولر کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جو چوہدری محمد شریف کے صاحبزادے ہیں۔ یہ تمام ممبران اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری دیانتداری اور خلوص کے ساتھ نبھارہے ہیں تاکہ جامعہ سلفیہ ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔[2]

جامعہ سلفیہ للبنات کی مالیاتی صورتحال:

جامعہ سلفیہ للبنات میں نہ صرف طلباء کی تدریس کا معقول انتظام ہے بلکہ رہائش،خوراک،لباس،علاج و معالجہ اور تدریسی کتب کی فراہمی کی بھی سہولتیں میسر ہیں یہ تمام کام اللہ کی عنایت، مسلمانوں کے عطیات، صدقات، خیرات عشر سے پورے کیے جاتے ہیں۔ صدقات اور زکوۃ سے حاصل ہونے والی آمدنی اور طلباء کی ضروریات پر خرچ ہونے والی رقم کا باقاعدگی سے حساب وکتاب رکھا جاتا ہے۔[3]

جامعہ سلفیہ اپنی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مختلف ذرائع پر انحصار کرتا ہے۔ اس کی آمدنی کا بڑا ذریعہ عوامی عطیات اور زکوٰۃ و صدقات کی صورت میں حاصل ہونے والی رقوم ہیں،جو مخیر حضرات اور مسلمانوں کی دینی حمیت کا مظہر ہیں۔ جامعہ کے پاس بعض وقف شدہ جائیدادیں بھی موجود ہیں جن کے کرایہ جات یا دیگر آمدنی کے ذریعے تعلیمی اور انتظامی امور کی انجام دہی میں سہولت حاصل ہوتی ہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالوں کی آمدنی بھی مالی وسائل میں اضافہ کرتی ہے۔ علاوہ ازیں، جامعہ وقتاً فوقتاً چندہ مہمات کا اہتمام کرتا ہے اور اندرون وبیرون ملک سے بھی

[1] ایضاً ،ص4

[2]۔ مہتمم اعلیٰ ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمن،انٹرویو،تاریخ:20-12-2024،وقت:3:45

[3]۔ رجسٹر فنڈات، جامعہ سلفیہ للبنات،اسلام آباد،مورخہ 3دسمبر 2024

معاونت حاصل کرتا ہے۔ نصابی کتب کی فروخت اور بعض کورسز کی معمولی فیس بھی آمدنی کے ذرائع میں شامل ہے۔ جامعہ سلفیہ ان تمام مالی وسائل کو شفافیت اور دیانتداری کے ساتھ استعمال کرتے ہوئے اپنے مشن یعنی کتاب وسنت کی تعلیمات کی ترویج اور عصری تقاضوں کے مطابق دینی رہنمائی کے عمل کو کامیابی سے جاری رکھے ہوئے ہے۔[1]

تعلیمی کمیٹی:

جامعہ سلفیہ نے اپنے نصاب کے جائزے اور مسلسل بہتری کی نگرانی کے لیے قابل اور تجربہ کار علماء پر مشتمل ایک علمی کمیٹی قائم کی ہے۔ اس کمیٹی کو کئی اہم ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں، جن میں نصاب کی تعمیری اور اصلاحی نگرانی کو برقرار رکھنا، تعلیمی پروگراموں کے نتائج کا جائزہ لینا، اور مناسب تدریسی طریقہ کار کا تعین کرنا شامل ہے۔ مزید یہ کہ کمیٹی نصاب کے عملی نفاذ کو یقینی بناتی ہے، تعلیمی ترقی کے لیے منصوبہ بندی کرتی ہے، اور تعلیم کے مختلف مراحل میں پیشرفت کی نگرانی کرتی ہے۔ یہ قومی تعلیمی پالیسیوں کا بھی جائزہ لیتا ہے اور ان کے ممکنہ اثرات کا قریب سے مشاہدہ کرتا ہے، جس کا مقصد مذہبی تعلیم اور عصری معاشرتی ضروریات کے درمیان توازن برقرار رکھنا ہے۔[2]

سادہ تعلیمی کمیٹی کے مقاصد:

تعلیمی معیار کی سادگی میں بہتری۔

وقت کے ساتھ تھوڑی بہت تبدیلیاں (مثلاً نئے اسباق یا کتابیں شامل کرنا)۔

اساتذہ سے مسلسل رابطہ رکھنا اور ان کی راہنمائی کرنا۔

طلبہ کی اخلاقی اور دینی تربیت کا جائزہ لینا۔[3]

جامعہ میں سہولیات برائے طالبات:

جامعہ طالبات کو ایک محفوظ، پُرسکون اور تعلیمی ماحول فراہم کرنے کے لیے متعدد اہم سہولیات مہیا کرتی ہے۔ مستحق طالبات کے لیے یونیفارم اور نصابی کتب کی بلا معاوضہ فراہمی کا بندوبست کیا گیا ہے تاکہ وہ معاشی بوجھ کے بغیر تعلیم حاصل کر سکیں۔ امتحانات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والی طالبات کو انعامات دیے جاتے ہیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔ رہائش کے لحاظ سے طالبات کے لیے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ، کشادہ اور

---

[1]۔ الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص10

[2]۔ ایضا، ص6

[3]الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص8

آرام دہ ہاسٹل کی سہولت موجود ہے۔ کھانے پینے کے معاملے میں بھی بعام کا بہترین بندوبست کیا گیا ہے، تاکہ طالبات کو صحت بخش خوراک میسر آسکے۔ طبّی ضروریات کے پیشِ نظر جامعہ میں میڈیکل سہولیات بھی دستیاب ہیں۔ طالبات کی ذہنی آسودگی اور جسمانی صحت کے لیے مناسب تفریحی سرگرمیوں کا انتظام بھی موجود ہے۔ مطالعہ کے شوقین طلبہ کے لیے ایک باقاعدہ لائبریری قائم ہے جہاں دینی وعصری علوم کی کتابیں دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ طالبات کی عملی تربیت کے لیے امورِ خانہ داری، سلائی اور کڑھائی کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ جامعہ کے احاطے میں ایک مناسب اور صاف ستھری کینٹین بھی موجود ہے جہاں طالبات معیاری اشیائے خورد ونوش حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ تمام سہولیات جامعہ کی طالبات کی ہمہ جہت ترقی کو یقینی بنانے کے لیے فراہم کی گئی ہیں۔[1]

جامعہ سلفیہ للبنات کا طریقہ تدریس:

درجات:

جامعہ سلفیہ للبنات میں کورسز کو چار درجات کے تحت پڑھایا جاتا ہے ہر درجہ کی تدریس کے اختتام پر امتحان لیا جاتا ہے اور کامیاب ہونے والی طلبہ کو اس درجہ کی سند دی جاتی ہے ان درجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔[2]

1	درجہ ثانویہ عامہ	میٹرک	مدت تکمیل ایک سال ہے۔
2	درجہ ثانویہ خاصہ	ایف اے	مدت تکمیل ایک سال ہے۔
3	درجہ عالیہ	بی اے	مدت تکمیل دو سال ہے۔
4	درجہ عالمیہ	ایم اے	مدت تکمیل دو سال ہے۔

جامعہ سلفیہ للبنات کا طریقہ تدریس:

جامعہ میں اساتذہ بیٹھ کر پڑھاتے ہیں۔ عربی اور اردو میں تعلیم دی جاتی ہے۔ ناظرہ اور ترجمہ پڑھایا جاتا ہے۔ عربی زبان کے لیے اقراء حصہ اول دوم پڑھایا جاتا ہے۔ اس جامعہ کے تدریس کے اوقات درج ذیل ہیں۔

[1] ،الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص9

[2] الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص15

صبح 12 بجے سے دوپہر 2 بجے تک

نماز ظہر کے بعد سکول کی کلاسز ہوتی ہیں۔

نماز مغرب کے بعد پورے جامعہ کی سٹڈی ہوتی ہے 9 بجے تک۔ پھر نماز اور کھانا کھایا جاتا ہے۔

اس مدرسے میں درس نظامی، شعبہ تحفیظ القرآن، وفاق المدارس کورس کروایا جاتا ہے۔ طلبہ کا کام باقاعدگی سے سنا جاتا ہے ہر کتاب کا کام دیا جاتا ہے اور چیک کیا جاتا ہے۔ تدریس کے لیے سمعی و بصری معاونات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ عقیدہ توحید پڑھایا جاتا ہے۔ اسلامی تحریکات اور شخصیات پر اسلامی خطبات دیے جاتے ہیں۔ تقابل ادیان میں یہودیت اور عیسائیت پر بحث و مباحثہ کیا جاتا ہے۔ طلبہ کو کمپیوٹر اور انگلش کورس بھی کروائے جاتے ہیں۔ ہفتہ وار روحانی واخلاقی درس دیے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ دورہ تفسیر اور خصوصی بدھ پروگرام بھی کروایا جاتا ہے۔ تربیت کے لیے رحمت عالم، تقویۃ الایمان، سیرت الصحابیات پڑھائی جاتیں ہیں۔ اسکے علاوہ خود احتسابی عمل کروایا جاتا ہے۔ اور طلبہ کو خانہ داری سکھائی جاتی ہے۔[1]

تعلیمی سال اور داخلے:

جامعہ کا تعلیمی سال شوال کے پہلے عشرہ سے شروع ہو کر 15 شعبان کو ختم ہوتا ہے جبکہ طالبات کے نئے داخلے کا اعلان سالانہ امتحان سے ایک ماہ پہلے کر دیا جاتا ہے جو کہ ادارہ کی طرف سے مقرر کردہ تاریخ تک جاری رہتے ہیں۔[2]

جامعہ سلفیہ للبنات کا طریقہ امتحان:

جامعہ کے جملہ امتحانی امور (مثلا اساتذہ اور معلمات کی سلیکشن ،امتحانی قوانین، زبانی و تحریری امتحانات کی ترتیب اور دیگر متعلقہ امور کا نفاذ وغیرہ) تعلیمی کمیٹی کے ذمے ہوتے ہیں۔ اس مدارس میں زیر تدریس طلبہ کے امتحانات وفاق المدارس سلفیہ بورڈ کے تحت ہوتے ہیں۔ اس بورڈ کے تحت امتحانات ہر سال شعبان المعظم میں منعقد کرائے جاتے ہیں۔ ان امتحانات میں درجہ ابتدائیہ (پرائمری)، درجہ متوسط (نزل) درجہ ثانویہ عامہ (میٹرک) درجہ ثانویہ خاصہ (ایف اے) درجہ عالیہ (بی اے) درجہ عالمیہ ایم اے شامل ہے۔[3]

جامعہ کے انتظام امتحانات کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

---

[1] الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ ،ص 6

[2] ۔ایضا، ص 13

[3] ایضا، ص 9،

امتحانی نظام دو مرحلوں پر مشتمل ہے۔

امتحان سال میں دو مرتبہ لیا جاتا ہے۔ پہلا امتحان ششماہی، جب کہ دوسرا سالانہ امتحان کہلاتا ہے۔ سالانہ امتحان میں صرف درج ذیل طالبات شرکت کر سکتی ہیں۔

وہ طالبات جو ششماہی امتحان میں شریک اور کامیاب ہوئی ہوں اور وہ طالبات جنہوں نے ششماہی امتحان میں کسی معقول عذر کے باعث شرکت نہ کرنے کی منظوری پہلے سے لے لی ہو شرائطِ کامیابی میں شامل ہیں۔ البتہ درج ذیل صورتیں ہیں جس میں طالبہ کو فعل تصور کیا جاتا ہے اور اسے اگلی کلاس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔

وہ طالبہ جو سالانہ امتحان میں کامیابی کے لئے مطلوبہ (۵۰) فیصد نمبر حاصل نہ کر سکی ہو۔

اور وہ طالبہ جو ششماہی یا سالانہ امتحان میں شریک نہ ہوئی ہوں۔[1]

امتحانی پرچہ جات اور شرائط کامیابی

سوالیہ پرچہ بناتے وقت مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جاتا ہے۔

پرچہ مقرر کردہ نصاب سے بنایا جاتا ہے۔

پرچہ بناتے وقت تمام طالبات کی عمومی صلاحیتوں کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔

ہر مضمون کے پرچہ کے کل نمبر (۱۰۰) ہیں۔ جب کہ پاس ہونے والی طالبہ کے لئے (۵۰) فیصد نمبر حاصل کرنا ضروری ہے۔

تعلیم مکمل ہونے پر سند/ڈگری جاری کرتے وقت میں 20 نمبر جامعہ کے قوانین کی پابندی کرنے والی طالبہ کے حاصل کردہ مجموعی نمبروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

طالبہ کو حاصل کردہ نمبروں کے مطابق مندرجہ ذیل (گریڈ) دیئے جاتے ہیں۔

1۔ الجامعہ السلفیہ للبنات، پراسپیکٹس، ص10

ممتاز	90%یااس سے زیادہ	A+
جید جدا	75%یا89%	A/B+
جید	60%تا75%	B
مقبول	50%تا59%	C
فیل	50%سے کم	F[1]

[1]۔ ایضاء ص10

مبحث دوم: نصاب ونظام

جامعہ کا نصاب تعلیم

طالبات کا چھ سال کا مکمل نصاب تعلیم:

الثانویۃ العامۃ (Matric) فی علوم العربیۃ والاِسلامیۃ

	مضمون	مقررہ کتابیں
1	التحفیظ مع التجوید	پارہ 30، تحبیر التجوید اور حصن المسلم (مکمل)
2	ترجمۃ معاني القرآن	سورۃ الفاتحۃ والرعد سورۃ طہ کے آخر تک
3	الحدیث شریف	بلوغ المرام کتاب کے آغاز سے کتاب الحج کے آخر تک نحو وصرف کا اجراء بغیر فقہی اختلاف کے،
	علوم حدیث	رسالہ اصول حدیث از مولانا محمد اویس نگرامی ندوی
	النحو	ابتدائی قواعد النحو
4	الصرف	ابتدائی قواعد الصرف
		اَبواب الصرف ثلاثی مجرد کے چھ ابواب مکمل
5	العقائد	تقویت الایمان راز شاہ اسماعیل شہید
6	السیرۃ	رحمت عالم راز سید سلیمان ندوی
7	الترجمۃ والاِنشاء	اِقرأ- حصہ اول، دوم وقصص النبیین
	اللغۃ العربیۃ	آسان عربی حصہ اول اور اقرا حصہ سوم،

	عصری مضامین	مقررہ کتابیں
1	مطالعہ پاکستان	کلاس نہم دہم (پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ)

2	جنزل ریاضی	کمپیوٹر سائنس،3
4	انگلش	جنزل سائنس5

الثانوية الخاصة (F.A) في العلوم العربية والاسلامية

	مضمون	مقررہ کتابیں
1	ترجمة معاني القرآن	سورۃ الأنبیاء سے سورۃ الناس کے آخر تک
2	الحدیث شریف	مشکوۃ المصابیح (الجزء الثاني) والنسائيَ
		(کتاب الطهارة) مشکاہ کی فصل اول، فصل ثانی
		اور فصل ثالث کا خلاصہ
	علوم حدیث	من أطیب المنح في علم المصطلح، اس کے متن
3	اصول فقہ	اصول فقہ پر ایک نظر (پہلے تین باب)
		صحیح فقہ السنۃ لکمال سید سالم (کتاب الصلوۃ)
4	النحو	قواعد النحو حصہ اول وروم
5	الصرف	قواعد الصرف حصہ اول دوم
6	العقدۃ	شرح العقیدۃ الواسطیۃ للشیخ صالح الفوزان
7	اللغۃ العربیۃ	دروس اللغۃ العربیۃ حصہ اول، دوم
8	التاریخ الإسلامی.	تاریخ اسلام (خلافت راشدہ) از سید معین الدین ندوی[1]

[1]۔ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

9 ہوم اکنامکس

عصری مضامین	مقررہ کتابیں
انگلش	
معاشیات	ایف اے پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کے سال اول اور دوم کا نصاب
شہریت	
مطالعہ پاکستان	
کمپیوٹر سائنس	

العالية-السنةالأولى في العلوم العربية والأسلامية BA Part 1

	مضمون	مقرروکتابیں
1	تفسیر القرآن الکریم	تفسیر الجلالین (من أول سورة البقرة إلى آخر سورة المائدة)
	اصول تفسیر	من أول الكتاب إلى آخر باب القواعد التي يحتاج اليها المفسر)(
2	الحديث الشريف	جامع الترمذي (من أول الكتاب إلى آخر أبواب اللباس والعلل الصغير)
3	علوم الحديث	تيسير مصطلح الحديث للدكتور محمود الطحان النصف الأول)(
4	الفقه	صحيح فقه السنة/الكمال سيد سالم (نظام الأسرة)
5	أصول فقه	أصول الشاشي (من أول الكتاب إلى أول بحث: تقرير حروف المعاني)
6	هداية النحو	هداية النحو لأبي حيان محمد بن يوسف، من أول الكتاب إلى آخر الدرس 34

7	اللغة العربية	دروس اللغة العربية للدكتور ف عبد الرحیم (الجزالثالث)
8	التاریخ الِاسلامي	سیر صحابیات /لعبدالسلام الندوي[1]
9	ہوم اکنامکس	
	عصری مضامین	**مقررہ کتابیں**
1	انگلش	
2	سیاسیات	بی اے (پنجاب یونیورسٹی) کے سال اول کا نصاب
3	معاشیات	
4	ایجوکیشن	
5	مطالعہ پاکستان	باب نمبر 1 (نظریہ پاکستان)تا باب نمبر 3 (تحریک پاکستان)

العالیة-السنة الثانیة BA. Part 2-في العلوم العربیة والاسلامیة

	مضمون	**مقررہ کتابیں**
1	تفسیر القرآن الکریم	تفسیر الجلالین من أول سورة الانعام إلی آخر سورة التوبة
	أصول تفسیر	مباحث في علوم القرآن للشیخ مناع القطان (من أول باب الفرق بین المحکم والمتشابہ إلی آخر الکتاب)
2	الحدیث الشریف	جامع الترمذي (من أول أبواب الأطعمة إلی آخر الکتاب)
3	علوم الحدیث	تیسیر مصطلح الحدیث للدکتور محمود الطحان النصف الثاني
4	الفقه	صحیح فقه السنة (کتاب الأیمان النذر، الأطعمة ،والذکاة الشرعیة، الأضحیة، العقیقة)

[1]- وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

5	أصول فقه	أصول الشاشي من أول بحث تقرير حروف المعاني إلى آخر الكتاب
6	النحو	هداية النحو من أول الدرس 35 إلى آخر الكتاب
7	البلاغة والأدب	تسهيل البلاغة/العبيد الله الأسعدي (مقدمة الكتاب، والباب الأول
8	الفرائض	اسلامی قانون وراثت از مولانا ابو نعمان بشیر احمد اسلام کا قانون وراحت از صلاح الدین حیدر لکھوی
9	ہوم اکنامکس	
	عصری مضامین	**مقررہ کتابیں**
1	انگلش	
2	سیاسیات معاشیات	
3	ایجو کیشن	(پنجاب یونیورسٹی) بی اے کے سال دوم کا نصاب [1]
4	مطالعہ پاکستان	
5		باب نمبر 4 (قیام پاکستان) تا باب نمبر 7 (پاکستان اور عالم اسلام)

العالية-السنة الأولى (MA. Part1) في العلوم العربية والإسلامية

	مضمون	مقررہ کتابیں
1	تفسير القرآن الكريم	تفسير فتح القدير (الأحزاب، والنور، ومحمد، والفتح والحجرات)
2	أصول التفسير	الفوز الكبير (مكمل)
3	الحديث شريف	الجامع الصحيح للإمام البخاري (1)
	علوم الحديث	شرح نخبة الفكر للحافظ أحمد بن حجر العسقلاني النصف الأول

[1]. پراسپیکٹس الجامعہ السلفیہ للبنات، پراسپیکٹس، ص19

4	أصول التخريج	أصول التخريج ودراسة الأسانيد (مع پانچ احادیث کی تخریج)
5	الفقه	صحیح فقه السنة (کتاب النکاح والطلاق)
6	أصول الفقه	الوجیز (من الأول الکتاب إلی آخر الإجماع)
7	النحو	قطری الندی وبل الصدی للإمام ابن هشام (النصف الأول)
8	الترجمة والإنشاء	مفتاح الإنشاء (الجزء الأول والثاني)
9	اسلام کا اقتصادی نظام	اسلام کا اقتصادی نظام (پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے اسلامیات کا نصاب)
10	اسلام کا سیاسی نظام	اسلام کا سیاسی نظام (پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے اسلامیات کا نصاب)[1]

العالمية-السنة الثانية (M. Part 2) في العلوم العربية والاسلامية

	مضمون	مقررہ کتابیں
1	تفسیر القرآن الکریم	تفسیر فتح القدیر (آخری دو پارے)
2	الحدیث شریف	الجامع الصحیح للإمام البخاري (2)
	علوم الحدیث	نزهة النظر شرح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر العسقلاني (النصف الثاني)
3	الفقه	صحیح فقه السنة (کتاب الصیام والإعتکاف)
4	أصول الفقه	الوجیز من القیاس إلی آخر الکتاب(
5	النحو	قطری الندی وبل الصدی للإمام ابن هشام (النصف الثاني)

[1] اسلام کا سیاسی نظام اور اسلام کا اقتصادی نظام

ان مضامین کے عنوانات ترتیب دے دیئے گئے ہیں طالبات مجوزہ کتب سے ان کی تیاری کریں گے۔

6	العقائد	شرح العقیدۃ الطحاویۃ (مبحث: "المعراج حق" اِلیٰ آخر الکتاب)
7	تقابل ادیان	عیسائیت، یہودیت، قادیانیت اور گمراہ فرقے (خوارج منکرین حدیث) اور موجودہ اسلامی تحریکیں
8	تاریخ التشریع الِاسلامی و أسرارہ	تاریخ التشریع الِاسلامی (منتخب ابواب) حجۃ اللہ البالغۃ (أبواب الِایمان والطھارۃ والصلاۃ)

تاریخ التشریع الِاسلامی (منتخب ابواب)

الفصل الأول (عصر التشریع من البعثۃ اِلی وفات الرسول) اس فعل سے السنۃ ومکانتھا في التشریع الِاسلامی" مطلوب نہیں ہے۔ الفصل الثاني والفصل الثالث مکمل فصلیں مطلوب ہیں۔ البتہ الفصل الرابع (مشاھیر المفتیین في ھذا العصر ال عبد اللہ بن عباس. سے طاؤوس بن کیسان تک تقریبا 30 صفحات اور الفصل الخامس بھی عمل مطلوب نہیں ہے۔

9	تقابل ادیان	عیسائیت، یہودیت، قادیانیت اور گمراہ فرقے (خوارج منکرین حدیث) اور موجودہ اسلامی تحریکیں (پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے اسلامیات کا نصاب)

موجودہ تعلیمی شعبہ جات:

جامعہ سلفیہ للبنات میں چھ شعبہ جات ہیں جو درج ذیل ہیں۔

شعبہ تحفیظ القرآن الحکیم

اس شعبہ کو دو حلقات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

خلقت الامام ابی داؤد رحمۃ اللہ

خلقت الامام الترمذی رحمت اللہ

سالانہ حفظ سے قرآن کی سند حاصل کرنے والی طلبہ کی تعداد 24 ہے۔[1]

شعبہ علوم عصریہ:

اس شعبے میں دینی نصاب کے ساتھ ساتھ دنیاوی اور جدید سائنسی، سماجی، اور تکنیکی مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں تاکہ طلبہ و طالبات جدید دنیا کے چیلنجز کا بہتر طور پر مقابلہ کر سکیں۔ عصری علوم کا شعبہ "ایک اہم تعلیمی شعبہ ہے جو مدارس یا یونیورسٹیوں میں طلباء کو ان کی مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید علم سے روشناس کرانے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس شعبہ کا بنیادی مقصد طلباء کو اسلامی علوم اور سائنس، ٹیکنالوجی، زبان اور سماجی علوم جیسے عصری دونوں شعبوں میں مہارت حاصل کرنا ہے۔ اس شعبہ کے تحت انگریزی، ریاضی، سائنس، کمپیوٹر سائنس اور سوشل اسٹڈیز جیسے مضامین پڑھائے جاتے ہیں تاکہ فارغ التحصیل افراد کو جدید دنیا کے تعلیمی اور پیشہ ورانہ تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے تیار کیا جاسکے۔ اس شعبہ کے ذریعے طلباء تنقیدی سوچ، تحقیقی مہارتیں اور عملی صلاحیتیں پیدا کرتے ہیں، جو نہ صرف ان کے مذہبی علم کو موجودہ عالمی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہیں بلکہ انہیں وسیع تر معاشرے میں ایک فعال اور موثر کردار ادا کرنے کے لیے بھی بااختیار بناتے ہیں۔

جامعہ سلفیہ میں طالبات کو انگلش، مطالعہ پاکستان، جنرل ریاضی، جنرل سائنس، کمپیوٹر سائنس، سیاسیات، ایجوکیشن، معاشیات جیسے علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس سال گورنمنٹ کے تعلیمی بورڈ میں علوم عصریہ کا امتحان دینے والے طالبات کی کل تعداد 50 ہے۔[2]

شعبہ فنی تعلیم:

جامعہ سلفیہ میں طالبات کو صرف اسلامی اور عصری تعلیم ہی فراہم نہیں کی جاتی، بلکہ ان کی فنی تعلیم کے لیے بھی ایک مکمل اور منظم نظام قائم کیا گیا ہے تاکہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں خود کفیل اور باہنر بن سکیں۔ اس مقصد کے تحت، طالبات کو سلائی کڑھائی اور امور خانہ داری کی تربیت دینے کے لیے ہفتہ وار کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے، جو نہ صرف ان کی عملی مہارتوں کو بڑھاتی ہیں، بلکہ ان کی ذاتی زندگی میں بھی کارآمد ثابت ہوتی ہیں۔ یہ کلاسز باقاعدہ **پریڈ** کی صورت میں منعقد کی جاتی ہیں، جہاں طالبات کو عملی طور پر مختلف فنی مہارتیں سکھائی جاتی ہیں۔ اس میں سلائی، کڑھائی، کپڑے کے مختلف ڈیزائن، اور گھریلو کاموں جیسے کھانا پکانے کی مختلف تکنیکوں پر توجہ دی جاتی ہے۔ اس تربیت سے طالبات نہ صرف اپنے گھریلو ماحول کو بہتر بنا سکتی ہیں بلکہ وہ ان مہارتوں کو پیشہ ورانہ سطح پر بھی استعمال کر سکتی ہیں ۔ اس کے علاوہ، جامعہ سلفیہ میں سالانہ مقابلوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ طالبات کی

---

[1] https://jsi.edu.pk/faculty/

[2]۔ الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص:8

فنی تعلیم اور تخلیقی صلاحیتوں کو مزید پروان چڑھایا جا سکے۔ان مقابلوں میں طالبات کے مابین کھانے پینے کی مختلف ڈشز کے پکانے کا مقابلہ منعقد کیا جاتا ہے۔اس میں طالبات اپنی بہترین تخلیقی صلاحیتوں اور مہارتوں کا مظاہرہ کرتی ہیں،اور انہیں ایک پلیٹ فارم فراہم کیا جاتا ہے جہاں وہ اپنے فن کو دوسروں کے سامنے پیش کر سکتی ہیں۔[1]

شعبہ النادي الاسلامی:

طالبات کی ہم نصابی سرگرمیوں کو منظم اور مرتب کرنے کے لئے شعبہ النادی الاسلامی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔اس شعبہ کی نگرانی کا فریضہ ایڈمن انچارج کو سونپا گیا ہے جو پوری دلچسپی، سنجیدگی اور محنت سے پروگرام ترتیب دیتے ہیں۔ہر پروگرام کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے تاکہ طالبات کی علمی، فکری اور مذہبی تربیت کو موثر انداز میں آگے بڑھایا جا سکے۔[2]

النادی الاسلامی کے شعبہ کے تحت مختلف قسم کی سرگرمیاں منعقد کی جاتی ہیں جن میں شامل ہیں

تقریری مقابلے

مضمون نویسی کے مقابلے

اسلامی موضوعات پر گفتگو

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اسلامی تاریخ پر مباحث

کوئز مقابلے (ذہنی اہلیت کے ٹیسٹ)

قرات (تلاوت) اور نعت (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شاعری) کے مقابلے

ان سرگرمیوں کے ذریعے طلباء کو اپنی تعلیمی صلاحیتوں کو نکھارنے، عوامی بولنے کی صلاحیتوں کو بڑھانے اور اپنے خیالات کا اظہار اعتماد کے ساتھ کرنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں، خاص طور پر مذہبی اور اخلاقی موضوعات پر

شعبہ کمپیوٹر:

آج کا دور انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے۔دنیا میں روز بروز جدید سے جدید ٹیکنالوجی ارتقائی منازل طے کر رہی ہیں۔کمپیوٹر، موبائل اور جدید ٹیکنالوجی ہر ایک کی دسترس میں آچکی ہے۔اس ٹیکنالوجی کا مثبت استعمال کر کے دنیوی فوائد کے ساتھ ساتھ دینی مقاصد بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔یہی

---

[1] ایضاً

[2] الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص10

وجہ ہے کہ طالبات کو جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کروانے کے لئے جامعہ نے شعبہ کمپیوٹر کا اہتمام کیا ہے۔ جس میں طالبات کو ان کے متعلقہ ضروری کورسز کروائے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ کورسز دینی تعلیم کی اشاعت میں ان کے مدد و معاون بن سکیں۔[1]

جامعہ سلفیہ میں مختلف شعبہ جات کی تعلیم دی جاتی ہے جن میں ایک اہم شعبہ علوم اسلامیہ ہے۔ اس شعبہ میں طلباء کو قرآن و حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور اسلامی عقائد کے بارے میں گہری اور جامع تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ علوم اسلامیہ کا مقصد طلباء کو اسلامی تعلیمات سے آشنا کرنا اور ان میں دینی مسائل کے حل کے لیے علم و بصیرت پیدا کرنا ہے۔ اس شعبہ میں قرآن کی تفسیر، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث، اسلامی فقہ کے مختلف پہلوؤں جیسے عبادات، معاملات، نکاح، طلاق وغیرہ پر تفصیل سے تعلیم دی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اسلامی معاشیات، تاریخ اسلام اور اسلامی فلسفہ پر بھی مباحثہ کیا جاتا ہے تاکہ طلباء اسلامی معاشرتی نظام کو بہتر سمجھ سکیں۔ جامعہ سلفیہ میں اس شعبہ کے ذریعے طلباء کو ایک متوازن، علمی، اور دینی بنیاد فراہم کی جاتی ہے تاکہ وہ نہ صرف اپنے دین کو سمجھیں بلکہ معاشرتی مسائل کے حل میں بھی رہنمائی حاصل کر سکیں۔

جیسا کے اس شعبہ میں طالبات کو ترجمہ قرآن مجید، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد، صرف و نحو وغیرہ جیسے علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لہذا ان علوم اسلامی کی تدریس کے لیے ماہر علماء کرام کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ علوم اسلامیہ کے اس شعبہ میں اس وقت چھ کلاسز ہیں۔ اس سال 16 فروری 2025 کو چھ سالہ کورس مکمل کرنے کی تعداد 113 ہو جائے گی۔

اس وقت شعبہ میں چھ کلاسز ہیں۔

ا۔ الثانویۃ العامۃ میں طالبات کی تعداد 70 ہے۔

الثانویۃ الخاصۃ میں طالبات کی تعداد 65 ہے۔

لعالیۃ - السنۃ الأولی میں طالبات کی تعداد (60) ہے۔

العالیۃ - السنۃ الثانیۃ میں طالبات کی تعداد (45) ہے۔

العالمیۃ - السنۃ الأولی میں طالبات کی تعداد (48) ہے۔

العالمیۃ - السنۃ الثانیۃ میں طالبات کی تعداد (30) ہے۔

یوں علوم اسلامیہ کی پانچوں کلاسوں میں مجموعی تعداد (318) ہے۔

اس طرح شعبہ تحفیظ القرآن الکریم اور علوم اسلامیہ دونوں کی مجموعی تعداد (342) ہے۔[2]

1۔ ایضاً

2۔ الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص، 7

دارالکتب جامعہ سلفیہ للبنات:

جامعہ میں طالبات کے لیے لائبریری قائم کی گئی ہے۔اس لائبریری میں تقریبا" پانچ سوسے زائد تدریسی اور غیر تدریسی کتب موجود ہیں۔اس لائبریری سے جامعہ میں زیر تعلیم طالبات کو تدریسی کتب مفت فراہم کی جاتی ہیں۔اور تفریح اوقات میں طلباءلائبریری جا کر مختلف علوم پر مشتمل کتب پڑھتے ہیں۔اس لائبریری میں ترجمہ قرآن مجید، تفاسیر قرآن، کتب احادیث، فقہ، نحو، صرف اور عقائد اسلام جیسے علوم وفنون پر مشتمل کتب موجود ہیں۔ اس لائبریری میں اردو اور عربی زبان میں دیگر موضوعات پر بھی کتب دستیاب ہیں۔جو طالبات کوپڑھنے کے لیے فراہم کی جاتی ہیں۔[1]

نشرواشاعت:

جامعہ سلفیہ للبنات میں نشرواشاعت کاایک الگ شعبہ قائم ہے۔اس شعبہ کے توسط سے جامعہ میں سالانہ داخلہ کے اشتہارات، دعوت ناموں کے اشتہارات، زکوۃ وعشر کے مسائل کے اشتہارات، خطبہ جمعہ وعیدین اور ان کے مسائل پر مشتمل کتابچے ہر سال شائع کیے جاتے ہیں۔جامعہ سلفیہ للبنات میں شعبہ نشرواشاعت بھی فعال کردار ادا کر رہا ہے۔اس شعبے کابنیادی مقصد ادارے کی دعوتی، تعلیمی اور اصلاحی سرگرمیوں کو عام کرنا ہے۔اس کے تحت ہر سال جامعہ میں داخلے کے اشتہارات، دعوت نامے، زکوۃ وعشر سے متعلق رہنما مواد، اور جمعہ وعیدین کے خطبات ومسائل پر مشتمل معلوماتی کتابچے شائع کیے جاتے ہیں۔ان مطبوعات کے ذریعے نہ صرف ادارے کے پیغام کو عام کیا جاتا ہے بلکہ دینی آگاہی بھی فروغ پاتی ہے۔اس شعبے کی کاوشیں طالبات کو دعوت وتبلیغ کے میدان میں عملی تربیت دینے کاذریعہ بھی بنتی ہیں۔[2]

غیر نصابی سرگرمیاں:

جامعہ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیاں بھی دی جارہی ہیں۔اور ان کا مقصد طالبات کی روحانی سماجی اور ذاتی ترقی کو فروغ دینا ہوتا ہے۔ یہ تمام نصابی سرگرمیاں مدارس کی طلباء کی مجموعی نشو نما میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔وہ صرف دین علم ہی نہیں حاصل کرتی بلکہ سماجی خدمت قیادت اور فنون کے شعبوں میں بھی اپنی صلاحیتوں کااظہار کرتی ہیں۔[3]

جامعہ سلفیہ للبنات میں غیر نصابی سرگرمیاں درج ذیل ہیں۔

بزم ادب وخطابت:

یہ بزم جامعہ میں ایسی سرگرمیوں کا مرکز ہوتی ہے جو طالبات کی تقریری، تحریری اور ادبی صلاحیتوں کو فروغ دیتی ہے۔اس میں تقریری مقابلے، مضمون نویسی، مکالمہ بازی اور نعت خوانی جیسے پروگرام شامل ہوتے ہیں۔بزم ادب کے ذریعے طالبات میں خود اظہار، تنقیدی سوچ اور دینی و

---

[1] ایضاً

[2] https://jsi.edu.pk/faculty/

[3] الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ ،ص،10

معاشرتی موضوعات پر گفتگو کی مہارت پیدا کی جاتی ہے۔اس بزم کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ طالبات مستقبل میں علمی و سماجی فورمز پر اپنے خیالات مؤثر انداز میں پیش کر سکیں۔[1]

سالانہ مقابلہ حفظ النصوص:

یہ مقابلہ ہر سال جامعہ میں منعقد کیا جاتا ہے جس میں طالبات اپنی یاد کردہ دینی عبارات، احادیث یا فقہی متون کو درست تلفظ اور روانی کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔اس سرگرمی کا مقصد نہ صرف طالبات کے حافظے کو مضبوط بنانا ہے بلکہ ان کی زبانی مہارت، اعتماد اور علم کی گہرائی کو بھی جانچنا ہوتا ہے۔اس مقابلے سے طالبات میں علمی مقابلے کا مثبت جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ زیادہ محنت کے ساتھ دینی متون کو یاد کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

تربیتی ورکشاپ:

جامعہ میں وقتاً فوقتاً ایسی ورکشاپس کا انعقاد کیا جاتا ہے جن کا مقصد طالبات کی دینی، اخلاقی، تربیتی اور سماجی شعور کو بلند کرنا ہوتا ہے۔ان ورکشاپس میں مختلف موضوعات جیسے اخلاقیات، دینی ذمہ داریاں، خواتین کا معاشرتی کردار، تعلیم و دعوت، اور خود اعتمادی پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ تجربہ کار اساتذہ اور مہمان مقررین کے ذریعے ان ورکشاپس کو با مقصد بنایا جاتا ہے۔

جامعہ سلفیہ للبنات میں کھیلوں کو بھی طالبات کی تربیت کا اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔ مختلف کھیلوں جیسے دوڑ، رسہ کشی، کرسی کا کھیل، والی بال یا دیگر تفریحی و جسمانی سرگرمیوں میں طالبات کو حصہ لینے کا موقع دیا جاتا ہے۔ان کھیلوں سے جسمانی صحت، نظم وضبط، ٹیم ورک اور مثبت مقابلہ بازی کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔ کھیل نہ صرف تفریح فراہم کرتے ہیں بلکہ طالبات کو ذہنی دباؤ سے بھی نکالتے ہیں۔

طالبات کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے فنی مقابلے بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ان مقابلوں میں خطاطی، پوسٹر سازی، آرٹ ورک، کلاس روم یا اسٹیج کی سجاوٹ شامل ہوتی ہے۔اس قسم کی سرگرمیوں سے نہ صرف ان کی جمالیاتی ذوق میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے ماحول کو خوبصورت بنانے اور کسی بھی موقع کی تزئین و آرائش کی مہارت بھی سیکھتی ہیں۔[2]

سالانہ امور خانہ داری کے مقابلے:

طالبات کی عملی زندگی کی تیاری کے لیے جامعہ میں گھریلو امور سے متعلق سرگرمیوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ سالانہ مقابلے میں طالبات کھانا پکانے، صفائی، ترتیب، بجٹ، سلیقہ شعاری اور وقت کے درست استعمال جیسے موضوعات پر عملی مظاہرہ کرتی ہیں۔ان سرگرمیوں کا مقصد طالبات کو ایک باعمل، منظم اور خود کفیل خاتون بنانے میں مدد دینا ہوتا ہے، جو نہ صرف دینی بلکہ گھریلو زندگی میں بھی بہترین کارکردگی دکھا سکیں۔[3]

---

[1] ایضاً، ص10

[2]۔ الجامعہ السلفیہ للبنات، تعارفی کتابچہ، ص،9

[3]۔ ایضاً، ص،11

مبحث سوم: فارغ التحصیل طلباء کے تاثرات بذریعہ سروے

اس تحقیق میں ان خواتین گریجویٹس کا انٹرویو کیا گیا ہے۔ جو حال ہی میں اسلامی مدارس سے فارغ التحصیل ہوئی ہیں ا اور اب مختلف تعلیمی اور سماجی شعبوں میں فعال طور پر اپنا حصہ ڈال رہی ہیں۔ ان انٹرویوز کا مقصد مدارس کی طرف سے فراہم کی جانے والی دینی خدمات کی خوبیوں اور کمزوریوں کے بارے میں ان کے نقطہ نظر سے بصیرت حاصل کرنا تھا۔ ان سے انٹرویو کرنے کا مقصد یہ بھی جاننا تھا کہ خواتین کے اسلامی مدارس کس طرح خواتین کی سماجی ترقی اور تعلیمی بااختیار بنانے میں اپنا کردار بڑھا سکتے ہیں۔ خاص طور پر، اس مطالعے کا مقصد یہ سمجھنا تھا کہ آیا نصاب میں اصلاحات عصری ضروریات کے مطابق یا تدریسی طریقوں میں بہتری ان کی خدمات کو مزید مؤثر بنانے میں مدد کر سکتی ہے، جس سے طالبات کو حقیقی زندگی کے سیاق و سباق میں اپنے علم کو بہتر طریقے سے لاگو کرنے کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔

یہ تحقیق اس بات کا بھی جائزہ لیتی ہے کہ آیا مدارس کی تعلیمی ساخت، نصاب اور تدریسی طریقہ کار خواتین کو نہ صرف دینی علم فراہم کر رہا ہے بلکہ انہیں عصرِ حاضر کے چیلنجز سے نمٹنے کی فکری اور عملی صلاحیت بھی دے رہا ہے یا نہیں۔ ان انٹرویوز میں یہ پہلو بھی دریافت کیا گیا کہ فارغ التحصیل خواتین کو معاشرتی سطح پر کس قسم کی مشکلات یا مواقع کا سامنا ہے اور ان کے مطابق اسلامی مدارس ان پہلوؤں کو کیسے بہتر بنا سکتے ہیں۔

اس تحقیق کا ایک اور مقصد یہ تھا کہ یہ جانا جا سکے کہ کیا اسلامی مدارس کے نصاب میں دورِ حاضر کی ضروریات کے مطابق تبدیلی کی جا سکتی ہے یا نہیں، جیسے کہ جدید علوم، بات چیت کی مہارت، اور تربیتی ورکشاپس وغیرہ۔ اسی طرح، اگر پڑھانے کے انداز کو بہتر بنایا جائے، ان میں عملی مشق، طالبات کی شمولیت اور کریئر گائیڈنس جیسے پہلو شامل کیے جائیں تو اس سے طالبات کو معاشرے میں بہتر کردار ادا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ تحقیق کے ذریعے حاصل ہونے والی یہ معلومات اس بات میں راہنمائی فراہم کرتی ہیں کہ مستقبل میں دینی مدارس کی تعلیمی خدمات کو کس طرح زیادہ مؤثر اور موجودہ دور سے ہم آہنگ بنایا جا سکتا ہے۔

1۔ جامعہ کا نصاب آپ کو موجودہ دور کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی تیاری فراہم کرتا ہے؟

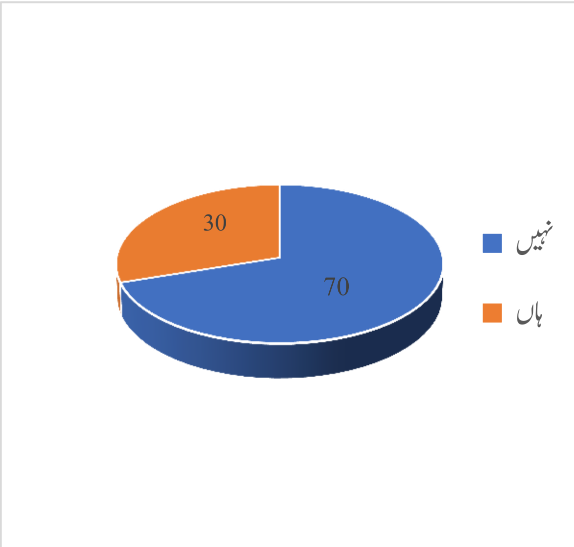

جب فارغ التحصیل طالبات سے یہ سوال پوچھا گیا کہ کیا جامعہ کا نصاب انہیں موجودہ دور کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی تیاری فراہم کرتا ہے۔ تو ملی جلی رائے سامنے آئی۔ طالبات نے کہا کہ یونیورسٹی کی تعلیم انہیں مذہبی اور اخلاقی اصولوں مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔ مگر 30% طالبات نے نشاندہی کی کہ نصاب میں جدید علوم جیسے سوشل سائنسز اور ٹیکنالوجی کی کمی ہے۔ انہیں موجودہ معاشرتی اور پیشہ ورانہ چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے درکار ہیں۔

2۔ کیا آپ کو ادارے کے نظام میں کوئی خامی محسوس ہوئی؟

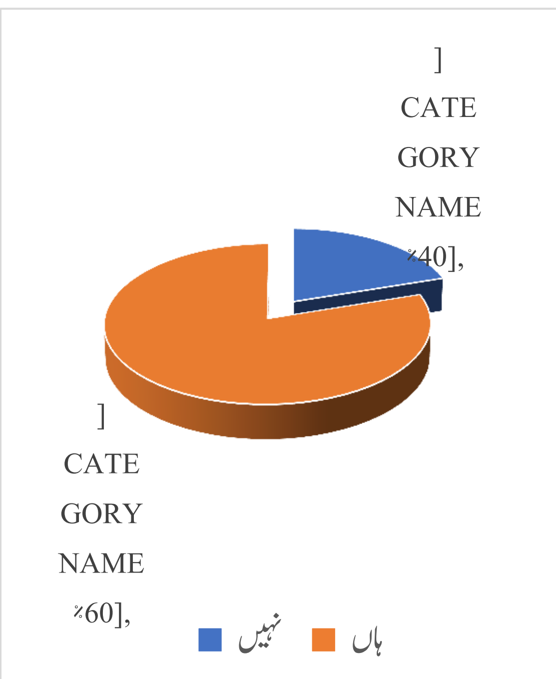

جب فارغ التحصیل طالبات سے یہ سوال پوچھا گیا کہ کیا انہیں ادارے کے نظام میں کوئی خامی محسوس ہوئی، تو 60% طالبات نے اس بات کا اقرار کیا کہ ادارے کا نظام مؤثر ہے اور ان میں کسی قسم کی خامی نہیں پائی جاتی۔ ان طالبات کا کہنا تھا کہ انہیں اپنے تعلیمی سفر میں ادارے کی تعلیم، تربیت، اور مجموعی ماحول میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ تاہم، 40% طالبات نے اس بات کا اظہار کیا کہ انہیں ادارے کے نظام میں کچھ کمی محسوس ہوئی، خاص طور پر عصری علوم اور زبان کی تربیت میں۔ ان کا ماننا تھا کہ اگر نصاب میں جدید موضوعات اور زبان کی مہارت پر زیادہ توجہ دی جائے تو ادارے کا نظام مزید مؤثر ہو سکتا ہے۔

3۔ نصاب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

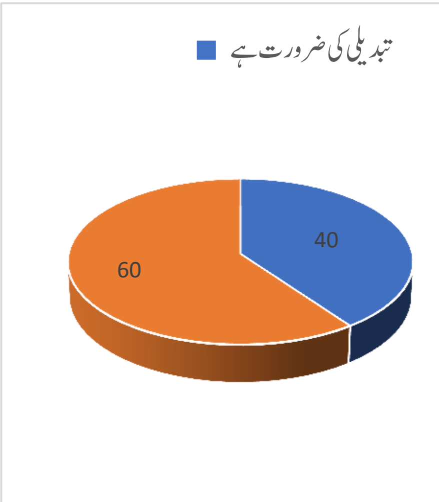

60٪ نے یہ کہا کہ نصاب موجودہ حالات میں مناسب ہے اور وہ اسے بہتر بنانے کے لیے کچھ تبدیلیوں کی ضرورت محسوس نہیں کرتی ہیں۔ جبکہ 40 فیصد نے یہ کہا کہ نصاب میں تبدیلی کی ضرورت ہے، خاص طور پر جدید تقاضوں کے مطابق عصری علوم کو شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ 40 نے یہ کہا کہ نصاب میں تبدیلی کی ضرورت ہے، خاص طور پر جدید تقاضوں کے مطابق عصری علوم کو شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

4۔ فراغت کے بعد آپ نے سماج میں جا کر اپنے نصاب میں کوئی کمی محسوس کی؟

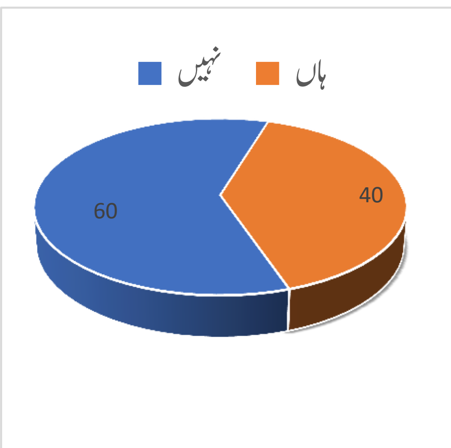

جب فارغ التحصیل طالبات سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں اپنے نصاب میں کسی کمی کا احساس ہوا۔ تو 40% طالبات نے اس بات کا اظہار کیا کہ نصاب میں جدید تقاضوں اور عصری موضوعات کے حوالے سے مزید مواد کی ضرورت محسوس کی۔ دوسری طرف، 60% طالبات نے جامعہ کے نصاب کو کافی مکمل اور مؤثر قرار دیا۔

5۔ آپ کو ادارے کی تربیت میں کوئی خلا نظر آتا ہے؟

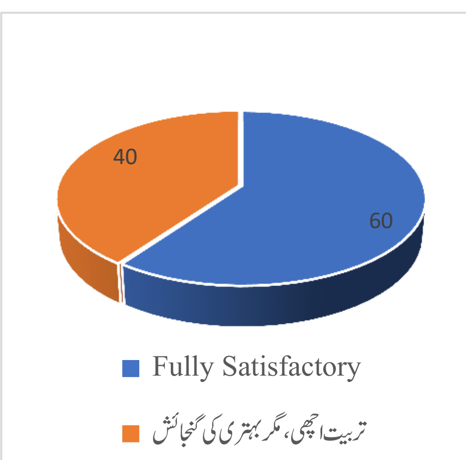

60٪ طالبات نے واضح طور پر کہا نہیں، کوئی خلا نہیں ہے۔ 40 فیصد طالبات نے اعتراف کیا کہ تربیت اچھی ہے، لیکن بعض پہلوؤں میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

6۔ ادارے کا نظام بہتر بنانے کے لیے کوئی تجویز دینا چاہتی ہیں

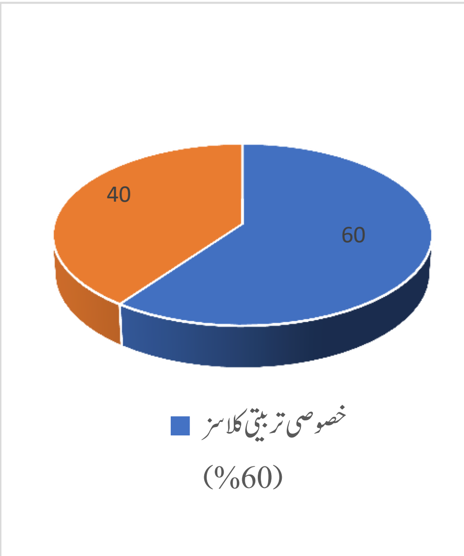

60 فیصد طالبات کے مطابق، ان کی ذاتی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے ادارے کے اندر خصوصی تربیتی کلاسز کا انعقاد کیا جانا چاہیے۔ 40% طالبات نے مشورہ دیا کہ مذہبی تعلیمات کو فروغ دینے کے لیے ورکشاپس کا انعقاد کیا جانا چاہیے، تاکہ طلبہ کو تربیت دی جا سکے کہ مذہب کے پیغام کو کیسے مؤثر طریقے سے پھیلایا جا سکتا ہے۔ یہ تجاویز طالبات کی خواہش کو ظاہر کرتی ہیں کہ وہ نہ صرف اپنی مہارتوں کو بہتر بنائیں بلکہ مذہبی علم کو مؤثر طریقے سے معاشرے میں پھیلانے کا طریقہ بھی سیکھیں۔

7۔ زیر تعلیم طالبات کے نام کوئی پیغام؟

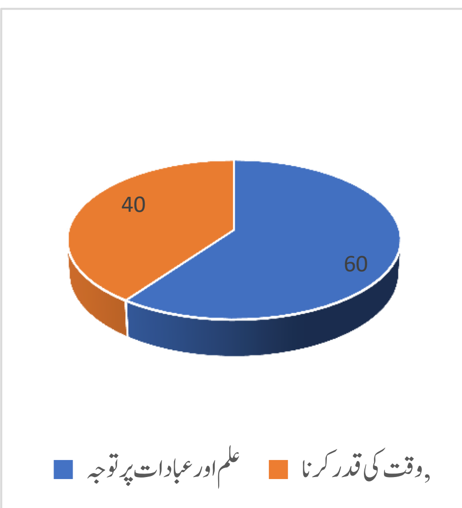

فارغ التحصیل طالبات کی جانب سے زیر تعلیم طالبات کو کئی اہم نصیحتیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے 60% طالبات نے اس بات پر زور دیا کہ علم اور عبادات پر زیادہ توجہ دینی چاہیے، کیونکہ یہ وہ راستے ہیں جہاں سکون اور کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ 40٪ فارغ التحصیل طالبات نے علم اور عبادات کے ساتھ قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنے، اس فتنہ دور میں گناہ سے بچنے اور وقت کی قدر کرنے کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ یہ نصیحتیں زیر تعلیم طالبات کے لیے ایک رہنمائی کا کام کرتی ہیں تاکہ وہ اپنی دینی اور تعلیمی ترقی کے لیے صحیح راستے پر گامزن رہ سکیں۔

8۔ معاشرے میں کیا کردار ادا کرنا چاہتی ہیں؟

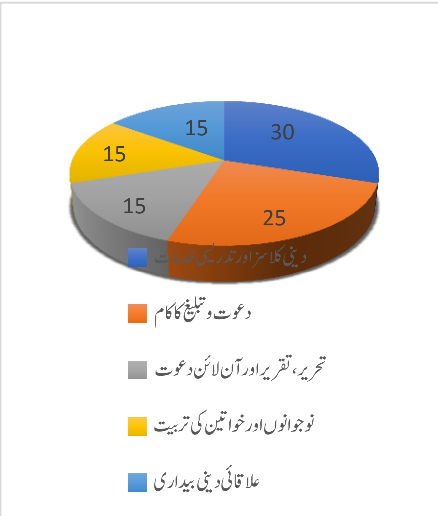

فارغ التحصیل طالبات سے یہ سوال کیا گیا کہ وہ دین کی نشر و اشاعت میں کیا کردار ادا کرنا چاہتی ہیں، تو ان کے جوابات میں واضح رجحان سامنے آیا۔ 15٪ طالبات نے اپنے علاقوں میں بچیوں اور خواتین کے لیے دینی کلاسز قائم کرنے، 25٪ قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنے اور دعوت و تبلیغ کے کام میں حصہ لینے کی خواہش ظاہر کی۔ 30٪ طالبات نے مدارس اور سکولوں میں تدریس کے ذریعے دین کی خدمت کا عزم ظاہر کیا، جبکہ 15٪ نے تحریر و تقریر اور آن لائن دعوتی ذرائع کے استعمال کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اسی طرح نوجوان نسل کی اخلاقی اور دینی تربیت اور خواتین میں اسلامی اقدار کو فروغ دینا بھی ان کی ترجیحات میں شامل تھا۔ مجموعی طور پر یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ طالبات دین کی خدمت کو اپنی تعلیمی محنت کا حاصل سمجھتی ہیں اور معاشرتی بہتری کے لیے عملی کردار ادا کرنے کے لیے پُرعزم ہیں۔

9۔ اپنی سرگرمیوں کے بارے میں بتائیں؟

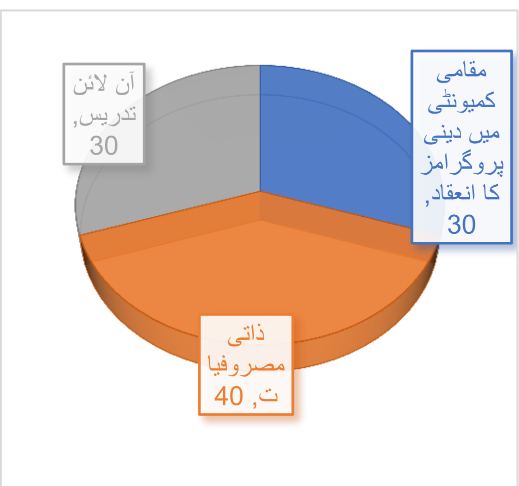

فارغ التحصیل طالبات سے ان کی سرگرمیوں کے بارے میں سوال کیا گیا، تو ان کے جوابات سے یہ واضح ہوا کہ جامعہ نے ان میں سماجی ذمہ داریوں اور دینی تعلیم کے فروغ کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ 30% طالبات نے اپنی سرگرمیوں میں تدریس، دینی ورکشاپس، اور اسلامی تعلیمات کو معاشرے میں پھیلانے کی کوششوں کا ذکر کیا۔ اسی طرح، 40% طالبات نے اپنی ذاتی مصروفیات اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کا ذکر کیا۔ 30٪ کا کہنا تھا کہ انہوں نے آن لائن تدریس کے ذریعے یا مقامی کمیونٹی میں دینی پروگرامز منعقد کر کے جامعہ کی تعلیم کو فروغ دیا ہے۔

10۔ کیا آپ شرعی پردہ کرتی ہیں؟

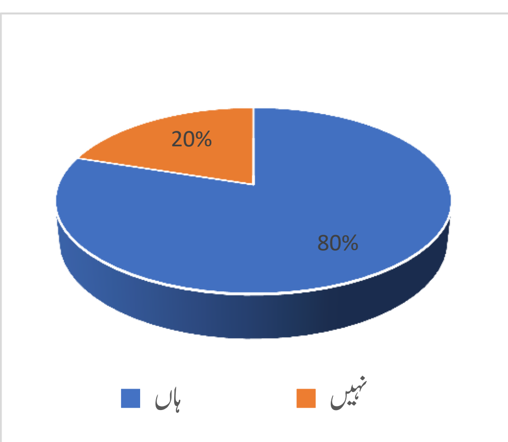

80% طالبات نے یہ بیان کیا کہ وہ شرعی پردہ کرتی ہیں، جبکہ 20% طالبات نے اس بات سے انکار کیا۔

11۔ کیا آپ اپنے اساتذہ کے اخلاقی رویوں سے مطمئن ہیں؟

90 فیصد نے ہاں میں جواب دیا اور 10 فیصد نے کہا کہ مزید نرمی اختیار کرنی چاہیے۔

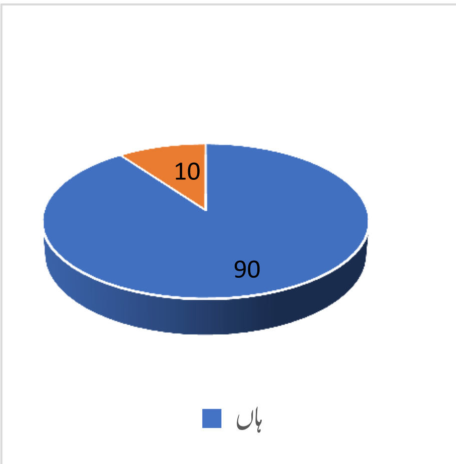

12۔ کیا اپ جامعہ میں مزید کسی بھی مثبت تبدیلی کے خواہش مند ہیں؟

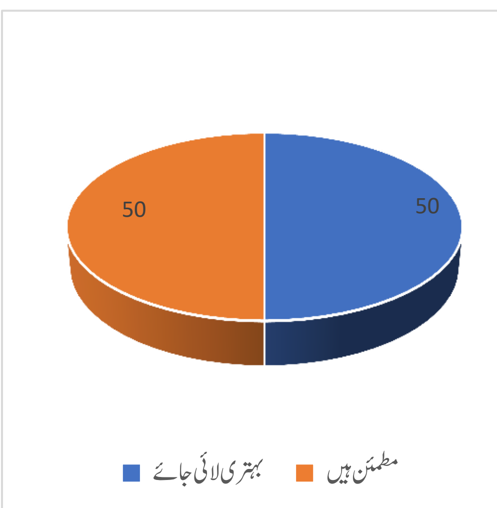

50 فیصد نے کہا کہ جامعہ میں کچھ اور بہتری لائی جائے۔ مثلاً، ایسی ورکشاپس ہوں جن سے طالبات کو عملی زندگی کے بارے میں رہنمائی ملے، جیسے کیریئر کونسلنگ یا شخصیت سازی۔ اگر جدید طریقوں سے پڑھایا جائے، جیسے پروجیکٹر یا ویڈیوز کے ذریعے، تو سمجھنا بھی آسان ہو گا۔ اس کے علاوہ، ہمیں تحقیق اور اچھی لکھائی کی تربیت بھی دی جائے تاکہ ہم آگے جا کر دینی کام بہتر طریقے سے کر سکیں۔ ان تبدیلیوں سے طالبات کو دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی مسائل کو سمجھنے میں بھی مدد ملے گی۔

تجاویز:

فارغ التحصیل طالبات کے انٹرویوز اور حاصل شدہ مشاہدات کی روشنی میں، میں یہ تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں تاکہ دینی مدارس کی تعلیمی و تربیتی خدمات کو مزید مؤثر اور دورِ حاضر سے ہم آہنگ بنایا جاسکے۔ میری رائے میں، مدارس کے نصاب میں جدید علوم اور تدریس کے مؤثر و متحرک طریقوں کو شامل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، طالبات کی بہتر رہنمائی کے لیے باقاعدہ تعلیمی و پیشہ ورانہ رہنمائی (کیریئر گائیڈنس) کے پروگرامز کا آغاز کیا جانا چاہیے۔ میں یہ بھی تجویز کرتی ہوں کہ تربیت کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لیے اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت اور طالبات کی عملی سرگرمیوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔ طالبات کو مختلف سماجی خدمات میں عملی طور پر حصہ لینے کے مواقع فراہم کیے جائیں، تاکہ وہ معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا کر سکیں۔ ساتھ ہی، شرعی پردے اور اسلامی اقدار کی پاسداری کو مضبوط بنانے کے لیے خصوصی تربیتی پروگرامز کا انعقاد کیا جانا چاہیے۔ انتظامی معاملات میں بہتری کے لیے باقاعدہ جائزہ اور اصلاحات کی پالیسی اپنائی جائے۔ آخر میں، میں یہ تجویز دینا ضروری سمجھتی ہوں کہ طالبات کی تحریری اور تحقیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے کے لیے مدارس میں مختلف مقابلے، ورکشاپس اور سیمینارز منعقد کیے جائیں تاکہ وہ علمی میدان میں اعتماد کے ساتھ آگے بڑھ سکی

فصل دوم: جامعہ آمنہ ضیاءالبنات (بریلوی مکتب فکر)

مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس

ابتداء اور ارتقاء:

دور حاضر میں بلاشبہ دینی مدارس لاکھوں طلباء کی کفالت کر رہے ہیں اور ایک سروے کے مطابق دنیا میں سب سے بڑا منظم '' فلاحی سسٹم " دینی مدارس ہیں۔ دین وملت کی خدمت کرنے والے دینی مدارس کی تعداد ویسے تو ہزاروں میں ہے۔ تاہم چند مدارس ایسے ہیں جنہیں مدارس کی ماں " کہا جائے تو بے جانہ ہوگا اور اب وہ مدارس محض ایک مدرسہ ہی نہیں ہیں بلکہ ایک تحریک کا روپ دھار چکے ہیں جو کام بڑی بڑی جماعتیں نہ کر سکیں وہ کام ایک دینی مدرسہ اکیلے ہی کر گزرتا ہے۔ انہی فیض بار، فکر آفریں، تحریک انگیز اور افراد گر دینی مدارس میں ایک سنہرا نام '' جامعہ رضویہ ضیاءالعلوم کا ہے جامعہ رضویہ ضیاءالعلوم کا آغاز شعبان المعظم 1383ھ بمطابق 1964 میں جامع مسجد سبزی منڈی راولپنڈی سے ہوا اور اس کے بانی حضرت سید غلام محی الدین شاہ سلطان پوری اور حضرت سید حسین الدین شاہ سلطان پوری ہیں۔ بانیان کے اخلاص، لگن اور تندھی کے باعث ایک کمرے سے شروع کیا جانے والا مدرسہ اب ایک تحریک کا روپ دھار چکا ہے۔ جامعہ رضویہ ضیاءالعلوم سے اس وقت ہزاروں طلباء وتشنگان علم فیض پا چکے ہیں اور اب برطانیہ، ساوتھ افریقہ، ہالینڈ، امریکہ، فرانس، بوٹسوانہ، نجی، آئر لینڈ، یو اے ای، اور سکاٹ لینڈ سمیت دنیا بھر میں تبلیغ واشاعت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں مختلف مقامات پر سینکڑوں مدارس قائم کیے جا چکے ہیں۔[1]

جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کا قیام:

یوں تو جامعہ رضویہ ضیاءالعلوم نے مختلف شعبہ جات میں دین وملت کی خدمت کا لوہا منوایا ہے تاہم جامعہ کے شعبہ خواتین " **جامعہ آمنہ ضیاءالبنات** " کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کا قیام 1993 میں جامعہ رضویہ ضیاءالعلوم کے ساتھ ملحقہ پر شکوہ بلڈنگ سیٹلائٹ ٹاون ان راولپنڈی میں ہوا۔ پہلے تعلیمی سال کا پہلا داخلہ 24 اپریل 1993 کو ہوا۔ پہلے تعلیمی سال میں کل 81 طالبات نے مختلف تعلیمی شعبہ جات میں داخلہ کیا۔ بانیان ومنتظمین جامعہ کی تعلیمی قابلیت اور تندہی ولگن کے باعث علمی حلقوں میں ادارے کی شہرت اس قدر ہوئی کہ گنجائش سے زائد درخواستیں موصول ہوئیں جس کے باعث منتظمین کو مجبوا قرعہ اندازی پر طالبات کو داخلہ دیناپڑا۔[2]

1۔ مفتی اقبال نعیمی، "جامعہ آمنہ ضیاءالبنات"، 29 مارچ 2017

2۔ ڈاکٹر قاضی معصوم الرحمن، پاکستان کے دینی مدارس، مثال پبلشر امین پور بازار فیصل آباد، صفحہ 292

جامعہ آمنہ ضاءالبنات کی وسعت اور ضرورت کے پیش نظر بانیان جامعہ نے 24 کنال پر محیط ایک قطعہ اراضی واقعہ ہمک ٹاون اسلام آباد حاصل کیا۔ اہل اسلام کے تعاون سے 30 مارچ 2001 کو اس قطعہ اراضی پر عظیم الشان بین الاقوامی وومن یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں علماء ومشائخ اور دیگر سیاسی، سماجی اور صحافتی شخصیات نے شرکت کی۔ اس قطعہ اراضی پر اس وقت عظیم الشان مسجد، 200 کمروں پر مشتمل 4 بلاکس اور عظیم الشان خیراتی ہسپتال المدینہ ہیلتھ سنٹر کی تعمیرات مکمل ہو چکی ہیں۔ 2009 میں اس نیو کمپس اسلام آباد کے تعلیمی اور رہائشی بلاکس کا افتتاح ہو چکا ہے۔ جہاں ااس وقت 9 سو کے قریب طالبات زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ آمنہ ضیاءالبنات میں اساتذہ کرام کی رہائش کا نظام بہت نفیس اور سادہ ہے چونکہ اساتذہ کرام نے اپنی زندگیاں دین کے لیے وقف کی ہیں اور سنت کے مطابق سادہ طرز زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ جامعہ آمنہ ضیاءللبنات میں کل 16 اساتذہ ہیں، جن میں سے 5 اساتذہ پانچ سال کے تجربے کی حامل ہیں اور ایک استاد ٹریننگ سیشن پر ہے۔ تمام اساتذہ کو عربی زبان پر مکمل مہارت حاصل ہے، خصوصاً عربی گرامر میں ان کی مہارت نمایاں ہے۔ ان تمام اساتذہ کی ماہانہ تنخواہ 17,000 روپے تک ہے۔ [1]

---

[1]۔ جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، تعارفی کتابچہ، صفحہ 13

محل وقوع:

جامعہ آمنہ ضیاءللبنات،اسلام آباد کے نواحی علاقے ماڈل ٹاؤن ہمک میں کہوٹہ روڈ پر واقع ہے۔ یہ ادارہ DHA فیز II کے قریب واقع ہے، جو ایک پرُسکون اور تعلیمی ماحول فراہم کرتا ہے۔ جامعہ تک رسائی مرکزی شاہراہوں کے ذریعے ممکن ہے،اور نزدیکی علاقوں سے طالبات کے لیے آمدورفت آسان ہے۔ادارے کا محلِ وقوع اس کے تربیتی مقاصد سے ہم آہنگ نظر آتا ہے، کیونکہ یہ شہری شور و غل سے دور اور علمی ماحول کے لیے موزوں جگہ پر واقع ہے۔[1]

مہتمم اعلیٰ جامعہ ضیاء البنات کا مختصر تعارف:

موجودہ مہتمم اعلیٰ پیر سید حبیب الحق شاہ صاحب ہیں جو کہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب کے چھوٹے صاحبزادے ہیں. آپ بہترین مبلغ اور محقق ہیں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد سے ایل ایل بی شریعہ اینڈ لاء کی تکمیل کی تین کتب کے مصنف ہیں شرح اربعین نووی، تحفظ ناموسِ رسالت اسلامی و عالمی قوانین، حرمت بتول۔[2]

بورڈ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان سے الحاق شدہ:

اس جامعہ کا الحاق تنظیم المدارس پاکستان کے ساتھ ہے اور تنظیم کا صوبائی مرکز یہی ادارہ ہے اس سلسلے میں تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے نصابہائے تعلیم کے مطابق نصاب تعلیم مرتب کیا گیا ہے۔[3]

اغراض و مقاصد:

دینی تعلیم کا مقصد و ہدف: دخترانِ اسلام کی تربیت کا جامع منشور:

رضائے الٰہی اور خوشنودیِ رسول ﷺ کا حصول:

اسلامی تعلیم و تربیت کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ زیرِ تعلیم دخترانِ اسلام کے دلوں کو اس پاکیزہ نیت سے منور کرنا کہ ان کی تمام کاوشیں صرف اور صرف رضائے الٰہی اور اتباعِ سنت کے لیے ہوں۔[4]

---

[1] "Jamia Amina Zia-ul-Banat, Islamabad." Wikimapia.org، مشاہدہ: 25دسمبر2024

[2] - آمنہ خان، مدرسہ معلمہ، انٹرویو، جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، 25 دسمبر2024

[3] - - جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، تعارفی کتابچہ صفحہ 15

[4] جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، تعارفی کتابچہ صفحہ 18

تعظیمِ الٰہی اور روحانیت کا فروغ:

طالبات کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، تعظیم، اور تقدیس کا گہرا شعور پیدا کیا جائے۔ انہیں عبادت، ریاضت، ذکر واذکار، اور خشوع و خضوع کی ایسی دولت سے مالا مال کیا جائے کہ وہ ایک عبادت گزار، متقی اور پرہیز گار خاتون کے طور پر اُبھر کر سامنے آئیں۔ [1]

سلف صالحین سے روحانی وابستگی:

دخترانِ اسلام کے دلوں میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہلِ بیت اطہار، ازواجِ مطہرات، اولیائے کرام، اور ائمہ وفقہاء کے مقام و مرتبہ کی معرفت پیدا کی جائے۔ ان عظیم ہستیوں سے عقیدت، محبت، اور نسبت کو دینی اقدار کا حصہ بنا کر دلوں میں روحانی نور پیدا کیا جائے۔ [2]

اخلاقِ حسنہ اور حقوق العباد کی تعلیم:

اسلامی تربیت میں اخلاقی تربیت کو اولین حیثیت حاصل ہے۔ دخترانِ اسلام کو صدق، امانت، صبر، حلم، عفو، شکر، عجز وانکساری جیسے اعلیٰ اخلاق سے مزین کیا جائے۔ ساتھ ہی حقوق العباد کی اہمیت اجاگر کی جائے تاکہ وہ ایک نفع بخش اور خیر خواہ شخصیت بن کر معاشرے میں اپنا کردار ادا کریں۔ دینی تعلیم کا مقصد صرف خود سازی نہیں بلکہ دوسروں کی اصلاح اور رہنمائی بھی ہے۔ طالبات کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ علمِ نافع، بصیرت، اور حکمت سے لیس ہو کر نہ صرف خود راہِ نجات پائیں، بلکہ دوسروں کو بھی اللہ کی رضا کی طرف بلانے والی، مہذب، اور باعمل مبلغات بنیں۔ [3]

رسول اکرم ﷺ کے مقام و مرتبہ، ان کی سنت اور سچی محبت دلوں میں جاگزیں کرنا دینی تربیت کا مرکز و محور ہے۔ طالبات کو رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو سے روشناس کروا کر عملی زندگی میں اطاعتِ رسول ﷺ کا نمونہ بنایا جائے۔ [4]

موجودہ تعلیمی صورتحال:

جامعہ آمنہ ضیاءالبنات میں نصاب کی مسلسل بہتری، تشخیص اور موثر نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے سینئر، علم دوست اسکالرز اور تجربہ کار اساتذہ پر مشتمل ایک باضابطہ اکیڈمک کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ اس کمیٹی کا بنیادی مقصد تعلیمی مواد کی نگرانی، منصوبہ بندی اور جائزہ لینے کے ایک جاری عمل کو برقرار رکھنا ہے تاکہ طلباء ایک اچھی ساخت، جامع اور قدر پر مبنی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس کمیٹی کی ذمہ داریوں میں سب سے اہم کام جامعہ کے نصابِ تعلیم پر مسلسل تعمیری و اصلاحی نظر رکھنا ہے۔ یہ کمیٹی وقتاً فوقتاً تعلیمی مواد کا تنقیدی جائزہ لیتی ہے تاکہ وہ مواد جو جدید تعلیمی تقاضوں یا طالبات کی ذہنی

---

[1] جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، تعلیمی خاکہ صفحہ 18

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] ایضاً

استعداد سے مطابقت نہیں رکھتا، اسے بہتر یا تبدیل کیا جا سکے۔ کمیٹی اس امر کو بھی یقینی بناتی ہے کہ نصاب اسلامی اقدار، علمی معیار، اور اخلاقی اصولوں کے مطابق ہو۔ مزید برآں، کمیٹی موجودہ نصاب کے نتائج کا باقاعدگی سے جائزہ لیتی ہے۔ اس میں طالب علم کی تعلیمی کارکردگی، امتحان کے نتائج، کلاس روم کی مصروفیت، اور اساتذہ کی تشخیص کا تجزیہ شامل ہے۔ ان جائزوں کی بنیاد پر، کمیٹی تعلیمی فضیلت اور تعلیمی اثرات کو بڑھانے کے لیے بہتری کی سفارش کرتی ہے۔[1]

کمیٹی کا ایک اور اہم کام تدریسی طریقہ کار کی تشکیل ہے۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ صرف نصاب کا مواد ہی کافی نہیں ہے، کمیٹی اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ موثر تدریسی حکمت عملیوں کو لاگو کیا جائے۔ ان میں انٹرایکٹو سیکھنے کی تکنیکیں شامل ہیں جیسے سوال وجواب کے سیشن، تحقیقی اسائنمنٹس، گروپ ڈسکشنز، اور عملی مشقیں، جو طلباء کی فکری اور اخلاقی طور پر نشوونما کے لیے بنائی گئی ہیں۔ مزید برآں، کمیٹی نصاب کے حقیقی نفاذ کی نگرانی کرتی ہے۔ اس میں یہ یقینی بنانا شامل ہے کہ اساتذہ نصاب کو مؤثر طریقے سے اور مقررہ وقت کے اندر فراہم کر رہے ہیں۔ کلاس روم کے دورے، پیش رفت کی رپورٹیں، اور فیکلٹی اور طلباء دونوں کے ساتھ براہ راست تعامل اس عمل کو آسان بنانے کے لیے استعمال کیے جانے والے ٹولز ہیں۔[2]

تعلیمی سال، داخلہ پالیسی، اور نئے طلبہ کی تیاری کا جامع نظام:

جامعہ آمنہ ضیاءالبنات میں تعلیمی سال کا آغاز اسلامی کیلنڈر کے مطابق شوال المکرم کے مقدس مہینے سے ہوتا ہے، جبکہ اس کا اختتام شعبان المعظم میں کیا جاتا ہے۔ اس ترتیب کا مقصد دینی نظم وضبط کے تحت تعلیمی سلسلے کو اسلامی شعائر کے ساتھ ہم آہنگ رکھنا ہے، تاکہ طالبات نہ صرف نصابی ترقی حاصل کریں بلکہ اسلامی تقویم کے ساتھ عملی وابستگی بھی قائم رکھ سکیں۔[3]

نووارد طالبات کے لیے خصوصی تربیتی اہتمام:

نئی آنے والی طالبات کے لیے جامعہ ایک خصوصی تربیتی سلسلہ شروع کرتی ہے، جو رمضان المبارک سے تقریباً 20 دن قبل منعقد کیا جاتا ہے۔ اس ابتدائی کلاس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نئی طالبات کو نماز، روزہ، اور دیگر بنیادی اسلامی احکام سے واقف کیا جائے تاکہ وہ رمضان کے بابرکت مہینے میں ان عبادات کو نہ صرف خود صحیح طور پر ادا کر سکیں بلکہ اپنے گھر اور معاشرے میں دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے سکیں۔ یہ ابتدائی تربیت جامعہ کے دینی واصلاحی مقصد کی تکمیل کی جانب ایک اہم قدم تصور کی جاتی ہے۔[4]

---

[1] ایضاً

[2] http://ziaululoom.net

[3]۔ آمنہ خان، مدرسہ معلمہ، انٹرویو، جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، 25 دسمبر 2024

[4] ایضاً۔

داخلہ کا نظام اور طریقہ کار:

جامعہ میں ہر سال یکم مئی سے 10 مئی تک نئی طالبات کی داخلہ درخواستیں وصول کی جاتی ہیں۔ان تاریخوں کا اعلان مختلف ذرائع، جیسے اخبارات، اشتہارات، اور مقامی ذرائع ابلاغ کے ذریعے کیا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ امیدواران کو آگاہی فراہم کی جاسکے۔اس عمل سے جامعہ کا شفاف، منظم، اور طالبات کے لیے سہولت بخش انتظامی نظام ظاہر ہوتا ہے۔[1]

طویل فاصلے سے آنے والے امیدواران کے لیے خصوصی انتظام:

داخلے کے دوران عام طور پر بڑی تعداد میں طالبات جامعہ سے رجوع کرتی ہیں، جس کے باعث غیر معمولی رش کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ اس ہجوم سے نمٹنے اور دُور دراز علاقوں سے آنے والی امیدواران کی سہولت کے پیشِ نظر، جامعہ ان کے سرپرستوں کو مشورہ دیتی ہے کہ وہ داخلہ فارم بذریعہ ڈاک پیشگی ارسال کریں۔اس میں طالبہ کا نام، ولدیت، تعلیمی کوائف اور دیگر ضروری معلومات شامل ہوتی ہیں۔اس پیشگی اندراج کی بنیاد پر جامعہ متعلقہ طالبات کو تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کی تاریخ سے بروقت آگاہ کرتی ہے، تاکہ وہ وقت پر جامعہ پہنچ سکیں اور داخلہ کے عمل کو آسانی سے مکمل کر سکیں۔ یہ مکمل نظام نہ صرف جامعہ آمنہ ضیاء البنات کی تنظیمی مہارت اور طلبہ دوستی پالیسی کا مظہر ہے، بلکہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ ادارہ اپنے طلبہ کے دینی، اخلاقی، اور تعلیمی ارتقاء کے لیے کس قدر سنجیدہ، منظم اور دوراندیش حکمت عملی اختیار کرتا ہے۔[2]

نظم و انتظام، مالی سہولیات:

ایک انٹرویو کے دوران آمنہ خان نے بتایا کہ جامعہ آمنہ ضیاء البنات کے تمام شعبہ جات میں تعلیم بالکل مفت فراہم کی جاتی ہے، جو اس ادارے کے فلاحی، دینی اور تعلیمی جذبے کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ صرف تعلیم ہی نہیں، بلکہ جامعہ میں اقامتی طالبات کے لیے رہائش، خوراک، اور بنیادی علاج کی سہولیات بھی مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ طلبہ و طالبات کو سال میں ایک مرتبہ لباس (پارچہ جات) بھی فراہم کیا جاتا ہے، جو ان کے اخراجات کو مزید کم کرتا ہے۔ان تمام اخراجات کو جامعہ مخیر حضرات کے عطیات، صدقات، زکوٰۃ، اور خیرات کے ذریعے پورا کرتی ہے۔ خصوصاً عام و

---

[1] آمنہ خان، مدرسہ معلمہ، انٹرویو، جامعہ آمنہ ضیاء البنات، 25 دسمبر 2024

[2] ایضاً

خوراک (لنگر) کے انتظامات زیادہ تر زکوٰۃ اور خیرات کے تحت کیے جاتے ہیں۔ تاہم، اگر کوئی صاحبِ استطاعت فرد زکوٰۃ یا صدقے کا کھانا پسند نہیں کرتا تو اسے یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے الگ سے خوراک کے اخراجات ادا کر سکتا ہے۔[1]

طلبہ کو موسم کے مطابق بستر کا انتظام خود کرنا ہوتا ہے، جو کہ ذاتی ضروریات میں شمار ہوتا ہے۔ نیز، داخلے کے وقت برتنوں اور دیگر ذاتی خدمات کے لیے معمولی فیس وصول کی جاتی ہے تاکہ ادارے کو صفائی اور نظم و نسق کے دیگر انتظامات میں سہولت میسر ہو۔ علاوہ ازیں، داخلے کے وقت ایک سیکیورٹی رقم (زرِ ضمانت) بھی لی جاتی ہے، جو تعلیمی سال مکمل ہونے کے بعد واپس کر دی جاتی ہے۔ تاہم، اگر طالبہ دورانِ سال بغیر اطلاع کے جامعہ چھوڑ دے تو یہ رقم ضبط کر لی جاتی ہے۔ اس اقدام کا مقصد طالبات میں نظم و ضبط، تسلسل اور سنجیدگی پیدا کرنا ہے۔[2]

داخلے کی شرائط و ضوابط:

نمبر شمار	شعبہ تعلیم	مدت تعلیم	تعلیمی قابلیت
1	ناظرہ قرآن	متعین نہیں	درستگی الفاظ اور صحیح قرآن ۔ (صرف آمد و رفت والوں کیلئے)
2	حفظ القرآن	اوسط تین سال	ناظرہ خواں۔ پرائمری پاس ہو
3	تجوید و قرات	اوسطاً ایک سال	مڈل پاس، حافظ ناظرہ اچھا پڑھا ہو۔
4	عالمہ فاضلہ	دو سال	میٹرک پاس
5	درس نظامی	دو سال	دو سالہ ثانویہ خاصہ کورس مکمل کیا ہو
6	دورہ حدیث	ایک سال	درجہ عالیہ کا امتحان پاس کیا ہو[3]

---

[1]۔ آمنہ خان (مدرسہ معلمہ، جامعہ آمنہ ضیاء البنات)، محققہ سے انٹرویو، 25 دسمبر 2024

[2] آمنہ خان، انٹرویو، حوالہ سابق۔

[3]۔ جامعہ آمنہ ضیاء البنات، تعلیمی خاکہ، صفحہ: 44

طالبات کیلئے عالمہ فاضلہ کا کورس چونکہ آٹھ سالہ ہے میٹرک پاس طالبہ کو دو سال کی چھوٹ مل جاتی ہے اور چھ سال میں شھادۃ العالمیۃ کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

جامعہ آمنہ ضیاء البنات میں طالبات کے داخلے کا عمل ایک منظم اور شفاف پالیسی کے تحت طے پاتا ہے، جس میں مخصوص شرائط اور قواعد کی پابندی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ اگرچہ عمومی طور پر دینی مدارس میں رسمی تقاضوں اور سخت ضوابط کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں کی جاتی، تاہم اس جامعہ میں طالبات کی فلاح اور ادارے کی تعلیمی ترتیب کو مد نظر رکھتے ہوئے داخلے کا ایک منظم نظام قائم کیا گیا ہے۔

داخلے کے وقت طالبات سے تحریری امتحان لیا جاتا ہے، جس میں اسلامیات، اردو، انگلش، اور قرآن خوانی کے مضامین شامل ہوتے ہیں، تاکہ ان کی علمی استعداد کا اندازہ لگایا جا سکے۔ طالبہ اور اس کے سرپرست کا مقصد تعلیم سے پوری طرح متفق و مطمئن ہونا۔[1]

تعلیمی سال کا آغاز شوال المکرم کے مہینے سے ہوتا ہے، جبکہ اختتام شعبان المعظم میں کیا جاتا ہے۔ نو وارد طالبات کے لیے جامعہ میں رمضان المبارک سے تقریباً 20 روز قبل خصوصی کلاسز کا آغاز کیا جاتا ہے۔ ان ابتدائی کلاسز کا مقصد طالبات کو نماز، روزہ اور دیگر بنیادی دینی احکام کی عملی تربیت دینا ہوتا ہے تاکہ وہ رمضان کی تعطیلات کے دوران نہ صرف ان احکامات پر عمل کر سکیں بلکہ دوسروں کو بھی ترغیب دے سکیں۔[2]

داخلہ کی درخواستیں ہر سال یکم مئی سے 10 مئی کے درمیان وصول کی جاتی ہیں۔ اس عمل کو سہل اور عام فہم بنانے کے لیے مختلف ذرائع ابلاغ، جیسے کہ اخبارات اور اشتہارات کے ذریعے داخلہ کی تاریخوں کا باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے تاکہ ہر سطح کی طالبات کو بروقت اطلاع فراہم کی جا سکے۔ مزید برآں، چونکہ داخلہ کے موقع پر اکثر غیر معمولی رش دیکھنے میں آتا ہے، اس لیے جامعہ ان طالبات کے سرپرستوں کو، جو دور دراز علاقوں سے تعلق رکھتی ہیں، یہ مشورہ دیتی ہے کہ وہ داخلہ فارم اور ضروری کوائف بذریعہ ڈاک جامعہ کو پیشگی ارسال کر دیں۔ اس پیشگی اقدام کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جامعہ ایسے امیدواروں کو تحریری امتحان اور انٹرویو کی تاریخ سے بروقت آگاہ کر سکے اور ان کا داخلہ آسانی سے ممکن بنایا جا سکے۔[3]

جامعہ کا طریقہ تدریس:

جامعہ آمنہ ضیاء للبنات میں تعلیم کو منظم انداز میں چار تدریجی درجات میں تقسیم کیا گیا ہے، تاکہ طالبات مرحلہ وار تعلیمی ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے دینی و عصری علوم میں مہارت حاصل کر سکیں۔ ہر درجہ کی تکمیل پر طالبات کا امتحان لیا جاتا ہے، اور کامیاب طالبات کو سند/ سرٹیفکیٹ عطا کیا جاتا ہے۔ تعلیمی درجات کی تفصیل درج ذیل ہے

- درجہ ثانویہ عامہ (میٹرک کے مساوی)— تکمیل کی مدت :ایک سال
- درجہ ثانویہ خاصہ (ایف اے کے مساوی)— تکمیل کی مدت :ایک سال

---

[1] جامعہ آمنہ ضیاء البنات، تعلیمی خاکہ، صفحہ: 44

[2] ۔ ایضا

[3] ایضاً

- درجہ عالیہ (بی اے کے مساوی)— تکمیل کی مدت :دوسال
- درجہ عالمیہ (ایم اے کے مساوی)— تکمیل کی مدت :دوسال

جامعہ آمنہ ضیاء للبنات میں تعلیم بیٹھ کر، باقاعدہ کلاس روم ماحول میں دی جاتی ہے۔تدریس کی زبانیں اردو اور عربی ہیں، جبکہ قرآن مجید کا ناظرہ، ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھائی جاتی ہے۔ اساتذہ طالبات کو باقاعدگی سے سبق سنتے ہیں، ہر کتاب کا ہوم ورک دیا اور چیک کیا جاتا ہے۔ جامعہ آمنہ ضیاء للبنات میں تدریس کا نظام نہایت منظم انداز میں ترتیب دیا گیا ہے تاکہ طالبات کو دینی اور عصری دونوں علوم کے لیے یکساں وقت میسر آ سکے۔تدریسی اوقات کی تقسیم کچھ یوں ہے کہ دن کا آغاز دوپہر 12 بجے سے ہوتا ہے، جب دینی تعلیمات کی بنیادی کلاسز منعقد کی جاتی ہیں۔اس کے بعد نمازِ ظہر کی ادائیگی کے فوراً بعد عصری مضامین (اسکول سسٹم) کی کلاسز کا آغاز ہوتا ہے۔شام کو نمازِ مغرب کے بعد سے رات 9 بجے تک عمومی مطالعہ، دہرائی اور اسباق کی تیاری کا وقت مقرر ہے۔اس کے بعد طالبات کو نماز، کھانے اور آرام کے لیے فارغ وقت دیا جاتا ہے تاکہ وہ جسمانی و ذہنی طور پر تازہ دم ہو کر اگلے دن کی تعلیمی سرگرمیوں کے لیے تیار ہو سکیں۔[1]

امتحانی پرچہ جات اور شرائط کامیابی:

جامعہ آمنہ ضیاء برائے طالبات میں امتحانی نظام کو مربوط اور منظم انداز میں ترتیب دیا گیا ہے جس کی نگرانی ایک تعلیمی کمیٹی کرتی ہے۔ کمیٹی اساتذہ کی تقرری،امتحانی قواعد کی تشکیل، زبانی اور تحریری امتحانات کے انعقاد اور دیگر متعلقہ امور کی ذمہ دار ہے۔یونیورسٹی میں طالبات کے سالانہ امتحانات شعبان المعظم کے مہینے میں میں تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے تحت منعقد ہوتے ہیں، جن میں مختلف درجات جیسے ابتدائیہ (پرائمری)، متوسطہ،ثانویہ عامہ (میٹرک)،ثانویہ خاصہ (ایف اے)، عالیہ (بی اے)،اور عالمیہ (ایم اے) شامل ہیں۔ امتحانی نظام دو مراحل پر مشتمل ہے: ششماہی اور سالانہ امتحان۔سالانہ امتحان میں صرف وہی طالبات حصہ لے سکتی ہیں جنہوں نے ششماہی امتحان پاس کیا ہو یا کسی معقول وجہ سے غیر حاضری کی پیشگی اجازت حاصل کی ہو۔ایسی طالبات جو سالانہ امتحان میں 50% نمبر حاصل کرنے سے قاصر ہوں یا دونوں امتحانات میں غیر حاضر رہیں انہیں فیل سمجھا جاتا ہے اور وہ اگلی کلاس میں نہیں بیٹھ سکتیں۔ سوالیہ پرچے مقررہ نصاب کے مطابق تیار کیے جاتے ہیں اور طلبہ کی عمومی ذہنی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ہر مضمون کے پرچے میں 100 نمبر ہوتے ہیں،اور کامیابی کے لیے کم از کم 50% نمبر درکار ہوتے ہیں۔20 اضافی نمبران طلباء کو بھی دیئے جاتے ہیں جو تعلیمی سرٹیفکیٹ جاری کرتے وقت یونیورسٹی کے ضوابط کی تعمیل کرتے ہیں۔[2]

---

[1]- جامعہ آمنہ ضیاء البنات، **پروسپیکٹس**، صفحہ: 40

[2]- ایضا

طالبات ضیاءالبنات کے شب و روز:

ارشاد باری تعالیٰ ہے :"وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا -"[1] لہٰذا جامعہ ضیاءالبنات کی طالبات کا روزمرہ نظامِ زندگی ایک منظم، باقاعدہ اور ہمہ جہت دینی و تعلیمی تربیت پر مشتمل ہے، جو ان کی روحانی، علمی اور اخلاقی نشوونما کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مدرسہ معلمہ آمنہ خان نے انٹرویو میں بتایا طالبات کا دن نمازِ فجر سے شروع ہوتا ہے، جس کے فوراً بعد انفرادی طور پر تلاوتِ قرآن مجید اور اذکار و دعاؤں میں مشغول ہونے کا ماحول فراہم کیا جاتا ہے، جو ان کے روحانی تعلق کو مضبوط کرنے میں مدد دیتا ہے۔ فجر کے بعد درسِ قرآن یا حفظِ قرآن کی مشق کا آغاز ہو جاتا ہے، جہاں وہ اپنے اسباق کو دہرائی اور مضبوطی سے یاد کرنے میں مصروف ہوتی ہیں۔ تقریباً 7:30 بجے سے لے کر 8:00 بجے تک طلبہ کو اپنے حفظ کے نئے اسباق کے لیے تیاری کا موقع دیا جاتا ہے، جبکہ اس کے بعد باقاعدہ تعلیمی اوقات کا آغاز ہوتا ہے، جو دوپہر 12:00 بجے تک جاری رہتے ہیں۔ ان اوقات میں مختلف درجات کی کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر، تجوید، عربی زبان و ادب اور دیگر دینی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہر کلاس کے لیے متعین اساتذہ مقرر ہوتے ہیں جو طالبات کی تعلیمی رہنمائی اور علمی تربیت میں بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد ظہر کی نماز کا وقفہ ہوتا ہے، جس کے ساتھ ساتھ کھانے اور آرام کا وقت بھی شامل ہوتا ہے تاکہ طالبات جسمانی و ذہنی طور پر تازہ دم ہو سکیں۔ عصر سے مغرب تک کا وقت مطالعہ، سبق کی دہرائی اور دیگر اصلاحی مشاغل کے لیے مخصوص ہوتا ہے، جہاں طالبات اپنی کمزوریوں پر قابو پانے اور مزید بہتری کے لیے محنت کرتی ہیں۔ مغرب کے بعد خصوصی تربیتی نشستیں منعقد ہوتی ہیں جن میں نیکی کی رغبت، گناہوں سے بچاؤ، محاسبۂ نفس، اجتماعی دعا، اور وعظ و نصیحت پر مشتمل بیانات شامل ہوتے ہیں۔ یہ تمام سرگرمیاں طالبات کی ہمہ جہتی تربیت کا حصہ ہیں جو نہ صرف انہیں علم دین میں مہارت دیتی ہیں بلکہ ان کے کردار، فکر، نظم و ضبط، اور اسلامی اقدار سے وابستگی کو بھی مضبوط بناتی ہیں۔ جامعہ ضیاءالبنات کا یہ تربیتی نظام طالبات کو محض تعلیمی درجے تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ان کی شخصیت سازی، اخلاقی تربیت، اور روحانی بالیدگی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے، جو انہیں معاشرے میں باوقار، باعلم اور باعمل مسلمان خواتین کے طور پر سامنے لانے میں مدد فراہم کرتا ہے۔[2]

نمازِ عصر کے بعد طالبات کو غیر نصابی سرگرمیوں کے لیے مختصر وقفہ دیا جاتا ہے تاکہ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر تازہ دم ہو سکیں۔ اس وقفے کا مقصد طالبات کی مجموعی نشوونما اور تعلیمی کارکردگی میں بہتری لانا ہے۔ نمازِ مغرب کے فوراً بعد طالبات کو شام کا کھانا فراہم کیا جاتا ہے، جس کے بعد وہ

---

[1] طٰہٰ: 114

[2] آمنہ خان (مدرسہ معلمہ، جامعہ آمنہ ضیاءالبنات)، محققہ سے انٹرویو، 25 دسمبر 2024۔

دوبارہ تعلیمی ماحول میں واپس آجاتی ہیں۔اس وقت کو وہ آئندہ دن کے اسباق کی تیاری اور منزل کی دہرائی کے لیے مخصوص کرتی ہیں۔ یہ مطالعہ و دہرائی کا سلسلہ عام طور پر رات 9 بجے سے 9:30 بجے تک جاری رہتا ہے۔[1]

اس پورے شیڈول کی نگرانی خود محترمہ بنت سید امانت شاہ کرتی ہیں اور سردیوں یا گرمیوں کے موسم کے مطابق معمولات اور ٹائم ٹیبل میں مناسب تبدیلیاں کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ ہر ہفتے بعد نماز عشاء ختم قادریہ شریف اور حلقہ ذکر کا خصوصی اہتمام بھی جامعہ کی روحانی فضا کو مزید تقویت بخشتا ہے۔[2]

اوقات ملاقات:

جامعہ آمنہ ضیاءالبنات میں ملاقات، رخصت اور حاضری سے متعلق ضوابط کو اس طرح سے مرتب کیا گیا ہے کہ طالبات کی تعلیم، نظم وضبط، اور ادارے کے سکون کو یقینی بنایا جاسکے۔ ملاقات کے لیے مخصوص اوقات مقرر کیے گئے ہیں: ہفتہ کے دن دوپہر 12 بجے سے نمازِ عصر تک اور اتوار کے دن صبح 9 بجے سے نمازِ عصر تک۔ ملاقات کی اجازت صرف انہی رشتہ داروں کو دی جاتی ہے جن کی تصاویر پہلے سے ادارے میں جمع کرائی گئی ہوں۔ طالبات کو سختی سے ہدایت کی جاتی ہے کہ بلا اشد ضرورت ناغہ کرنے سے گریز کریں۔اگر کسی طالبہ کو بیماری کی صورت میں گھر جانا پڑے، تو وہ فون پر رخصت حاصل کر سکتی ہے، لیکن صرف دفتری عملہ ہی فون استعمال کرنے کا مجاز ہے، اور کال کرنے والے کا نام درج کرنا لازمی ہوتا ہے۔ اگر طالبہ کو ایک دن سے زیادہ کی رخصت درکار ہو تو درخواست روانہ کرنا ضروری ہے اور واپسی پر ڈاکٹری سرٹیفکیٹ ساتھ لانا لازم ہے۔[3]

انہوں نے مزید بتایا کہ اگر کوئی طالبہ چھ دن لگاتار یا سات دن متفرق غیر حاضری کرے تو اس کا نام ادارے سے خارج کر دیا جاتا ہے، اور دوبارہ داخلے کی صورت میں فیس دوبارہ وصول کی جاتی ہے تاکہ طالبات کو پابند کلاس رکھا جاسکے۔ چونکہ جامعہ شہری آبادی سے کافی فاصلے پر واقع ہے، اس لیے ملاقات اور رخصت کے مقررہ اوقات کی پابندی بہت ضروری ہے۔اس کی خلاف ورزی کی صورت میں دور دراز سے آنے والے والدین اور سرپرستوں کو غیر ضروری پریشانی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔[4]

---

[1] آمنہ خان، انٹرویو، حوالہ سابق۔

[2] ۔ ایضاً۔

[3] ایضاً

[4] آمنہ خان (مدرسہ معلمہ، جامعہ آمنہ ضیاءالبنات)، محقق سے انٹرویو، 25 دسمبر 2024۔

رخصت اور دیگر ضوابط:

تحقیقی مشاہدے کے دوران جامعہ آمنہ ضیاء البنات، اسلام آباد میں طالبات کی رخصت، نظم و ضبط، اور عمومی ضوابط سے متعلق اہم نکات سامنے آئے۔ دارالاقامہ میں مقیم طالبات کو ہر دو ہفتے بعد گھر جانے کی اجازت دی جاتی ہے، تاہم یہ اجازت مخصوص شرائط سے مشروط ہوتی ہے۔ طالبہ صرف اپنے نامزد اور شناخت شدہ رشتہ دار کے ہمراہ ہی گھر جاسکتی ہے، جو نہ صرف اس کی شناخت کا ذمہ دار ہوتا ہے بلکہ مقررہ وقت پر واپسی کو بھی یقینی بنانا اس کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔ ادارے کی جانب سے طالبات پر شرعی احکام اور اسلامی آداب کی مکمل پابندی لازم قرار دی گئی ہے۔ لباس اسلامی انداز کا ہونا ضروری ہے، اور کسی بھی غیر شرعی آرائش، بالخصوص چمکدار دوپٹے اور فیشن زدہ انداز کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بازار جانے پر مکمل پابندی عائد ہے، البتہ ضروری اشیاء ناظمہ کی وساطت سے خادمہ کے ذریعے منگوائی جاسکتی ہیں۔ مزید برآں، طالبات کے خطوط کی ترسیل و وصولی کا نظام بھی ادارہ کے کنٹرول میں ہے، جہاں تمام ڈاک ناظمہ کے توسط سے سنبھالی جاتی ہے، اور ادارہ کو خطوط سنسر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ مقامی یا بیرونی طالبات کو خود سے ڈاک بھیجنے یا پیغامات پہنچانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ تحقیقی مشاہدے میں یہ بھی معلوم ہوا کہ ادارہ میں اساتذہ، عملہ، اور تدریسی کتب کے احترام کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ طالبات کو باہمی اخلاق، رواداری اور محبت کے ماحول میں رہنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ کسی قسم کی شکایت کی صورت میں طالبات کو ناظمہ یا معلمات سے رجوع کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے۔ کوئی بھی طالبہ کسی دوسری کے خلاف خود کوئی تادیبی قدم اٹھانے کی مجاز نہیں۔[1]

ادارے کی ناظمہ کا فیصلہ حتمی تصور کیا جاتا ہے، اور کسی بھی خلاف ورزی یا تعلیمی غفلت پر تادیبی کارروائی کا مکمل اختیار ادارہ کو حاصل ہے۔ علاوہ ازیں، ناظمہ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً تعلیمی معیار کی بہتری اور ادارہ کے نظم و نسق کو مزید مؤثر بنانے کے لیے نئے ضوابط مرتب اور نافذ کرسکے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جامعہ آمنہ ضیاء البنات، "ادارہ ضیاء العلوم رجسٹرڈ راولپنڈی" کا ذیلی ادارہ ہے، اس لیے اس کے تمام انتظامی و تدریسی امور مرکزی ادارے کے قواعد و ضوابط کے مطابق سرانجام دیے جاتے ہیں۔[2]

اشیائے ضروریات:

میری تحقیق کے دوران جامعہ آمنہ ضیاء البنات اسلام آباد میں تعلیمی سہولیات اور مالی اخراجات سے متعلق ایک جامع فلاحی نظام سامنے آیا۔ ادارے کی انتظامیہ نے تعلیم و تدریس، صبح کے ناشتے، دوپہر کے کھانے، رہائش اور بنیادی علاج معالجے کو طالبات کے لیے بالکل مفت مہیا کیا ہے، اور ان تمام سہولیات کے اخراجات ادارہ خود برداشت کرتا ہے۔ تاہم، داخلہ کے وقت ہر طالبہ سے محض پچاس (50) روپے بطور داخلہ فیس وصول کیے جاتے ہیں۔ خدمت گزار عملے کی اعزازیہ کی مد میں معمولی ماہانہ فیس لی جاتی ہے: درسِ نظامی کی طالبات سے پچیس (25) روپے اور شعبہ تحفیظ القرآن کی طالبات سے پندرہ (15) روپے ماہانہ۔ مالی طور پر کمزور یا نادار گھرانوں کی بچیوں کو ان فیسوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے، اور ان کے لیے ادارہ، پرنسپل

---

[1] ایضاً۔

[2]۔ آمنہ خان (مدرسہ معلمہ، جامعہ آمنہ ضیاء البنات)، محقق سے انٹرویو، 25 دسمبر 2024۔

(ناظمہ ادارہ) کی سفارش پر نصابی کتب اور اسٹیشنری کی مد میں مالی معاونت بھی فراہم کرتا ہے۔ ادارہ نے صحت وصفائی سے متعلق بھی واضح اصول مقرر کر رکھے ہیں۔ طالبات کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ رہائشی کمروں کی صفائی ستھرائی کو یقینی بنائیں، اور کوڑا کرکٹ یا فضلہ جات کو مقررہ جگہ کے علاوہ کہیں نہ پھینکیں۔ ادارے کی املاک کو نقصان پہنچانے کی صورت میں اس کا ازالہ متعلقہ طالبہ سے کروایا جاتا ہے۔[1]

علاج کے ضمن میں ادارے کا مقرر کردہ ڈاکٹر بنیادی طبّی امداد فراہم کرتا ہے، تاہم اس کے علاوہ کسی بھی اضافی طبّی اخراجات کی ذمہ داری طالبہ یا اس کے سرپرست پر عائد ہوتی ہے۔ ادارے کا بنیادی مقصد دنیاوی ملازمتوں کی فراہمی نہیں بلکہ اصلاح و تربیت اور اسلامی تبلیغ کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔ انتظامیہ اس بات پر زور دیتی ہے کہ والدین اور سرپرست طالبات کے داخلے سے قبل اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کریں، کیونکہ اس راہ میں کئی چیلنجز اور قربانیاں درکار ہو سکتی ہیں۔ تاہم، یہ راستہ دین و دنیا دونوں کی کامیابی کی جانب رہنمائی کرتا ہے، اور اسی مقصد کے حصول کو ادارہ اپنی ترجیح قرار دیتا ہے۔[2]

[1]۔ آمنہ خان، محققہ سے انٹرویو۔

[2] ایضاً۔

مبحث دوم: نصاب و نظام

نصاب درجہ حفظ القرآن (درجہ ابتدائیہ پرائمری)

سال اول	قرآن مجید	درستگی تلفظ، 8 پارے حفظ	بعد فجر و مغرب
	دینیات	شش کلمہ، ایمان مفصل، مجمل، نماز	بعد از نماز ظہر
	لکھائی اردو	قاعدہ (رحمانی) قاری عبد الرحمن شجاع آبادی	
سال دوم	قرآن مجید	10 پارے حفظ مع منزل وہرائی	بعد فجر و مغرب[1]
	دینیات	تعلیم الاسلام (علامہ مفتی جلال الدین امجدی)	بعد از نماز ظہر
	لکھائی اردو	ہمارا اسلام (مفتی محمد خلیل خان)	
سال سوم	قرآن مجید	بقیہ حفظ کی تکمیل و گردان	بعد فجر و مغرب
	دینیات	عقائد ضیائیہ، عبارت نویسی، مناظرہ کی تیاری	بعد از نماز ظہر
	لکھائی اردو	احادیث و فضائل و اخلاقیات	

(نوٹ) شعبہ حفظ کی طالبات کا پرائمری پاس ہونا ضروری ہے اور دوران حفظ مڈل تک تیاری بھی کروائی جاتی ہے۔ درجہ حفظ القرآن سے فراغت کے بعد طالبات کا سکول میں حفظ کی سند کی بنیاد پر (مڈل) یعنی آٹھویں میں داخلہ ہو سکے گا۔

1۔ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

نصاب درجہ ثانویہ عامہ (میٹرک) سال اول

نمبر	علوم فنون	نصابی کتب
1۔	قران مجید (ترجمہ)	سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ (لفظی و بامحاورہ ترجمہ)
2۔	تجوید و قرات	علم تجوید سورۃ الفجر تا سورۃ الناس
3۔	حدیثِ نبوی	اربعین نووی (حدیث مبارکہ کا ترجمہ و تشریح مع حفظ)
4۔	عربی ادب	فیض الادب، اول و دوم
5۔	صرف	علم الصرف
6۔	نحو	علم النحو (قواعد کا اجراء و ترکیب)
7۔	انگلش	انگلش (میٹرک)
8۔	ریاضی	ریاضی (میٹرک)
9۔	سائنس	جنرل سائنس (میٹرک)
10۔	مطالعہ پاکستان	مطالعہ پاکستان (میٹرک)[1]

نصاب درجہ ثانویہ عامہ (میٹرک) سال دوم

نمبر	علوم فنون	نصابی کتب
1۔	قران مجید	سورۃ ال عمران، سورۃ النساء (لفظی و بامحاورہ ترجمہ (
2۔	حدیث نبوی	ریاض الصالحین

---

[1]۔ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

3۔	عقائد	سنی بہشتی زیور (حصہ اول)
4۔	فقہ	سنی بہشتی زیور (حصہ دوم، سوم، چہارم)
5۔	صرف	تعلیم الصرف (از ابتدا تا آخر باب سوم)
6۔	نحو	نعیم التحریر
7۔	عربی ادب	مطالعۃ العربیہ (میٹرک)

نصاب درجہ ثانویہ خاصہ (ایف اے) سال اول

نمبر	علوم فنون	نصابی کتب
1۔	قرآن مجید	ترجمہ سورۃ المائدہ، سورۃ الانعام، سورۃ الاعراف
2۔	تجوید و قرات	احسن التجوید
3۔	حدیث نبوی	ریاض الصالحین (باب الوصیۃ بالنساء تا آخر باب نہی عنہ تولیف الامارۃ والقضاء)
4۔	عقائد	عقائد و مسائل (اردو)
5۔	فقہ	نور الایضاح
6۔	اصول فقہ	تلخیص اصول الشاشی
7۔	صرف	علم الصیغہ، خاصیت الابواب
8۔	نحو	تفہیم نحو، شرح مائۃ عامل (مسائل بغیر ترتیب)
9۔	عربی ادب	حدیقۃ الادب (ایف اے) حصہ اول

نصاب درجہ ثانویہ خاصہ (ایف اے) سال دوم

نمبر	علوم فنون	نصابی کتب
1۔	قرآن مجید	ترجمہ سورۃالانفال، سورۃالتوبہ، سورۃیونس، سورۃھود
2۔	اصولِ تفسیر	مقدمہ تفسیر نعیمی
3۔	حدیثِ نبوی	ریاض الصالحین (از کتاب الادب تاآخر باب استحباب مصافحہ)
4۔	اصولِ حدیث	اصولِ حدیث
5۔	فقہ	مختصر القدوری (از ابتدا تاآخر کتاب الحج)
6۔	اصول فقہ	منہاج اصول فقہ
7۔	نحو	ہدایۃ النحو، شرح مائتہ عامل (اجرائے ترکیب، از اول تا آخر نوع الثالث)
8۔	منطق	تعلیم المنطق
9۔	عربی ادب	حدیقۃ الادب حصہ دوم (ایف اے)
10۔	سیرت	سیرتِ رسول عربی (از باب اول تاآخر باب پنجم)
11۔	تاریخِ اسلام	تذکرہء خلفائے راشدین[1]

[1]۔ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

نصاب تعلیم الشہادۃ العالیہ (بی اے) سال اول

نمبر	علوم فنون	کتب و تفصیلی ابواب
1۔	تفسیر القرآن الکریم	سورۃ النور، سورۃ الفرقان (مکمل) از تفسیر جلالین شریف
2۔	علوم القرآن	علم القرآن (باب اول، دوم، سوم)
3۔	حدیث نبوی	مشکوۃ المصابیح اول (کتاب ایمان، علم، الجنائز، دعوات، فضائل القرآن، باب لیلۃ القدر)
4۔	اصولِ حدیث	مقدمہ مشکوۃ المصابیح از شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
5۔	فقہ	مختصر القدوری (از باب کتاب البیوع تا آخر باب الصف)
6۔	عقائد	بہار شریعت حصہ اول
7۔	اصولِ فقہ	اصول الشاشی (کتاب اللہ، سنت رسول اللہ)
8۔	عربی ادب	قصیدہ بردہ شریف، مقامات حریری (پہلے تین مقامے)
9۔	بلاغت	تفہیم البلاغہ

نصاب تعلیم الشہادۃ العالیہ (بی اے) سال دوم

نمبر	علوم فنون	کتب و تفصیلی ابواب
1۔	تفسیر القرآن	تفسیرِ جلالین (سورۃ الاحزاب، سورۃ الفجر تا 30 ویں پارہ کا نصفِ آخر)
2۔	حدیثِ نبوی	مشکوۃ المصابیح ثانی (کتاب الاداب، الرقاق، ملحلہ اکلہ، عقیقہ، اطعمہ، ضیافت، لباس، معجزات و کرامات)
3۔	اصولِ حدیث	تیسیر مصطلح الحدیث

4۔	فقہ	بہارِ شریعت حصہ (خطر واباحت)، فقہ حنفی اور حدیثِ رسول
5۔	اصولِ فقہ	اصول الشاشی (اجماع امت و قیاس)
6۔	فرائض	اصول میراث (از ابتدا آخر باب الرد)
7۔	بلاغت	دروس البلاغہ (مکمل)[1]

نصاب تعلیم درجہ عالمیہ سال اول (ایم اے)

نمبر	علوم فنون	کتب و تفصیلی ابواب
1۔	عقائد و کلام	عقائد نسفی، الحق المبین
2۔	سراجی	از ابتدا تا آخر باب الرد
3۔	ہدایہ رابع ثانی	کتاب النکاح، الطلاق تا آخر باب نفقاء
4۔	مسندِ امام اعظم	کتاب الایمان والاسلام والقدر والشفاعۃ، کتاب العلم
5۔	آثار السنن	باب استقبال القبلہ تا آخر ابواب صلاۃ الوتر، ابواب الجنائز تا آخر کتاب
6۔	مؤطا امام مالک	کتاب العقیقہ، کتاب الرضاع، کتاب الحدود
7۔	مؤطا امام محمد	از ابتدا تا آخر کتاب زکوۃ
8۔	تذکرۃ المحدثین	مکمل (مختصر تعارف علم حدیث و محدثین اور اصطلاحات)

نصاب تعلیم درجہ عالمیہ سال دوم (ایم اے)

نمبر	علوم فنون	کتب و تفصیلی ابواب
1۔	صحیح بخاری	باب بدء الوحی، کتاب الھبہ، کتاب المناقب

---

[1]۔ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

2۔	صحیح مسلم	کتاب الایمان، کتاب الحج، کتاب الرضاع، کتاب اللعان
3۔	جامع ترمذی	ابواب الاطعمہ، ابواب الاشربہ، الشمائل النبویہ
4۔	سنن ابی داؤد	کتاب الوصایا، کتاب الایمان والنذر، ابواب الفتن، کتاب السنہ
5۔	سنن نسائی	کتاب النکاح، کتاب الزینتہ من السنن الفطرۃ
6۔	سنن ابن ماجہ	باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ تا آخر باب من سئل عن علم فلتمہ، باب ثواب القران تا آخر ابواب الدعا، باب الامر بالمعروف ونھی عن المنکر، ابواب الزھد تا آخر کتاب
7۔	شرح معانی الاثار	باب التکبیر عند الرکوع والسجود و رفع الیدین، باب الوتر، کتاب الطلاق (مکمل)[1]

نوٹ: جامعہ میں درس نظامی میں داخلہ لینے کے بعد پہلے سال میں تجوید اور قرت کا کورس کروایا جاتا ہے اور امتحان کے بعد باقاعدہ قابلیت کی جانچ پڑتال کر کے تنظیم المدارس کا امتحان دلوایا جاتا ہے۔

نصاب تجوید وقرأت

نمبر	**علوم فنون**	**کتب و تفصیلی ابواب**
1۔	تجوید وقرات	احسن التجوید
2۔	حرر و اجراء	حرر پانچ پارے (تمام پاروں میں قواعد کا اجراو مشق)
3۔	ترتیل	منتخب ایات اور رکوعات کی ترتیل کے ساتھ مشق (30)تا(40)
4۔	قاعدہ	رحمانی قاعدہ (قاری عبدالرحمن شجاع آبادی)

[1] ۔ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

5۔ ختم شریف مکمل[1]

جامعہ کا نظام تعلیم:

شعبہ جات:

شعبہ حفظ وناظرہ:

آمنہ خان، معلمہ جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، انٹرویو کے دوران شعبۂ حفظ و ناظرہ کے بارے میں بتاتی ہیں کہ یہ شعبہ طالبات کو قرآنِ کریم کی درست اور رواں تلاوت کے ساتھ ساتھ مکمل حفظ کی تربیت فراہم کرتا ہے۔قرآن کریم دین اسلام کی بنیاد اور مسلمانوں کی زندگی کا راہنما ہے۔ جیسا کہ قران پاک میں ارشاد باری تعالی ہے :" قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۔"[2] لہٰذا جامعہ میں شعبہ ناظرہ وحفظ قرآن (بنات) کے تحت ناظرہ اور حفظ کی تعلیم اعلیٰ معیار کے ساتھ فراہم کی جاتی ہے۔جامعہ میں حفظ القرآن کے مستقل شعبہ کا اجراء کیا گیا اور محترمہ گلناز حیات و محترمہ ممتاز حیات کو اسکی تدریس کے فرائض سونپے گئے۔اس شعبہ کا مقصد طالبات کو قرآن کریم حفظ کرانا اور انہیں اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی تربیت دینا ہے۔ مختصر عرصے میں اس شعبہ نے خاطر خواہ ترقی کی پہلے ہی سال کثیر طالبات نے شعبہ حفظ القرآن میں داخلہ لیا اور اب تک سینکڑوں طالبات عظیم مادر علمی کے زیر سایہ حفظ کر چکی ہیں اور تقریبا 70 سے زائد طالبات استفادہ کر رہی ہیں تعلیمی مراحل شعبہ ناظرہ وحفظ قرآن میں طالبات کو پہلے ناظرہ قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے، جس کے بعد حفظ قرآن کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔تربیت یافتہ اساتذہ طالبات کی رہنمائی کرتے ہیں اور انہیں ہر دن مخصوص حصے کا حفظ کرواتے ہیں۔اس دوران طالبات کے تلفظ، تجوید، اور مخارج کی درستگی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔[3]

شعبہ تجوید وقرات:

تحقیق کے دوران یہ مشاہدہ کیا گیا کہ جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد میں دورۂ تفسیر و تجوید کا باقاعدہ اور منظم اہتمام کیا جاتا ہے۔اس دورے کا مقصد طالبات کو قرآنِ مجید کی تفسیر، اس کے معانی و مفاہیم، اور تجوید کے اصولوں سے گہری آگاہی فراہم کرنا ہے۔ تعلیمی سرگرمیوں میں یہ پہلو نمایاں طور پر شامل ہوتا ہے کہ قرآن کی آیات کو نہ صرف زبانی طور پر یاد کیا جائے بلکہ ان کے پسِ منظر، سیاق وسباق، اور فقہی واخلاقی مضامین کو بھی سمجھا جائے جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کے آغاز کے ساتھ ہی قرآن پاک کو صحیح طریقے کے ساتھ پڑھنے کے لئے اور اس کے رموز واو قاف جاننے کے لئے قراء

---

[1] تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

[2] القرآن المجید، سورۃ یوسف، آیت نمبر 108۔

[3] آمنہ خان، مدرسہ معلمہ، انٹرویو، جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، 25 دسمبر 2024

عظام کی خدمات حاصل کی گئی لیکن اس وقت اس شعبے کو مستقل طور پر الگ حیثیت حاصل نہ ہو سکی اگرچہ طالبات کو با قاعدہ امتحان لینے کے بعد سند کا اجراء کیا جاتا رہا۔ درج ذیل قراء عظام نے اس شعبہ میں خدمات پیش کیں۔

قاری محمد صادق ضیائی صاحب

قاری محمود الحسن صاحب ودیگر۔

2004ء میں اس شعبہ کو مکمل طور پر مستقل حیثیت حاصل ہو گئی الثانویۃ الخاصۃ سال اول (ایف اے میں داخلہ لینے والی طالبات کو با قاعدہ تجوید وقراءت کا کورس کروایا جاتا ہے اور با قاعدہ طور پر شیڈول کے مطابق تیاری کے بعد امتحان لیا جاتا ہے اور با قاعدہ سند کا بھی اجراء کیا جاتا ہے اب تک 1000 طالبات اس شعبہ سے فیض یاب ہو چکی ہیں اور تقریباً 160 سے زائد طالبات اس وقت بھی مستفید ہو رہی ہیں۔ اس وقت جناب قاری محمد امین صاحب شعبہ تجوید وقراءت کے فرائض بخوبی سرانجام دے رہے ہیں جو جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے ہی سند یافتہ ہیں۔ [1]

شعبہ درس نظامی:

دینی علوم کے پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ دورِ نبوی سے چلا آ رہا ہے۔ تاہم طریقہ تدریس اور نظامِ تعلیم میں وقت کے ساتھ تبدیلی ہوتی رہی ہے، درسِ نظامی بارہویں صدی کے مشہور عالم ملا نظام الدین سہالوی سے منسوب طریقہ تدریس، نصابِ تعلیم و نظامِ تدریس ہے جو ملا نظام الدینؒ نے مشرق کی دینی درسگاہوں کے لیے تیار کیا تھا، یہ عربی و دینی علوم پر مشتمل آٹھ سالہ نصاب ہے۔ اس میں بیس علوم وفنون کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں جن میں صرف نحو، منطق، مناظرہ، حکمت، بلاغت، ھیئت، ہندسہ، ادب عربی، فقہ، اصول فقہ، کلام وعقائد، تفسیر، اصول تفسیر، علوم القرآن، حدیث، اصول حدیث، علوم الحدیث، سیرت، تاریخ جیسے علوم وفنون شامل ہیں۔ مذکورہ بالا فنون وعلوم پر مشتمل جامع نصاب اگرچہ عرصہ دراز سے مختصر تھا لیکن گورنمنٹ لیول کے برابر منظوری کروانے کے لئے اس کا دورانیہ طویل کر دیا گیا ہے۔ عورتوں کی کئی ذاتی مجبوریوں کے باعث "جامعہ آمنہ ضیاء البنات" میں چھ سالہ درس نظامی کے کورس کو مرتب کیا گیا ہے۔ میٹرک کے بعد ڈائیریکٹ "الثانویۃ الخاصہ میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ اس کا متبادل انتظام جامعہ کی دوسری برانچ جامعہ آمنہ ضیاء اللبنات ڈی بلاک سیٹلائیٹ ٹاؤن میں کیا گیا ہے جہاں میٹرک سے کم دنیاوی تعلیم رکھنے والی طالبات کو الثانویۃ العامۃ سال اول میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ الغرض یہ اتنا جامع اور محنت طلب نصاب ہے جن طالبات نے اس پر دسترس حاصل کر لی وہ یگانہ روزگار بن گئیں اس نصاب کی جامعیت کی وجہ سے اہلِ علم کا کہنا ہے کہ اس کا ماہر کسی ایک مضمون میں نہیں بلکہ کئی مضامین وعلوم میں تخصص کرتا ہے۔ [2]

---

[1]۔ جامعہ آمنہ ضیاء البنات، تعلیمی کتابچہ صفحہ: 26

[2] ایضاً۔

جامعہ آمنہ ضیاء البنات کی بنیاد کے ساتھ ہی شعبہ درس نظامی کا آغاز بھی کر دیا گیا اور تھوڑے ہی عرصے میں علم و عرفاں کی چمکتی ہوئی درخشندہ ستاروں کی خدمات حاصل کرلی گئیں ابتداء محترمہ سمعیہ بتول محترم راشدہ، محترمہ بتول صاحبہ نے تدریسی فرائض سرانجام دیناشروع کیسے بدلتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ ساتھ دیگر قابل دختر اساتذہ کا تقرر عمل میں لاناشروع کر دیا گیا جن میں معلمہ صفور اصاحبہ، معلمہ ثمینہ رانی صاحبہ، رقیہ عنایت، بتول بی بی وغیرہ شامل ہیں ہر سال طالبات کی تعداد کے ساتھ ساتھ اساتذہ و معلمات کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ آغاز جامعہ میں ابتدائی درجے میں داخلے کا تناسب بہت کم ہوا کرتا تھا۔ آج سال اول کا داخلہ ڈیڑھ سو سے زائد ہوتا ہے۔ سال اول و دوم میں تقریباً تین تین سیکشن بنائے جاتے ہیں چالیس تا پینتالیس طالبات زیر تعلیم ہوتی ہیں درجہ عالیہ سال اول و دوم میں بھی دو دو سیکشن بنائے جاتے ہیں۔ درس نظامی کا دورانیہ زیادہ ہونے کے باعث اکثر طالبات تکمیل تعلیم نہیں کر تیں۔ بعض طالبات ایسی ہوتی ہیں جو درس نظامی کے درجہ خاصہ تک تکمیل کرتی ہیں۔ باقی میں سے بھی کچھ طالبات ایسی ہیں جو موقوف علیہ تک تعلیم حاصل کرتی ہیں اور دورہ حدیث میں شمولیت نہیں کر پاتیں۔ نتیجے کے طور پر صرف چند ایسی طالبات ہوتی ہیں جو آٹھ سالہ نصاب پورا کرتی ہیں اب تک درس نظامی کی تکمیل (الثانویۃ الخاصۃ) سے تقریباً (۱۱۹۲) اور دوراًحدیث سے باضابطہ تعلیم حاصل کرکے سند فراغت حاصل کرنے والی طالبات کی تعداد ۳۲۶ بنتی ہے۔[1]

شعبہ دورہ حدیث:

سالہا سال سے جامعہ اسلام میں دورہ حدیث شریف کی کلاسز جاری ہیں حدیث شریف کی طلب رکھنے والے طلباء دور دور سے اپنی پیاس بجھانے کے لیے جامعہ آتے ہیں۔ مختصر عرصے میں اس شعبے نے خاطر خواہ ترقی کی اور اب تک تقریبا 326 طالبات دورہ حدیث سے سند فراغت حاصل کر چکی ہیں۔[2]

شعبہ فاضل عربی:

عربی مضامین پر عبور حاصل کرنے کیلئے شعبہ فاضل عربی کا بھی اجراء کیا گیا ہے۔ شروع میں طالبات کو فاضل عربی کی باقاعدہ تیاری کروا کے امتحان دلوایا جاتا تھا، مولانا محمد اسحاق ظفر اور مولانا حافظ فضل الدین نقشبندی باقاعدہ اسباق پڑھاتے تھے۔ لیکن اب درس نظامی کے اسباق کو ترجیحا جاری رکھا جاتا ہے البتہ جو طالبات شعبہ باقاعدہ اسیا فاضل عربی سے دلچسپی رکھنے والی ہوتی ہیں انہیں باقاعدہ امتحان کیلئے وقت دیا جاتا ہے۔ طالبات کیلئے اس شعبہ کو مستقل حیثیت دینے کا ارادہ کیا جا رہا ہے۔ تقریباً 50تا 60طالبات اس سے فراغت حاصل کر چکی ہیں۔[3]

---

[1]۔ جامعہ آمنہ ضیاء البنات، تعلیمی کتابچہ صفحہ: 27

[2]ایضاً

[3]ایضاً

شعبہ نرسنگ:

طالبات کو عملی زندگی میں قدم رکھنے اور مشکلات پر قابو پانے اور بیماریوں کے ابتدائی علاج کیلئے تعلیم کے ساتھ ساتھ نرسنگ کی تربیت دی جاتی ہے۔ جس میں طالبات کو لکھائی ٹیسٹ کے ساتھ ساتھ انجکشن پی ٹمپریچر چیک کرنے کا طریقہ، بخار، الٹراساؤنڈ، ڈرپ وغیرہ لگانا ان تمام امور کی پریکٹیکل تربیت دی جاہے۔ اسمیں طالبات کو بیماریوں کی علامات اور انکے ابتدائی علاج سے بھی متعارف کروایا جاتا ہے۔ اس شعبہ کا آغاز جامعہ کے نیو کیمپس کے قیام کے ساتھ ہی ہو گیا تھا طالبات کے ابتدائی علاج کیلئے ایک چھوٹی سی ڈسپنسری کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ ہفتے کے مخصوص ایام میں ڈاکٹر صاحبہ تشریف لاتی تھیں اور ساتھ ہی کچھ طالبات کو بھی اس کی ٹریننگ دی جاتی تھی، تاکہ ڈاکٹر صاحبہ کی غیر موجودگی میں وہ ہر وقت ابتدائی طبّی اور دے سکیں، تاہم 2013 سے اس شعبے کو مستقل حیثیت حاصل ہو گئی، بعد از تربیت طالبات سے لکھائی و پریکٹیکل ٹیسٹ بطور امتحان لیا جاتا ہے۔ اور سرٹیفکیٹ وڈپلومہ بھی جاری کیا جاتا ہے۔ اس وقت بھی تقریباً 70 طالبات اور شعبے میں تربیت حاصل کر رہی ہیں۔[1]

شعبہ علوم جدید:

جامعہ ہذا کے قیام و تاسیس سے ہی اس بات کو اہمیت دی گئی کہ طلباء طالبات علوم دینیہ کو علوم عصریہ سے بھی بہرہ ور کیا جائے۔ تاکہ عملی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد وہ کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں 2008ء میں اس شعبہ کا باقاعدہ اجراء کیا گیا۔ ابتداء میں اس مقصد کے حصول کیلئے محترمہ تسنیم باجی کی خدمات حاصل کی گئی اسکے بعد محترمہ عائشہ اسحاق باجی صاحبہ نے خاطر خواہ خدمات سرانجام دیں۔ 2010ء سے اس شعبہ میں اساتذہ کرام میں محترمہ مجیدہ مبارک باجی صاحبہ محترمہ معصومہ باجی صاحبہ محترمہ حمیرا ہاشمی باجی صاحبہ اور راقمہ حروف کے سپرد اس شعبے کی نگرانی کی گئی۔ یوں تو علوم عصریہ کی درجنوں فروعات ہیں اور سینکڑوں فنون جن کی تعلیم و تربیت علوم عصریہ سے متعلق ہے۔ مگر فی الحال جامعہ میں مندرجہ ذیل علوم کی تعلیم و تدریس ہو رہی ہے۔ انگریزی، اردو، ریاضی، ایجوکیشن، مطالعہ پاکستان اور تاریخ وغیرہ۔ مختصر عرصے میں درجنوں طالبات نے اس شعبے سے اکتساب فیض کیا اور میٹرک، ایف اے کے امتحانات پاس کئے۔ موجودہ وقت میں اس شعبے کی نگرانی بنت عبد الرشید قریش اور ناچیز بنت محمد اسحاق ظفر زیر سایہ محترمہ آپی جان صاحبہ واہلیہ سید حبیب الحق شاہ صاحب ضیائی کر رہی ہیں۔ حکومتی اداروں میں ملازمت و دینی مبلغ کے لئے میٹرک کو شرط قرار دیا ہے لہذا اس نئے شعبے کے قیام سے اس شرط کو بھی بڑی حد تک پورا کر دیا گیا ہے۔ الثانویۃ الخاصہ سال اول میں داخلہ لینے والی طالبات کو ایف اے پارٹ 1 اور الثانویۃ الخاصہ سال دوم کی طالبات کو ایف اے 2 کروایا جاتا ہے۔ جامعہ کی طرف سے ان کو فیڈرل بورڈ کا امتحان دلوایا جاتا ہے اور اسکی تمام ذمہ داری ادارہ پوری کرتا ہے دوسرے بورڈ سے طالبات کو ایف اے کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ لیکن اس کی ذمہ داری طالبات کے سرپرستوں پر ہوتی ہے بلکہ گزشتہ سال ایسے بھی ہوا کہ طالبات کے بورڈ کے امتحانات جامعہ کی تعطیلات کے دوران ہوئے ادارے نے اپنی ذمہ داری پوری

---

[1]۔ ایضاً، صفحہ: 30

کرتے ہوئے ان کے لئے رہائش سحری اور افطاری کا مکمل انتظام کیا انکی نگرانی کیلئے ادارے کی منتظمین بنت سید امانت شاہ صاحب و سید حبیب الحق شاہ صاحب اساتذہ اور عملے نے خاطر خواہ خدمات سرانجام دیں[1]۔

انگلش لینگویج کورس:

عصری تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی آسانی کے لیے جامعہ میں انگلش لینگویج کورس کا بھی انتظام کیا جاتا ہے جس میں ہر سال طلباء حصہ لے کر اپنی انگلش کو درست کرتے ہیں۔[2]

شعبہ دارالکتب:

جامعہ آمنہ ضیاءالبنات میں طالبات کیلئے بھرپور کوشش کر کے ایک عظیم الشان لائبریری قائم کی گئی ہے۔ جس میں اسلامی علوم وفنون پر مشتمل فنی علمی قلمی اور نایاب کتب کا قابل فخر ذخیرہ ہے۔اسوقت تک جگہ کی کمی کے باعث عارضی طور پرایک چھوٹے سے کمرے کو لائبریری کی شکل دی گئی۔ جبکہ جامعہ آمنہ ضیاءالبنات ہمک میں اصل لائبریری کا کام 2011ء میں ہونے پر اس سلسلے کو مزید وسعت دی گئی۔ اگرچہ جامعہ آمنہ ضیاء البنات میں کتب کی ذخیرہ اندوزی کا کام اتنا وسیع نہیں ہے لیکن جامعہ رضویہ ضیاءالعلوم میں سینٹرل لائبریری میں کتب کا ذخیرہ بہت وسیع انداز میں موجود ہے۔ قواعد وضوابط کے مطابق طالبات کو اساتذہ کی نگرانی میں ضیاءالعلوم کی کتب سے استفادہ کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کی لائبریری میں اس وقت زیادہ تر کتب ان فنون پر مشتمل ہیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، فتاوی، تاریخ، لغت، عقائد، مناقب، سوانح، تصوف، منطق، فلسفہ، مناظرہ، کلام، ادب عربی، بلاغت، صرف، نحو، اخلاق، مواعظ، کتب فرق ضلالہ اور جدید فنی علمی مقالات اور علوم عصریہ کی کتابیں شامل ہیں۔

جامعہ آمنہ ضیاءالبنات ایک منظم لائبریری نظام کو برقرار رکھتی ہے جس کا مقصد طلباء میں علمی مطالعہ اور تحقیق کے کلچر کو فروغ دینا ہے۔ اس کے موثر استعمال اور اس کے وسائل کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے درج ذیل اصول وضوابط قائم کیے گئے ہیں۔

پرامن اور پرسکون ماحول: موثر مطالعہ اور تحقیق کے لیے پرامن اور پرسکون ماحول ضروری ہے۔ اس لیے طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ لائبریری کے احاطے میں مکمل خاموشی اور نظم وضبط برقرار رکھیں تاکہ دوسروں کو پریشان نہ کریں۔

ذاتی اشیاء پر پابندی: طلباء کو لائبریری میں ذاتی اشیاء جیسے کتابیں، بیگ یا فائلیں لانے کی اجازت نہیں ہے۔ نوٹ لینے کے مقاصد کے لیے صرف ضروری اشیا جیسے نوٹ بک یا ڈھیلی چادریں ہی لے جا سکتے ہیں۔

---

[1]۔ جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، تعلیمی خاکہ، صفحہ: 32

[2] آمنہ خان، محققہ سے انٹرویو۔

کتاب جاری کرنے کا طریقہ کار: کسی کتاب کو ادھار لینے کے لیے، طلبہ کو کتاب کا نام اور مطلوبہ موضوع لکھنا چاہیے اور لائبریری انچارج سے مشورہ کرنا چاہیے۔ کتاب موصول ہونے پر، طالب علم کو تاریخ کے ساتھ رجسٹر پر دستخط کرنے کی ضرورت ہے، اور اسی طرح، واپسی کے وقت دوبارہ دستخط کریں تاکہ مناسب ریکارڈ برقرار رکھا جاسکے۔

کتابوں کا احترام: کتابیں قیمتی ساتھی اور علم کی اشیاء ہیں۔ طلباء کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ ان کے ساتھ دیکھ بھال، پیار اور احترام کے ساتھ پیش آئیں، کیونکہ یہ سیکھنے اور اسکالرشپ کے لیے ان کی وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔

مطالعہ کے آداب: صفحات پلٹتے وقت طلباء کو کتابوں کو نرمی سے سنبھالنا چاہیے تاکہ ریڑھ کی ہڈی یا پرانی کتابوں کے نازک صفحات کو نقصان نہ پہنچے۔ کہنیوں کے ساتھ کتابوں پر ٹیک لگانا یا کھردری ہینڈلنگ کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اگر کسی راستے کو نشان زد کرنا ضروری ہو تو صرف ہلکی پنسل استعمال کی جائے اور کسی بھی حالت میں سیاہی یا ہائی لائٹر کا استعمال نہ کیا جائے۔

داخلہ کے بغیر کوئی کتاب نہیں لی جائے گی: لائبریری سے کسی بھی کتاب کو مناسب داخلہ اور اجازت کے بغیر ہٹانا سختی سے ممنوع ہے۔ اس اصول کی خلاف ورزی کے نتیجے میں تادیبی کارروائی ہو سکتی ہے۔

شعبہ دعوت ارشاد:

تربیت واصلاح نہ ہو تو "علم" غیر نافع پرزے کی مانند ہے۔ ادارہ ہذا نے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت اور خداداد صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی خاطر طلباء طالبات کیلئے غیر نصابی سرگرمیوں پر مشتمل ایک مکمل پروگرام دے رکھا ہے جو شروع دن سے اس اہم مقصد کی انجام دہی میں مصروف ہے۔[1]

محافل محرم الحرام:

طالبات کی علمی صلاحیتوں میں اضافے کے ساتھ فنی تربیت کیلئے جامعہ ہذا نے پروگرامز کا بھی ایک خاص شیڈول مرتب کیا ہے جسکے مطابق طالبات کو تلاوت کلام الہی، ثناء خوانی مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور بیانات کی تیاری و پریکٹس کروائی جاتی ہے۔ اسی سلسلے کی اہم کڑی محافل محرم الحرام بھی ہیں۔ یکم محرم الحرام سے نو محرم الحرام تک انفرادی طور پر ہر کلاس کو پروگرام دیا جاتا ہے جس میں ہر مخصوص کلاس کی طالبات کو کلاس ٹیچرز تیاری کرواتیں ہیں۔ تمام طالبات حافظات و فاضلات اور معلمات شرکت کرتیں ہیں بلکہ ان تمام پروگرامز میں بنفس نفیس بنت سید حسین الدین شاہ صاحب (پرنسپل آف جامعہ آمنہ ضیاء البنات) وبنت سید امانت شاہ صاحب (خادمہ آف گلستان میر علی) بھی شرکت فرماتی ہیں اور طالبات کی ان مواقع پر حوصلہ افزائی بھی کی

[1]۔ جامعہ آمنہ ضیاءالبنات تعلیمی خاکہ، صفحہ 33

جاتی ہے۔اسکاسب سے بڑامقصد یہ ہوتاہے کہ اس طرح کی نشستیں مقرر کرنے سے طالبات کی جھجک ختم ہواورانکے دلوں میں محبت ومودت وعظمت اہلِ بیت موجزن ہواسطرح طالبات میں یوم عاشورہ کی فضیلت بھی اجاگرہوتی ہے۔[1]

محافل ربیع الاول:

طالبات کو عملی میدان میں آگے لانے کیلئے اور اپنی صلاحیتوں کو سب کے سامنے بروئے کار لانے کیلئے جامعہ آمنہ ضیاءالبنات نے ایک اور نشست کااہتمام کیاہے وہ ہے "محامل ربیع الاول شریف اس نشست کو مقرر کرنے کاسب سے اہم مقصد ملک نبوت کے آفتاب، حسن یوسف کے مہتاب، جناب رسالت ماب ملی انوار ماہتاب محبوب رب الرباب، سید السادات، مربع ملت شاہ کار تخلیق قدرت شفیع ام علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی شان محبوبی، سیرت کاملہ اوراسوۂ حسنہ سے طالبات کو متعارف کرواناہے۔ان محافل کاطریقہ کا بھی یہی ہوتاہے لیکن چونکہ ربیع الاول شریف کاماہ مقدس اپنے دامن میں خوشیوں اور مسرتوں کی بہاریں سمیٹے ہوئے آتاہے لہٰذا ورفعنالک ذکرک" کی پاسداری میں طالبات ومعلمات ان پروگرامز میں حصہ لیتیں ہیں۔ ربیع الاول شریف کی آمد سے پہلے ہی بنت سید امانت شاہ صاحب زیر سرپرستی بنت سید حسین الدین شاہ صاحب تمام کلاس ٹیچرز کوپروگرامز کی تقسیم کرتی ہیں ہر کلاس ٹیچر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کلاس کوپروگرام تیار کروائے ان پروگرامز میں چونکہ ہر طالبہ جوش وخروش سے حصہ لے رہی ہوتی ہے اور ہر ایک کااپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کو دل کرتاہے تو بعض اوقات طالبات کو حصہ دینے کیلئے قرعہ اندازی کاطریقہ بھی اختیار کیاجاتاہے۔تاکہ کسی طالبہ کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔اس خاص موقع پرادارہ کی طرف سے جامعہ کی تمام طالبات کو یونیفارم دیاجاتاہے۔اور ہر کلاس اپنی خوشی سے مخصوص کردہ رنگ کے دوپٹے بنواتی ہے پورے جامعہ کو برقی قمقوں سے روشن کیاجاتاہے ان تمام پروگرامز میں باہر سے آنے والے مہمانوں کو بھی شرکت کی اجازت ہوتی ہے ہر کلاس اپنے پروگرام کے آخر میں حسب استطاعت تبرک کاانتظام ادارے کے تعاون سے کرتی ہے۔دس ربیع الاول یامقرر تاریخ پر بڑے پروگرام کاانعقاد کیاجاتاہے جس میں تمام خواتین کیلئے دعوت عام کاانتظام کیاجاتاہے اور خصوصی طور پر لنگر کاانتظام ادارے کی طرف سے کیاجاتا ہے۔[2]

مناظرےاور علمی مباحث:

انٹرویو کے دوران آمنہ خان نے بتایاکہ ادارہ ہذا جامعہ آمنہ ضیاءالبنات میں اصلاح کے حوالے سے بہت زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ ان کے دین وایمان کیلئے مصلح امت قبلہ ابوالخیر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب نے طالبات کیلئے بیانات، مناظرے اور مذاکرے کی تیاری کا باقاعدہ حکم جاری کیا

---

[1]۔ ایضاً، صفحہ: 34

[2]ایضاً

آغاز میں اس کی نگرانی مولانا محمد حنیف قریشی صاحب کے سپرد کی گئی اس کے بعد مولانا سید امتیاز حسین شاہ صاحب کو خصوصی طور پر اس طرف توجہ دینے کا حکم دیا گیا ۔ مناظرے اور بیانات کی تیاری تمام شعبہ جات (حافظات و فاضلات) ادارے کی ہر چھوٹی، بڑی طالبہ کو کروائی جاتی ہے۔[1]

جامعہ آمنہ ضیاء البنات میں ہر کلاس کی طالبات اپنے مخصوص کردہ مہینے میں بھرپور تیاری کے ساتھ تلاوت کلام پاک نعتوں اور بیانات کے ذریعے حصہ لیتی ہیں۔ ربیع الثانی شریف میں بڑی گیارھویں شریف کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں لنگر کا انتظام مخیر حضرات کے تعاون سے ادارے کی طرف سے ہوتا ہے۔[2]

ہفتہ وار محافل:

طالبات کی رہنمائی کے لئے اور فن خطابت و ثناء خوانی سیکھنے کیلئے جامعہ آمنہ ضیاء البنات میں آغاز سال ہی سے ایک مقرر کردہ دن میں محفل پاک کا انعقاد کیا جاتا رہا۔ شروع میں یہ محفل ہر جمعرات کو ہوا کرتی تھی اور تمام شعبہ جات ملکر اس محفل پاک میں شرکت کرتے تھے لیکن چند سالوں سے یہ محفل پاک جمعۃ المبارک کو مقرر کی جاتی ہے اور اسکا انعقاد ہر کلاس اپنے کلاس روم میں اساتذہ کی نگرانی میں کرتی ہے ۔ ہفتہ وار اس سلسلے کو الگ کرنے کا مقصد یہ ہے تا کہ کم وقت میں زیادہ طالبات کو بولنے کا موقع ملے اور مختصر عرصہ میں زیادہ سے زیادہ سیکھ سکیں۔[3]

محفل ختم قادریہ شریف:

جامعہ آمنہ ضیاء البنات میں بھی غالباً 2006 میں با قاعدہ طور پر محفل ختم قادریہ شریف کا انعقاد کیا گیا جس کا با قاعدہ انعقاد کرنے والی با اجازت محترمہ و مکرمہ آپی جان صاحبہ اور محترمہ طاہرہ ملک صاحبہ است ملک خان بہادر ہیں۔[4]

---

[1] آمنہ خان (مدرسہ معلمہ، جامعہ آمنہ ضیاء البنات)، محققہ سے انٹرویو، 25 دسمبر 2024-

[2]۔ آمنہ خان، حوالہ سابق

[3] ایضاً

[4]۔ آمنہ خان، انٹرویو، حوالہ سابق۔

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات بذریعہ سروے

اس تحقیق میں جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کی تعلیم وتدریس کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ان خواتین گریجویٹس کے انٹرویوز کیے گئے ہیں جو حال ہی میں اس ادارے سے فارغ التحصیل ہو کر مختلف سماجی اور تعلیمی شعبوں میں فعال ہو چکی ہیں۔ان انٹرویوز کا مقصد جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کے نصاب اور تدریسی طریقوں کا جائزہ لینا تھا، تاکہ ان سے یہ سمجھا جاسکے کہ یہ ادارہ خواتین کی سماجی اور تعلیمی ترقی میں کس طرح اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ اس مطالعہ کا ایک خاص مقصد یہ بھی تھا کہ یہ دیکھا جائے کہ آیا جامعہ آمنہ ضیاءالبنات کا نصاب عصری ضروریات کے مطابق ہے، یا اگر تدریسی طریقوں میں بہتری لائی جائے تو خواتین کی تعلیمی خدمات کو مزید مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔خاص طور پر اس بات کا تجزیہ کیا گیا کہ کیا نصاب میں عصری علوم جیسے کمپیوٹر سائنس، انگریزی، اور دیگر تعلیمی مضامین میں ایڈوانس سلیبس شامل کیا جاسکتا، جو طالبات کو معاشرتی اور پیشہ ورانہ دنیا میں کامیابی کے لیے تیار کریں۔

یہ تحقیق یہ بھی سمجھنے کی کوشش کرتی ہے کہ کیا جامعہ آمنہ کے فارغ التحصیل خواتین کو معاشرتی سطح پر درپیش مشکلات کو حل کرنے کے لیے ادارہ بہتر طور پر اقدامات کر سکتا ہے اور انہیں کیسے زیادہ موثر کردار ادا کرنے کی ترغیب دی جاسکتی ہے۔اسی طرح، اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ کیا تدریسی مواد، تدریسی طرز اور کلاس روم کے ماحول میں بہتری لائی جاسکتی ہے تاکہ طالبات کو حقیقی زندگی کے مسائل کا حل سکھایا جاسکے۔ اس تحقیق کا مقصد جامعہ آمنہ کی تعلیمی خدمات کی موجودہ کارکردگی کو جانچنا اور دیکھنا تھا کہ کس طرح ان میں تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں تاکہ یہ ادارہ اپنے فارغ التحصیل طالبات کو عصری دنیا میں کامیاب بنانے کے لیے مزید معاون ثابت ہو سکے۔

1۔کیا جامعہ کا نصاب آپ کو موجودہ دور کے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے مناسب تیاری فراہم کرتا ہے؟

جب فارغ التحصیل طالبات سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا جامعہ کا نصاب انہیں موجودہ دور کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی تیاری فراہم کرتا ہے، تو مختلف رائے سامنے آئیں۔

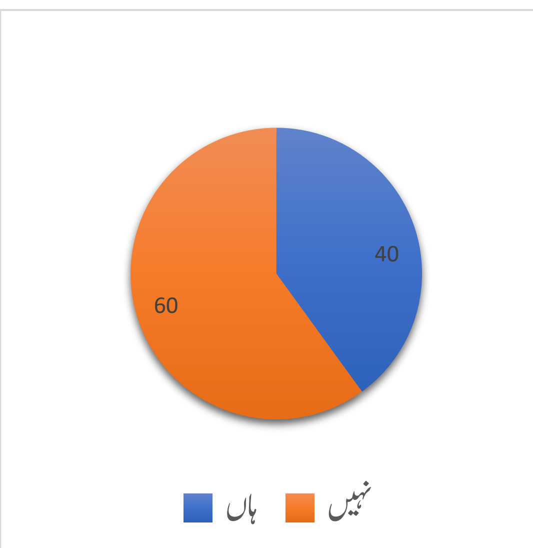

40فیصد کے قریب

طالبات نے یہ رائے دی کہ موجودہ نصاب میں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ مضامین جیسے سماجی علوم اور ٹیکنالوجی سے متعلق مواد شامل نہیں ہے، جس کے باعث وہ خود کو جدید معاشرتی اور پیشہ ورانہ میدانوں میں پوری طرح تیار محسوس نہیں کرتیں۔

2۔ نصاب سے متعلق آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

80٪ طالبات کا کہنا تھا کہ موجودہ نصاب حالات کے مطابق موزوں ہے اور اس میں کسی بڑی تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

جبکہ 20% طالبات نے رائے دی کہ نصاب میں تبدیلی ضروری ہ

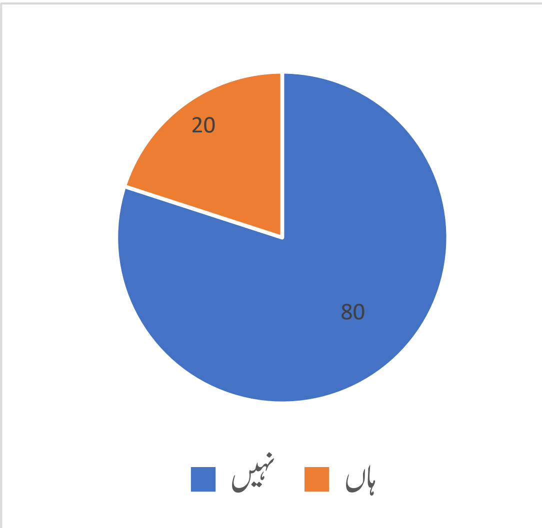

3۔ کیا آپ نے ادارے کے نظام میں کوئی ایسی کمزوری یا کمی محسوس کی جو بہتری کی متقاضی ہو؟

فارغ التحصیل طالبات سے یہ سوال کیا کہ ایا انہوں نے ادارے کے نظام میں کوئی خامی محسوس کی تو ان کے جوابات مختلف انداز میں سامنے آئے تقریبا 60 فیصد طالبات نے ادارے کے نظام کو موثر قرار دیا اور کہا کہ ان کی تعلیمی سفر کے دوران تعلیم و تربیت اور مجموعی ماحول میں کسی قسم کی کمی یا کوتاہی محسوس نہیں ہوئی البتہ 40 فیصد طالبات نے رائے دی ہے کہ ادارے کے نظام میں کچھ پہلو ایسے تھے جنہیں بہتر بنانے کی ضرورت ہے خصوصا عصری علوم اور زبانوں کی تربیت کے حوالے سے ان کے مطابق اگر نصاب میں جدید موضوعات اور لسانی مہارتوں کو شامل کیا جائے تو ادارہ طالبات کو موجودہ دور کے تقاضوں کے لیے مزید بہتر طور پر تیار کر سکتا ہے۔

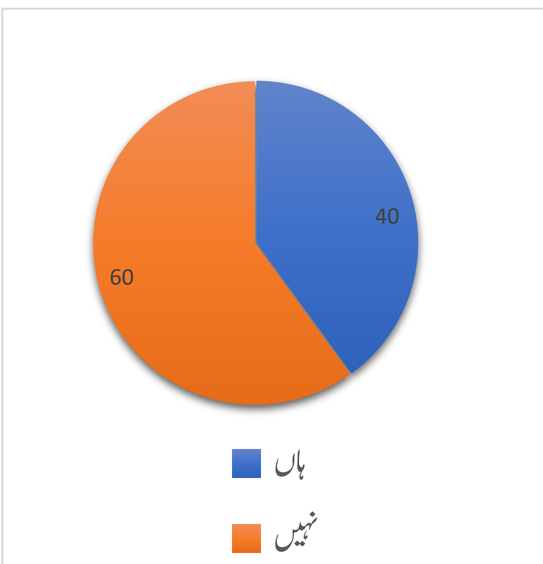

4۔ فراغت کے بعد آپ نے سماج میں جا کر اپنے نصاب میں کوئی کمی محسوس کی؟

30٪ ہاں میں جواب دیا اور ٪60 فیصد نے نہیں میں جواب دیا۔

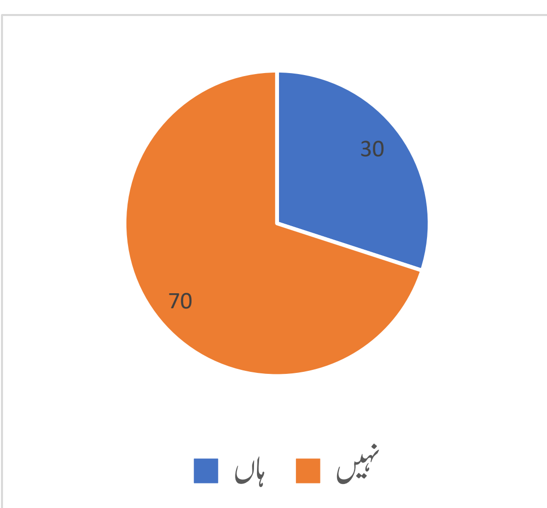

5۔ کیا آپ کو ادارے کی فراہم کردہ تربیت میں کوئی کمی یا بہتری کی گنجائش محسوس ہوئی؟

80 فیصد طالبات نے واضح طور پر کہا کہ ادارے کی تربیت میں کسی قسم کی کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی، جبکہ 20 فیصد طالبات کا کہنا تھا کہ اگرچہ مجموعی طور پر تربیت مؤثر تھی، تاہم کچھ مخصوص پہلو ایسے ہیں جن میں مزید بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

6۔ کیا آپ ادارے کے نظام کو مزید مؤثر بنانے کے لیے کوئی بہتری کی تجویز پیش کرنا چاہیں گی؟

55 فیصد طالبات نے اس ضرورت پر زور دیا کہ ادارے میں ایسی خصوصی تربیتی کلاسز کا انعقاد ہونا چاہیے جو ان کی ذاتی نشوونما اور پیشہ ورانہ مہارتوں کو بہتر بنانےیں مددگار ہوں۔

جبکہ 45 فیصد طالبات نے یہ تجویز دی کہ دینی علم کو معاشرے میں مؤثر انداز میں پھیلانے کے لیے تبلیغی تربیت اور دینی ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے، تاکہ طلبات میں پیغامِ دین پہنچانے کی صلاحیت پیدا ہو۔

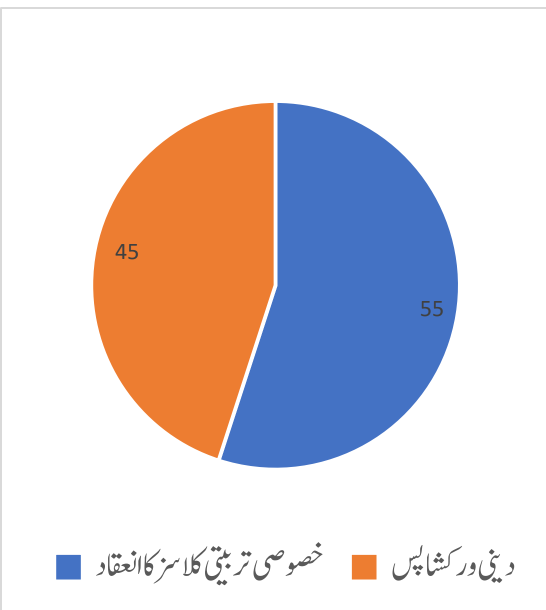

7۔ طالبات کے لیے آپ کا کیا پیغام ہے جو اس وقت تعلیم کے مراحل میں ہیں؟

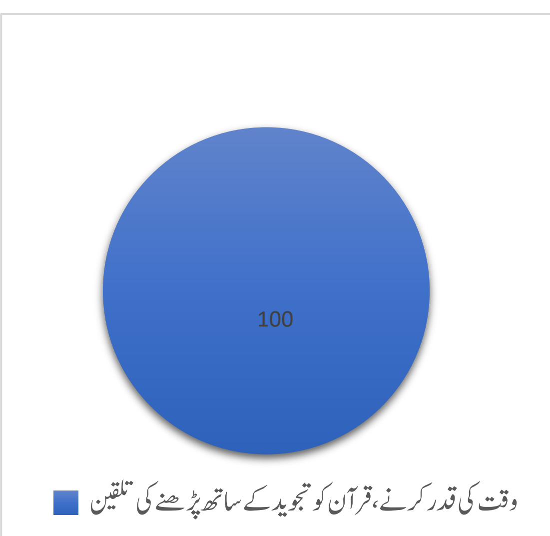

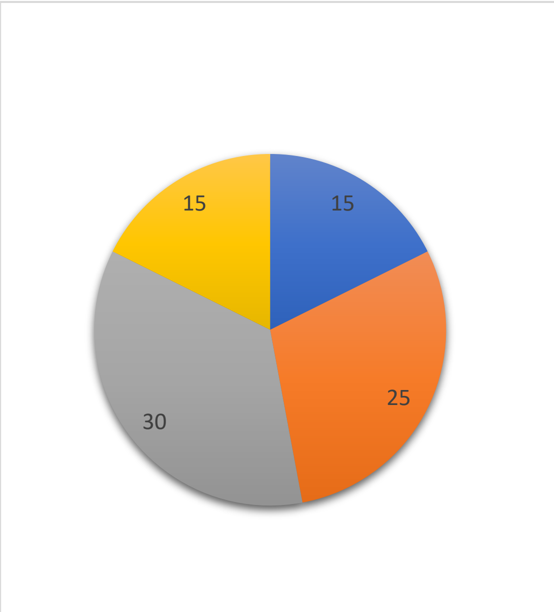

فارغ التحصیل طالبات نے قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنے، فتنہ دور میں گناہوں سے بچنے اور وقت کی قدر کرنے کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ یہ نصیحتیں زیر تعلیم طالبات کے لیے ایک رہنمائی کا کام کرتی ہیں تاکہ وہ اپنی دینی اور تعلیمی ترقی کے لیے صحیح راستے پر گامزن رہ سکیں۔

8۔ معاشرے میں کیا کردار ادا کرنا چاہتی ہیں؟

15٪ طالبات نے اپنے علاقے میں بچیوں اور خواتین کے لیے دینی کلاسز قائم کرنے کی خواہش ظاہر کی، جبکہ 25٪ نے قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے اور دعوت و تبلیغ کے کام میں حصہ لینے کی ضرورت پر زور دیا۔ 30٪ طالبات نے مدارس اور سکولوں میں تدریس کے ذریعے دین کی خدمت کرنے کا عزم ظاہر کیا، اور 15٪ نے تحریر و تقریر اور آن لائن دعوتی ذرائع کو استعمال کرنے کی بات کی۔ اس کے علاوہ، کچھ طالبات نے نوجوان نسل کی اخلاقی و دینی تربیت اور خواتین میں اسلامی اقدار کو فروغ دینے کا ذکر کیا۔ یہ نتائج اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ طالبات دین کی خدمت کو اپنی تعلیمی جدوجہد کا مقصد سمجھتی ہیں اور معاشرتی بہتری کے لیے فعال کردار ادا کرنے کی خواہشمند ہیں۔

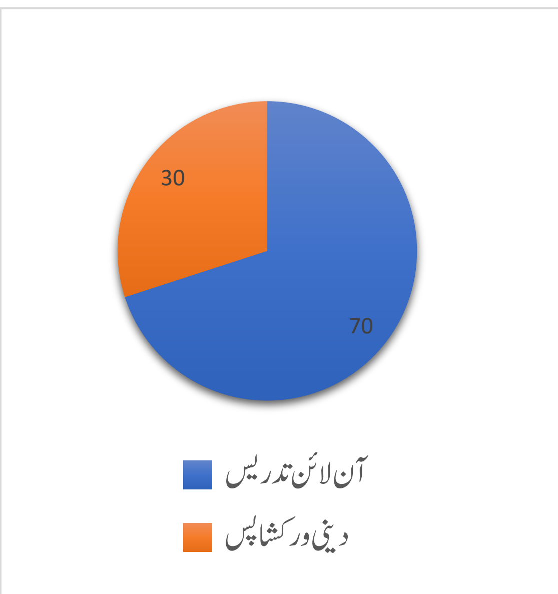

9۔ اپنی سرگرمیوں کے بارے میں بتائیں؟

30% طالبات نے اپنی سرگرمیوں میں تدریس، دینی ورکشاپس، اور اسلامی تعلیمات کو معاشرے میں پھیلانے کی کوششوں کا ذکر کیا۔ جبکہ 30% نے بتایا کہ انہوں نے آن لائن تدریس یا مقامی کمیونٹی میں دینی پروگرامز منعقد کرکے جامعہ کی تعلیم کو فروغ دیا ہے۔

10۔ کیا آپ شرعی پردہ کرتی ہیں؟

% 90 طالبات نے یہ بیان کیا کہ وہ شرعی پردہ کرتی ہیں، جبکہ 10% طالبات نے اس بات سے انکار کیا۔

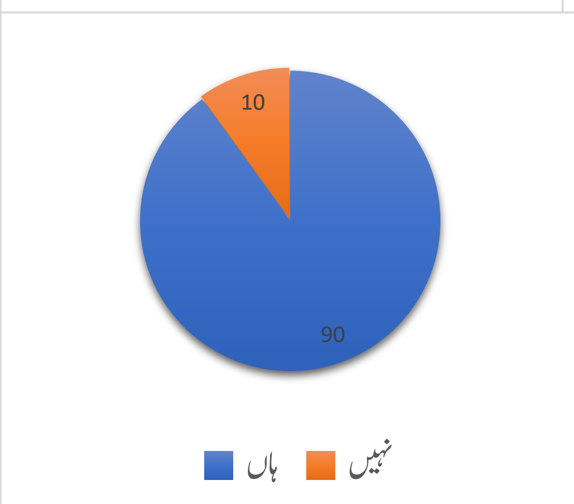

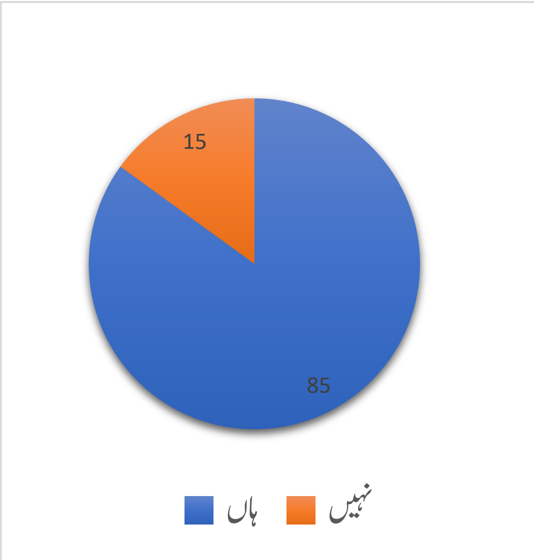

11۔ کیاآپ اپنے اساتذہ کے اخلاقی طرز عمل سے راضی ہیں؟

85 فیصد نے ہاں میں جواب دیااور 15 فیصد نے کہاکہ مزید نرمی اختیار کرنی چاہیے۔

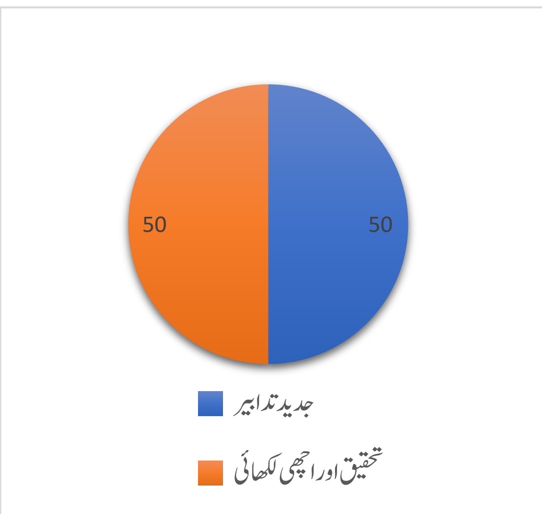

12۔ کیاآپ جامعہ میں کسی اضافی مثبت تبدیلی کی خواہش رکھتے ہیں؟

طالبات نے کہا کہ جامعہ میں کچھ مزید بہتری کی گنجائش ہے، جیسے عملی زندگی کے لیے رہنمائی فراہم کرنے والی ورکشاپس کا انعقاد، جیسے کیریئر کونسلنگ اور شخصیت سازی۔ان کا کہنا تھا کہ اگر تدریس میں جدید تدابیر جیسے پروجیکٹرز یا ویڈیوز کا استعمال کیا جائے تو مواد کو سمجھنا آسان ہو گا۔ مزید برآں، طالبات نے تحقیق اور اچھی لکھائی کی تربیت کی اہمیت پر زور دیا تاکہ وہ دینی کاموں کو مؤثر طریقے سے آگے بڑھا سکیں۔ان تبدیلیوں سے طالبات کو نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی مسائل کو بہتر طور پر سمجھنے میں بھی مدد ملے گی۔

تجاویز

فارغ التحصیل طالبات کے انٹرویوز اور حاصل کردہ مشاہدات کی روشنی میں، میں چند اہم تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں تاکہ دینی مدارس کی تعلیمی اور تربیتی خدمات کو مزید مؤثر اور جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ بنایا جاسکے۔ سب سے پہلے، مدارس کے نصاب میں جدید علوم جیسے سوشل سائنسز، ٹیکنالوجی، اور زبان کی مہارتوں کو شامل کرنا ضروری ہے تاکہ طالبات معاشرتی اور پیشہ ورانہ چیلنجز کا سامنا بہتر طریقے سے کر سکیں۔

طالبات کو عملی طور پر سماجی خدمات میں حصہ لینے کے مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ وہ اپنے دینی تعلیمات کو معاشرے میں نافذ کر سکیں۔ ان پروگرامز کے ذریعے طالبات میں قائدانہ صلاحیتیں اور سماجی ذمہ داری کا شعور پیدا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ، شرعی پردہ اور اسلامی اقدار کی پاسداری کے حوالے سے خصوصی تربیتی پروگرامز کا انعقاد کیا جائے تاکہ طالبات دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اپنی اقدار کو مضبوطی سے اپنانے میں کامیاب ہوں۔

انتظامی سطح پر بہتری کے لیے، باقاعدہ جائزہ اور اصلاحات کی پالیسی اپنائی جائے تاکہ ہر سال نظام میں بہتری لائی جاسکے۔ آخر میں، میں یہ تجویز کرتی ہوں کہ مدارس میں تحقیقی اور تحریری صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے مختلف سیمینارز، ورکشاپس، اور مقابلے منعقد کیے جائیں تاکہ طالبات میں تحقیق کے میدان میں آگے بڑھنے کا اعتماد پیدا ہو۔ یہ تجاویز نہ صرف دینی تعلیمات کی گہرائی کو بڑھائیں گی بلکہ طالبات کو عملی زندگی کے لیے بہتر طور پر تیار کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوں گی۔

باب سوم: اسلام آباد میں جامعہ صدیقہ للبنات اور جامعہ فاطمیہ للبنات کی تعلیمی و دینی خدمات کا جائزہ،

فصل اول: جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد (دیوبند مکتبہ فکر)

مبحث اول: جامعہ کا تعارف و طریقہ تدریس

جامعہ صدیقہ اسلام آباد میں واقع ایک معروف قدیم دینی مدرسہ ہے۔ جو دیوبندی مکتبہ فکر سے وابستہ ہے۔ یہ ادارہ 1990ء میں قائم ہوا۔ اور اس کے بانی مولانا عبدالرشید صدیقی ہیں، جنہوں نے خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ یہ جامعہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ طالبات کی اخلاقی اور اصلاحی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دیتی ہے۔ جامعہ میں ہر شعبے میں داخلے کا آغاز شوال کے مہینے میں ہوتا ہے۔ یہاں پر ناظرہ، حفظ، تجوید، درسیات (عالمیہ کورس) اور دیگر دینی شعبہ جات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ ادارہ اپنے نظم و ضبط، تعلیمی معیار اور دیندار ماحول کی وجہ سے اسلام آباد کے قدیم اور بہترین دینی اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ [1]

محل وقوع:

جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد ایک معیاری دینی درسگاہ ہے جو دیوبند مکتب فکر سے منسلک ہے۔ یہ ادارہ سیکٹر G-10/3 ، جامع مسجد رشیدیہ کے ساتھ، بھٹی مارکیٹ کے قریب واقع ہے، جو اسلام آباد کے مرکزی علاقوں میں سے ایک ہے۔ اسلام آباد میں واقع یہ ادارہ اپنے نظم، معیارِ تعلیم اور طالبات کی روحانی تربیت کی بنا پر ایک معتبر اور نمایاں مقام رکھتا ہے، اور خواتین کے لیے دینی خدمات انجام دینے والے قدیم اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ [2]

مہتممہ عالیہ جامعہ صدیقہ:

جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد کی مہتممہ محترمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ نہایت تدبر، خلوص اور انتظامی بصیرت کے ساتھ ادارے کی نگرانی فرما رہی ہیں۔ اُن کی قیادت میں جامعہ نے علمی، روحانی اور اخلاقی میدانوں میں نمایاں ترقی حاصل کی ہے۔ محترمہ نہ صرف تعلیمی نظم و نسق کی ماہر ہیں بلکہ

---

[1] https://www.jamiasaddiqaisb.com (مشاہدہ: 9 جولائی 2025ء)۔

[2] ایضاً

طالبات کی تربیت، نصاب کی ترتیب اور تعلیمی ماحول کو اسلامی اقدار کے مطابق ڈھالنے میں بھی بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں۔اُن کی شبانہ روز محنت اور اخلاص ہی کے باعث جامعہ صدیقہ اسلام آباد کے دینی تعلیمی اداروں میں ایک ممتاز مقام حاصل کر چکا ہے۔[1]

وفاق المدارس العربیہ پاکستان:

جامعہ صدیقہ للبنات، وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے الحاق شدہ ہے، جو ملک بھر کے دیوبندی مدارس کا مرکزی تعلیمی بورڈ ہے۔[2]

اغراض و مقاصد:

خواتین میں دینی شعور بیدار کرنا:

معلمہ صالحہ جامعہ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ جامعہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ طالبات میں اسلامی تعلیمات کا شعور پیدا کیا جائے تاکہ وہ دین کو صرف ایک علمی مضمون کے طور پر نہیں بلکہ زندگی کے مکمل نظام کے طور پر سمجھ سکیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔[3]

باطل نظریات و تحریکات کا علمی رد:

معلمہ صالحہ مزید بیان کرتی ہیں کہ جامعہ صدیقہ للبنات کی تعلیم و تربیت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ طالبات کو ایسے علمی و فکری اسلحے سے لیس کیا جائے کہ وہ غیر اسلامی، گمراہ کن نظریات، جدید فتنوں اور باطل تحریکات کا مؤثر اور مدلل جواب دے سکیں۔ طالبات کو دین کے صحیح علم کی بنیاد پر ایسی بصیرت دی جاتی ہے کہ وہ فرق باطلہ اور الحادی افکار کے خلاف علمی سطح پر مؤقف اختیار کر سکیں، اور معاشرے میں دینی فکری رہنمائی فراہم کر سکیں۔ اس ادارے کا مقصد صرف دینی علوم کی رسمی تدریس تک محدود نہیں، بلکہ قرآن، حدیث، تفسیر، عقائد، فقہ، اور دیگر متعلقات دین کی گہرائی کے ساتھ تعلیم دے کر ایسی خواتین تیار کرنا ہے جو معاشرے کی فکری و اخلاقی اصلاح، دعوت و تبلیغ، اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے سرگرم ہوں۔[4]

خواتین کو دینی رہنما و معلمہ بنانا:

جامعہ صدیقہ للبنات کا اہم مقصد طالبات کو دینی علوم میں مہارت دینا ہے تاکہ وہ معاشرے میں دینی رہنما اور معلمہ کے طور پر خدمات انجام دے سکیں۔ فارغ التحصیل خواتین اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دوسروں کی رہنمائی کریں، مدارس میں تدریسی ذمہ داریاں سنبھالیں، اور تبلیغ و اصلاح

---

[1] معلمہ سالحہ، جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025۔

[2] وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[3] ایضاً

[4] یضاً

کے کاموں میں فعال کردار ادا کریں۔ تعلیم و تربیت کا ایسا ماحول فراہم کیا جاتا ہے جہاں خواتین اپنی علمی اور اخلاقی صلاحیتوں کو نکھار کر معاشرتی بہتری میں اہم کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ جامعہ کا ایک نمایاں ہدف یہ بھی ہے کہ طالبات کو تحریر و تقریر کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا فہم دیا جائے، تاکہ وہ معاشرتی سطح پر دین کی اشاعت اور دفاع میں کردار ادا کر سکیں۔ ادارہ فکری آزادی کو اہمیت دیتے ہوئے ہر قسم کے بیرونی دباؤ سے آزاد تعلیم پر یقین رکھتا ہے، اور سلفِ صالحین کے طرز پر علمی استقامت کی ترغیب دیتا ہے۔[1]

اسلامی اخلاق و کردار کی تعمیر[2]:

تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی زور دیا جاتا ہے، تاکہ طالبات میں سچائی، عاجزی، صبر، حیا، خلوص اور ایمانداری جیسے اخلاقی اوصاف پیدا کیے جا سکیں، جو ایک مثالی مسلمان خاتون کی پہچان ہیں۔

عصری چیلنجز کا شعور دینا:

جامعہ میں تعلیم کا ایک اہم مقصد طالبات کو موجودہ دور کے فکری، معاشرتی اور اخلاقی چیلنجز سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان مسائل کا شعور رکھتے ہوئے درست فیصلے کر سکیں۔ جدید دور کے تقاضوں اور مسائل کو سمجھتے ہوئے، طالبات کو ایسے اوزار فراہم کیے جاتے ہیں جو انہیں زندگی کے ہر شعبے میں مؤثر اور مثبت کردار ادا کرنے کے قابل بنائیں۔

خواتین کو معاشرتی خدمت کے لیے تیار کرنا:

جامعہ کا مقصد خواتین کو معاشرتی خدمات انجام دینے کے لیے تیار کرنا ہے تاکہ وہ اپنے خاندان، محلّہ، اور وسیع تر معاشرے میں مثبت تبدیلی کا سبب بن سکیں۔ تعلیم و تربیت کے ذریعے، خواتین کو سماجی مسائل کے حل اور اصلاح کے لیے مؤثر کردار ادا کرنے کی صلاحیت دی جاتی ہے، جس سے وہ مختلف سماجی و اخلاقی ذمہ داریاں بخوبی نبھا سکیں۔[3]

---

[1] https://www.jamiasiddiqaisb.com
(مشاہدہ: 9 جولائی 2025ء)

[2] معلمہ سالحہ، جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

[3] ایضاً

حفظِ قرآن، تجوید وقراءت کی تعلیم دینا:

جامعہ صدیقہ للبنات میں قرآن مجید کی حفظ، تجوید اور صحیح قراءت کی تعلیم کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ اس مقصد کے تحت طالبات کو قرآن کو درست تلفظ اور قواعد کے ساتھ پڑھنے اور یاد کرنے کی تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ قرآن کی اصل روح کو سمجھ سکیں اور اپنی زندگی میں اس کی روشنی میں رہنمائی حاصل کر سکیں۔

ادارہ طالبات کو درسِ نظامی مکمل کروانے کے بعد تدریس، فتویٰ نویسی، تحقیق و تصنیف جیسے شعبوں میں کام کرنے کے قابل بناتا ہے تاکہ وہ علمی دنیا میں اپنا مؤثر کردار ادا کر سکیں۔[1]

فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور اعتدال پسند دینی سوچ پیدا کرنا:

جامعہ کا مقصد ایک ایسا ماحول فراہم کرنا ہے جہاں مختلف مکاتب فکر کے حوالے سے رواداری، حسنِ سلوک، اور اعتدال پسندی کی تعلیم دی جائے، تاکہ طالبات معاشرتی فضا میں مثبت کردار ادا کر سکیں۔ طالبات کو اسلامی ماحول میں خود اعتمادی اور خود انحصاری سکھانا ہے۔ جامعہ طالبات کی شخصیت سازی پر خاص توجہ دیتا ہے، تاکہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں بااعتماد، مہذب اور خود مختار کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔[2]

طریقۂ تدریس:

جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد، ایک منظم دینی ادارہ ہے جو طالبات کو دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے ایک مربوط اور ہمہ جہت طریقۂ تدریس اپنائے ہوئے ہے۔ تدریس کا عمل اردو اور عربی زبان میں انجام پاتا ہے، جہاں اساتذہ اپنی تدریسی حکمتِ عملی کے مطابق نشست یا قیام کے ساتھ تعلیم دیتے ہیں۔ طالبات کو ناظرہ قرآن اور قرآنِ مجید کا ترجمہ سکھایا جاتا ہے، جبکہ عربی زبان کی بنیاد کے لیے "اقرأ حصہ اول و دوم" کا نصاب پڑھایا جاتا ہے۔[3]

تدریسی اوقات:

تعلیم کا سلسلہ مندرجہ ذیل اوقات میں جاری رہتا ہے:

صبح 8 بجے سے دوپہر 12 بجے تک

---

[1] ایضاً

[2] ایضاً

[3] معلمہ سالحہ، جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

نماز ظہر کے بعد 2 بجے سے شام 4:30 بجے تک

نماز مغرب کے بعد سے نماز عشاء سے قبل تک

جامعہ میں درسِ نظامی، تحفیظ القرآن، اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے منظور شدہ کورسز پڑھائے جاتے ہیں۔ ہر طالبہ کا کام باقاعدگی سے سنا اور چیک کیا جاتا ہے۔ تدریسی عمل میں سمعی و بصری معاونات کا استعمال کیا جاتا ہے تاکہ فہم اور دلچسپی میں اضافہ ہو۔ جامعہ میں عقیدہ توحید کو بنیاد بنا کر اسلامی تحریکات، شخصیات، اور تقابل ادیان جیسے موضوعات پر تربیتی خطبات دیے جاتے ہیں۔ یہودیت و عیسائیت جیسے مذاہب پر تقابلی گفتگو کے ذریعے طالبات کی فکری بصیرت کو وسعت دی جاتی ہے۔ ہفتہ وار اخلاقی و روحانی دروس، دورۂ تفسیر، اور مخصوص بدھ تربیتی پروگرام کے ذریعے طالبات کی دینی و اخلاقی تربیت کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ "رحمتِ عالم"، "تقویۃ الایمان"، اور "سیرت صحابیات" جیسی کتب بھی نصاب کا حصہ ہیں۔[1]

امتحانی نظام

جامعہ میں طالبات کی علمی استعداد کو جانچنے کے لیے باقاعدہ امتحانی نظام رائج ہے۔ یہ نظام وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے معیار کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ طالبات ہر سال درجۂ تعلیم کے مطابق مختلف اقسام کے تحریری و زبانی امتحانات میں شرکت کرتی ہیں۔

امتحانات کو دو بڑے درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے

درجہ عامہ (متوسطہ، ثانویہ، عالیہ، عالمیہ)

درجہ تخصص (فتاویٰ، تفسیر، حدیث وغیرہ)

یہ امتحانات صرف نصابی معلومات پر مبنی نہیں ہوتے بلکہ ان کا مقصد طالبات کی دینی، فکری اور عملی تربیت کا جائزہ لینا بھی ہوتا ہے۔ ہر سال مقررہ اوقات میں سالانہ امتحانات منعقد کیے جاتے ہیں جن کے نتائج کی بنیاد پر طالبات کو اگلے درجات میں ترقی دی جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہفتہ وار، ماہانہ، اور سہ ماہی ٹیسٹ بھی لیے جاتے ہیں تاکہ طالبات کی تعلیمی پیش رفت کی مسلسل نگرانی کی جا سکے۔ امتحانی عمل میں شفافیت، غیر جانب داری، اور نظم و ضبط کو اولین ترجیح دی جاتی ہے۔[2]

[1] معلمہ سالحہ، جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

[2] https://www.jamiasaddiqaisb.com (مشاہدہ: 9 جون 2025ء)

تشخیصی طریقہ کار اور شرائطِ فراغت:

جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات میں امتحانات کے بعد حاصل کردہ نمبروں کی بنیاد پر طالبات کو مختلف درجات سے نوازا جاتا ہے تاکہ ان کی علمی کارکردگی کو واضح اور منصفانہ انداز میں پرکھا جاسکے۔ اگر کوئی طالبہ 90 فیصد یا اس سے زائد نمبر حاصل کرے تو اسے "ممتاز" کا درجہ دیا جاتا ہے۔ جو طالبہ 50 فیصد سے کم نمبر حاصل کرتی ہے، وہ ناکام شمار کی جاتی ہے۔[1]

مالیاتی صورتحال:

جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد کی مالیاتی صورتحال مکمل طور پر عوامی تعاون پر مبنی ہے۔ یہ ادارہ کسی سرکاری یا غیر ملکی فنڈنگ کے بغیر، اپنے تمام اخراجات کو زکوٰۃ، صدقات، عطیات اور مختلف مخیر حضرات کے تعاون سے پورا کرتا ہے۔ والدین، تاجر حضرات اور دیگر دینی جذبے رکھنے والے افراد جامعہ کی مدد کے لیے انفرادی و اجتماعی سطح پر مالی معاونت فراہم کرتے ہیں۔ رمضان المبارک، عید الاضحیٰ اور دیگر مواقع پر خصوصی مہمات چلائی جاتی ہیں، جن سے مالی و مادی وسائل جمع کیے جاتے ہیں۔ ان عطیات کو شرعی اصولوں کے مطابق طالبات کی تعلیم، رہائش، خوراک اور تدریسی سرگرمیوں پر خرچ کیا۔[2]

جامعہ میں سہولیات برائے طالبات:

جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد میں طالبات کو تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف سہولیات فراہم کی جاتی ہیں تاکہ وہ پُرامن، منظم اور سہولت بخش ماحول میں اپنی دینی و علمی ترقی جاری رکھ سکیں۔ ادارے میں قیام و طعام کی سہولت موجود ہے، جہاں طالبات کو باقاعدہ وقت پر معیاری کھانا اور صاف ستھرا رہائشی ماحول فراہم کیا جاتا ہے۔ تعلیم و تربیت کے لیے کلاس رومز مناسب فرنیچر اور روشنی کے انتظامات سے آراستہ ہیں۔ جامعہ میں صفائی ستھرائی، حفظانِ صحت، پینے کے صاف پانی، اور بجلی کی فراہمی جیسے بنیادی انفراسٹرکچر پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے، تاکہ طالبات ذہنی یکسوئی کے ساتھ اپنے علمی سفر کو جاری رکھ سکیں۔[3]

---

[1] معلمہ سالحہ، جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

[2] ایضاً

[3] ایضاً

مبحث دوم: نصاب ونظام

جامعہ کا نصاب تعلیم

دراسات دینیہ

السنۃ الأولی	السنۃ الثانیۃ
حدر آخری پارہ عم حفظ ربع آخر	
ترجمہ و تفسیر سورۃ یونس تا عنکبوت	ترجمہ و تفسیر سورۃ بقرہ تا یونس از سورۃ العنکبوت تا ختم القرآن
معارف الحدیث جلد 3،2،1	معارف الحدیث جلد 7،6،5،1
تعلیم الاسلام بہشتی زیور جلد 2,3,4	بہشتی زیور جلد 7،6،5
علم الصرف جلد 1,2	طریقۃ الاعصریہ جلد 2
علم النحو	قصص النبیین جلد 4،3
طریقۃ العصریہ جلد 1	علم الصرف جلد 4،3
قصص النبیین جلد 2،1	عوامل النحو
سیرت خاتم الانبیاء	حیات المسلمین
)مولانا مفتی محمد شفیع رحم اللہ(	)[1]اردو(

ثانویہ خاصہ: (ایف-اے)

السنہ الاولی		السنۃ الثانیۃ	
المادہ	**الکتب**	**المادہ**	**الکتب**
ترجمہ تفسیر و تجوید	پارہ عم دو سوال	**ترجمہ و تفسیر**	ترجمہ و مختصر تفسیر از سورۃ یونس تا
	خلاصۃ التجوید ایک سوال		سورۃ عنکبوت
حدیث	جوامع الکلم	**صرف**	علم الصیغہ

---

[1]۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، نصاب البنات،

	زادالطالبین		سوائے باب چہارم ما خاصیات الابواب از علم الصرف جلد ۴
فقہ وسیرت	تعلیم الاسلام تاریخ الاسلام حصہ سوم	**فقہ**	مختصر القدوری از ابتدا تا اختتام کتاب الحج واز کتاب النکاح تا اخر کتاب النفقات
صرف	علم صرف جلد نمبر ۳,۲,۱	**اصول فقہ**	اصول الشاشی کتاب اللہ فقط آسان اصول فقہ مولفہ مولانا خالد سیف اللہ
نحو	علم النحو عوامل النحو باترکیب	**نحو**	ہدایۃ النحو
اللغۃ العربیہ	الطریقۃ العصریہ جلد ۱ عربی کا معلم جلد ۲,۱	**نحو والمنطق**	شرح مائۃ عامل)نوع اول باترکیب(تیسیر المنطق[1]

عالیہ (بی-اے)

السنہ الاولی		**السنۃ الثانیۃ**	
المادہ	**الکتب**	**المادہ**	**الکتب**
ترجمہ وتفسیر	ترجمہ و مختصر تفسیر از سورۃ روم تا اختتام سورۃ مرسلات	**ترجمہ وتفسیر**	ترجمہ تفسیر از ابتدا تا اختتام سورہ توبہ
حدیث	ریاض الصالحین از ابتدا تا کتاب الفضائل	**حدیث**	مشکوۃ جلد اول
فقہ	مختصر القدوری (ما بقیہ) ما سوائے کتاب الفرائض	**حدیث واصول حدیث**	مشکوۃ جلد ثانی مع خیر الاصول
اصول فقہ ومیراث	نور الانوار (بحث سنت و اجماع)	**فقہ**	ہدایہ جلد اول

[1]وفاق المدارس العربیہ پاکستان، نصاب البنات

	سراجی تاختم باب الرد		
البلاغہ	دروس البلاغہ (مکمل)	**اخلاق وتربیت**	مختصر،اسلام اور تربیت اولاد (ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید)
ادب عربی وعقائد	مختارات حصہ اول	**عقائد واصول تفسیر**	شرح عقائد فرض عذاب قبر تا اخر
	العقیدہ الطحاویہ (متن)		علوم القران حصہ اول باب اول حصہ دوم باب اول و دوم (حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی)[1]

عالمیہ (ایم-اے)

السنہ الاولی		**السنۃ الثانیۃ**	
المادہ	**الکتب**	**المادہ**	**الکتب**
تفسیر	منتخبات جلالین جلد اول	**حدیث**	منتخبات جلالین جلد اول
	سورۃ بقرہ و سورۃ نساء جلد الثانی		سورۃ بقرہ و سورۃ نساء جلد الثانی
	سورۃ النور و الطلاق و التحریم مع		سورۃ النور و الطلاق و التحریم مع
	سورۃ فاتحہ		سورۃ فاتحہ
اصول حدیث	تیسیر مصطلح الحدیث	**حدیث**	تیسیر مصطلح الحدیث
	)دکتور محمود الطحان(		)دکتور محمود الطحان(
	آئینہ قادیانیت		آئینہ قادیانیت
	)ابتدائی دس سوال(		)ابتدائی دس سوال(
فقہ	ہدایہ جلد ثانی	**حدیث**	ہدایہ جلد ثانی
	کتاب ا لنکاح، کتاب الطلاق تا آخر		کتاب ا لنکاح، کتاب الطلاق تا آخر
	کتاب الایمان		کتاب الایمان
حدیث	طحاوی	**حدیث**	طحاوی
	کتاب الصلاۃ تا کتاب الجنائز		کتاب الصلاۃ تا کتاب الجنائز
حدیث	جامع ترمذی جلد دوم	**حدیث**	جامع ترمذی جلد دوم

[1] وفاق المدارس العربیہ پاکستان، نصاب البنات

حدیث	باستثناء کتاب العلل سنن ابوداؤد جلد اول ماسوائے کتاب الصلاۃ	حدیث	باستثناء کتاب العلل سنن ابوداؤد جلد اول ماسوائے کتاب الصلاۃ[1]

موجودہ تعلیمی شعبہ جات:

شعبہ تحفیظ القرآن الحکیم:

جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد میں شعبہ *تحفیظ القرآن الحکیم* نہایت منظم، معیاری اور تربیت یافتہ اسلوب کے تحت کام کر رہا ہے۔اس شعبے کا بنیادی مقصد طالبات کو قرآن مجید مکمل حفظ کروانا اور تجوید و قراءت کے اصولوں کے مطابق یاد کروانا ہے تاکہ وہ نہ صرف قرآن کی حافظہ بنیں بلکہ اسے درست تلفظ اور فہم کے ساتھ پڑھنے کی اہلیت بھی رکھیں۔[2]

شعبہ تعلیم النساء:

جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد کے تحت قائم شعبہ تعلیم *النساء* ایک خصوصی تعلیمی و تربیتی شعبہ ہے، جو اسکول، کالج، یونیورسٹی کی طالبات اور گھریلو خواتین کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔اس شعبے کا مقصد خواتین کو دین کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کروانا، ان کی دینی فہم کو پختہ بنانا، اور زندگی کے مختلف مراحل میں اسلامی اصولوں کے مطابق رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ خواتین کے اوقات اور مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے جز وقتی کلاسز اور آن لائن تعلیم کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ان کورسز میں فقہ خواتین، اخلاقی تربیت، اسلامی خطابت، اور سیرت کے خصوصی لیکچرز شامل ہوتے ہیں، جو خواتین کو علمی و فکری طور پر مضبوط بناتے ہیں۔یہ شعبہ خواتین کی دینی فلاح، فکری بالیدگی اور اسلامی شعور کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔[3]

ایک سالہ تجوید للعالمات: (صرف فارغ التحصیل عالمات کے لیے)

جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد کے تحت "ایک سالہ تجوید للعالمات" کا خصوصی کورس صرف ان خواتین کے لیے ترتیب دیا گیا ہے جو درس نظامی مکمل کر چکی ہیں (یعنی فارغ التحصیل عالمات ہیں)۔اس کورس کا مقصد عالمات کی قراءت، تجوید اور تلفظ کو بہتر بنانا، ساتھ ہی قرآنِ کریم کی ادائیگی کو شرعی اصولوں کے مطابق بنانے میں ان کی مہارت کو نکھارنا ہے۔ جامعہ صدیقہ للبنات میں مخارج و صفات کی تصحیح پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے تاکہ

---

[1] وفاق المدارس العربیہ پاکستان، نصاب البنات،

[2] جامعہ صدیقہ للبنات،اسلام آباد تعارفی بیانیہ ،اشاعت: 2024، صفحہ نمبر 4

[3] https://www.facebook.com/JamiaSiddiqaISBOfficial/about (مشاہدہ: 5 مئی 2025ء)

قرآن کی تلاوت میں ہر حرف کی درست ادائیگی ممکن ہو سکے۔ تجوید کے تمام قواعد نہ صرف نظری طور پر پڑھائے جاتے ہیں بلکہ عملی مشق کے ذریعے بار بار دہرانے سے طالبات میں مہارت پیدا کی جاتی ہے۔ طالبات مکمل قرآن مجید کی تلاوت مع معلمہ کی نگرانی کے تحت کرتی ہیں تاکہ ہر ممکن اصلاح کی جا سکے۔ اس کورس کی تدریس سادہ اور جامع انداز میں کی جاتی ہے تاکہ ہر عالمہ اپنی خامیوں کو پہچان کر انہیں درست کر سکے۔ ماہر اور تجربہ کار معلمات جو خود قراءت و تجوید میں مہارت رکھتی ہیں، طالبات کو انفرادی توجہ بھی دیتی ہیں۔ یہ ایک سالہ کورس خاص طور پر ان عالمات کے لیے مفید ہے جو تدریسِ قرآن میں مصروف ہیں یا مستقبل میں اس میدان میں خدمات انجام دینا چاہتی ہیں، کیونکہ یہ کورس ان کی تلاوت میں نکھار کے ساتھ ساتھ تعلیمی صلاحیتوں کو بھی بڑھاتا ہے۔[1]

آن لائن تجوید کورس برائے عالمات:

جامعہ کی جانب سے عالمات کے لیے آن لائن تجوید کورس کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔ یہ کورس خاص طور پر ان عالمات کے لیے ہے جو دور دراز علاقوں میں رہتی ہیں یا دیگر وجوہات کی بنا پر جامعہ میں بذاتِ خود شامل نہیں ہو سکتیں۔ اس کورس میں مخارج وصفات کی درست ادائیگی، قواعد تجوید کی مکمل عملی مشق، اور قرآن کی تلاوت میں بہتری کے لیے بار بار مشق کرائی جاتی ہے۔ ماہر اور تجربہ کار معلمات کی نگرانی میں یہ کورس جدید آن لائن ٹیکنالوجی کے ذریعے آسان اور موثر طریقے سے پڑھایا جاتا ہے، تاکہ طالبات گھر بیٹھے معیاری تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس کورس کا مقصد عالمات کی قرآنی تلاوت کو بہتر بنانا اور انہیں تدریسی میدان میں مزید مستعد بنانا ہے، تاکہ وہ اپنے علمی و روحانی فریضے کو بخوبی انجام دے سکیں۔[2]

دو سالہ فہمِ دین کورس:

جامعہ میں خواتین کے لیے خاص طور پر دو سالہ فہمِ دین کورس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کورس کا بنیادی مقصد طالبات کو اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کرنا اور ان کے فہم کو وسیع کرنا ہے تاکہ وہ دینی مسائل کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور اپنی روزمرہ زندگی میں دین کی رہنمائی پر عمل پیرا ہو سکیں۔ اس پروگرام میں عقائد، فقہ، تفسیر، حدیث، اور اسلامی اخلاقیات جیسے اہم مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں، عصری مسائل اور موجودہ چیلنجز کا بھی احاطہ کیا جاتا ہے تاکہ طالبات موجودہ دور کی ضروریات کے مطابق دین کی تعلیم حاصل کر کے معاشرتی اور ذاتی زندگی میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ ماہر اور تجربہ کار اساتذہ کی زیر نگرانی یہ کورس نظری اور عملی دونوں طرح کی تعلیم پر زور دیتا ہے، جس کے ذریعے خواتین نہ صرف دینی طور پر مضبوط بنتی ہیں بلکہ اپنی سماجی ذمہ داریوں کو بھی بہتر طریقے سے نبھا سکتی ہیں۔[3]

---

[1] https://www.facebook.com/JamiaSiddiqaISBOfficial/about

[2] https://www.jamiasaddiqaisb.com

[3] ۔ ایضاً

دورہ تفسیر و تجوید:

میری تحقیق کے دوران معلوم ہوا کہ جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد میں **دورہ تفسیر و تجوید** کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد طالبات کو قرآنِ مجید کی تفسیر اور تجوید کے اصولوں سے نہ صرف علمی بلکہ عملی طور پر گہری واقفیت فراہم کرنا ہے۔ اس دورے میں قرآنِ کریم کی آیات کے معانی، مفاہیم، اور ان کے تاریخی و فقہی پس منظر پر مفصل روشنی ڈالی جاتی ہے، تاکہ طالبات قرآن کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور اپنی عملی زندگی میں اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔ تجوید کے شعبے میں، مخارج الحروف، صفات، اور قراءت کی درست ادائیگی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے، تاکہ طالبات نہ صرف روانی بلکہ صحت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کر سکیں۔ یہ دورہ طالبات کی قرآنی فہم، اخلاقی شعور اور عملی زندگی پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے، اور ان کی علمی و روحانی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔[1]

شعبہ فنی تعلیم:

جامعہ میں نہ صرف دینی اور عصری تعلیم دی جاتی ہے بلکہ ان کی فنی تربیت کے لیے بھی ایک منظم اور مکمل نظام موجود ہے تاکہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں خود مختار اور ہنر مند بن سکیں۔ اس سلسلے میں ہفتہ وار کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں طالبات کو سلائی، کڑھائی، اور گھریلو امور کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔ یہ کلاسز عملی مشقوں پر مبنی ہوتی ہیں جہاں طالبات کو مختلف کپڑوں کے ڈیزائن بنانے اور کھانا پکانے کی جدید و روایتی تکنیکیں سکھائی جاتی ہیں۔ اس تربیت کا مقصد نہ صرف ان کی روزمرہ زندگی میں بہتری لانا ہے بلکہ انہیں ایسے ہنر بھی فراہم کرنا ہے جو وہ پیشہ ورانہ طور پر بھی استعمال کر سکیں۔ اس کے علاوہ، جامعہ میں سالانہ مقابلے بھی منعقد کیے جاتے ہیں جن کے ذریعے طالبات کی تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارا جاتا ہے، خاص طور پر کھانے پکانے کے شعبے میں جہاں وہ اپنی مہارت کا مظاہرہ کرتی ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو دوسروں کے سامنے پیش کرنے کا موقع پاتی ہیں۔[2]

نشر و اشاعت:

جامعہ صدیقہ للبنات کی نشر و اشاعت کا شعبہ دینی علوم اور اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کا ذمہ دار ہے۔ اس شعبے کے ذریعے جامعہ کی علمی تحقیقات، فکری مضامین، اور دینی کتب کو پرنٹ اور ڈیجیٹل دونوں صورتوں میں شائع کیا جاتا ہے تاکہ دینی علم وسیع پیمانے پر عام ہو سکے۔ نشر و اشاعت کے ذریعے طالبات اور عام مسلمانوں تک قرآن و حدیث کی درست تعلیمات پہنچائی جاتی ہیں اور جدید دور کے چیلنجز کے مطابق اسلامی فکر کو

---

[1] جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد، تعارفی کتابچہ، مشاہدہ: 1 جون 2025ء۔

[2] ایضاً

فروغ دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ،اس شعبے میں سیمینارز،ورکشاپس اور لیکچرز کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ علمی بحث ومباحثہ کو فروغ دیا جا سکے اور جامعہ کے نصاب ومقاصد کو معاشرے تک پہنچایا جا سکے۔[1]

غیر نصابی سرگرمیاں:

جامعہ صدیقہ للبنات میں تعلیم کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیا جاتا ہے تاکہ طالبات کی روحانی، سماجی اور ذاتی ترقی کو یقینی بنایا جا سکے۔ان سرگرمیوں کا مقصد طالبات کی مجموعی شخصیت سازی ہے، جس سے وہ نہ صرف دینی علوم میں مہارت حاصل کرتی ہیں بلکہ سماجی خدمات، قیادت،اور مختلف فنون میں بھی اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کر پاتی ہیں۔اس طرح جامعہ کی طالبات ایک متوازن اور باصلاحیت فرد کے طور پر ابھرتی ہیں جو معاشرتی اور دینی دونوں میدانوں میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل ہوتی ہیں۔

بزم ادب وخطابت:

جامعہ صدیقہ للبنات میں بزمِ ادب وخطابت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے جس کا مقصد طالبات کی ادبی ذوق کو نکھارنا اور انہیں موثر اور پُر اثر خطابت کی مہارت سے آراستہ کرنا ہے۔اس پلیٹ فارم پر طالبات کو شعر ونثر کی ادبی تحریر، تقریر کی فنون،اور عوامی خطاب کی تکنیکیں سکھائی جاتی ہیں تاکہ وہ خوداعتمادی کے ساتھ دینی وسماجی موضوعات پر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ بزم ادب وخطابت سے طالبات میں اظہارِ خیال کی صلاحیت بڑھتی ہے اور وہ نہ صرف تعلیمی میدان میں بلکہ مختلف اجتماعات میں بھی مؤثر طور پر اپنی بات پہنچانے کے قابل بن جاتی ہیں۔

سالانہ مقابلہ حفظ النصوص:

جامعہ میں ہر سال ایک خصوصی علمی مقابلہ منعقد کیا جاتا ہے جس میں طالبات اپنی یاد کردہ دینی عبارات،احادیث،اور فقہی متون کو درست تلفظ،روانی اور اعتماد کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔اس مقابلے کا مقصد نہ صرف طالبات کی یادداشت کو مضبوط بنانا ہے بلکہ ان کی زبانی اظہار کی مہارت، علمی اعتماد،اور دینی علم کی گہرائی کو بھی جانچنا ہوتا ہے۔ یہ سرگرمی طالبات میں علمی مقابلے کا مثبت رجحان پیدا کرتی ہے اور انہیں مزید محنت ولگن کے ساتھ دینی متون کو یاد کرنے کی ترغیب دیتی ہے، جس سے ان کی دینی استعداد میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے۔[2]

---

[1] ایضاً

[2]۔ جامعہ صدیقہ للبنات،اسلام آباد، تعارفی کتابچہ،اشاعت: 2024،صفحہ نمبر 8

مختلف کھیلوں میں شرکت:

طالبات کو مختلف کھیلوں میں حصہ لینے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں تاکہ ان کی جسمانی صحت، چُستی اور ٹیم ورک کی صلاحیتوں کو فروغ دیا جاسکے۔ان کھیلوں میں حصہ لے کر طالبات نہ صرف تفریح حاصل کرتی ہیں بلکہ نظم وضبط، باہمی تعاون اور مثبت مسابقت کا جذبہ بھی پروان چڑھتا ہے۔ یہ سر گرمیاں طالبات کی ہمہ جہت ترقی میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔[1]

سجاوٹ اور دیگر تخلیقی امور:

جامعہ صدیقہ للبنات میں فنی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لیے سجاوٹ اور دیگر تخلیقی امور پر مبنی مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں۔ان مقابلوں کا مقصد طالبات کی جمالیاتی ذوق، تخلیقی سوچ،اور عملی مہارتوں کو فروغ دینا ہوتا ہے۔اس دوران طالبات مختلف فنون جیسے آرٹ، ڈیزائن،اور سجاوٹ میں اپنے ہنر کا مظاہرہ کرتی ہیں،جو نہ صرف ان کی دلچسپیوں کو جِلا بخشتا ہے بلکہ ان کی خود اعتمادی میں بھی اضافہ کرتا ہے۔[2]

---

[1] ایضاً

[2] ایضاً

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات بذریعہ سروے:

اس مطالعہ میں جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد کے حالیہ فارغ التحصیل طالبات کے انٹرویوز شامل ہیں، جواب مختلف تعلیمی، مذہبی اور سماجی شعبوں میں سرگرم عمل ہیں۔ ان انٹرویوز کا بنیادی مقصد یہ جاننا تھا کہ ادارے کی طرف سے فراہم کی جانے والی مذہبی اور تعلیمی خدمات خواتین طالبات کی فکری، عملی اور سماجی ترقی میں کس قدر مؤثر طریقے سے معاون ثابت ہوتی ہیں۔ تحقیق اس بات کی تحقیق کرتی ہے کہ جامعہ صادقہ میں نصاب، تدریسی طریقہ کار اور مجموعی تربیتی ماحول کس حد تک عصری ضروریات سے ہم آہنگ ہے اور کیا ممکنہ اصلاحات طالبات کی جدید معاشرے میں نتیجہ خیز کردار ادا کرنے کی صلاحیت کو مزید بڑھا سکتی ہیں۔ ان انٹرویوز کے ذریعے، مطالعہ نے یہ بھی سمجھنے کی کوشش کی کہ ان گریجویٹس کو حقیقی زندگی میں کس قسم کے مواقع اور چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور یہ کہ ادارہ اپنے تعلیمی اور ترقیاتی فریم ورک کو بہتر بنا کر اپنے سابق طالبات کی مزید مدد کیسے کر سکتا ہے۔ خاص طور پر اس بات پر توجہ دی گئی کہ آیا مدرسہ کا موجودہ تعلیمی ڈھانچہ طالبات کو مکمل طور پر مذہبی علم سے آراستہ کرتا ہے یا انہیں سماجی، خاندانی اور تعلیمی سطحوں پر بامعنی حصہ ڈالنے کا اختیار بھی دیتا ہے

1. آپ کو لگتا ہے کہ ادارہ کے نظام میں کوئی خامی ہے؟

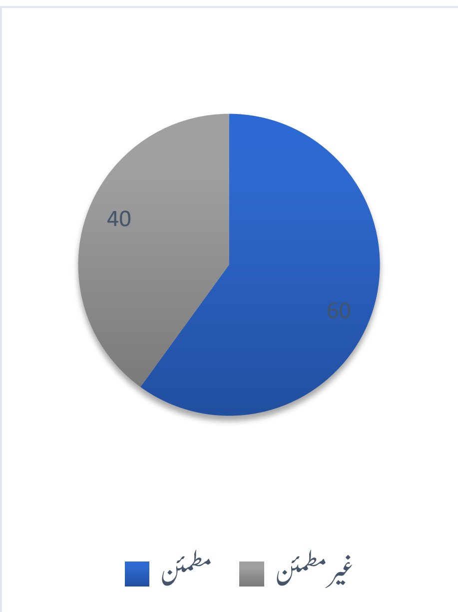

60 فیصد طالبات ادارے کے نظام، نصاب، اور مجموعی تربیتی ماحول سے مطمئن تھیں اور اسے دینی، اخلاقی اور روحانی تربیت کے لیے مؤثر قرار دیتی ہیں۔ ان کے مطابق جامعہ کا ماحول پرسکون، باحیا اور علم دوست تھا جس نے ان کی دینی بنیاد کو مستحکم کیا۔

تاہم، باقی 40 فیصد طالبات نے کچھ اہم چیلنجز کی نشاندہی کی کہ جامعہ میں انہیں دینی علوم کی مکمل اور منظم تعلیم دی گئی، جس نے ان کی فکری اور روحانی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ لیکن نصاب میں عصری علوم کی غیر موجودگی ایک واضح کمی محسوس ہوئی۔ جب وہ عملی زندگی یا یونیورسٹی کے ماحول میں داخل ہوئیں، تو انہیں کمیونیکیشن، سوشیالوجی، یا جدید دنیا کے مسائل سے متعلق بنیادی سمجھ بوجھ کی کمی محسوس ہوئی۔ خصوصاً جب وہ مدرسے سے نکل کر یونیورسٹی یا کسی مخلوط سماجی ماحول میں قدم رکھتی ہیں۔ ان طالبات کا کہنا تھا کہ مدرسے کے سخت اور رسمی ماحول نے ان میں خود اعتمادی کی کمی پیدا کی، خاص طور پر مخلوط اداروں میں مرد اساتذہ یا ایڈمنسٹریشن سے بات چیت، سوال کرنے، یا اپنی بات اعتماد سے پیش کرنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑا۔

2. نصاب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

70 فیصد نے کہا نصاب کافی جامع تھا اور مذہبی تعلیم کے بنیادی اور اعلی درجے کے ذریعے ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ تاہم 30 فیصد نے محسوس کیا کہ جدید مسائل اور عصری موضوعات جیسے کہ سوشل میڈیا، اخلاقی چیلنجز، اور بین المذاہب مکالمے پر مواد موجود نہیں ہے۔ اگر نصاب میں تھوڑی سی تبدیلی کی جائے اور کچھ عصری مضامین کو شامل کیا جائے تو موجودہ دور میں طلبہ اپنا کردار بہتر طریقے سے ادا کر سکیں گے۔

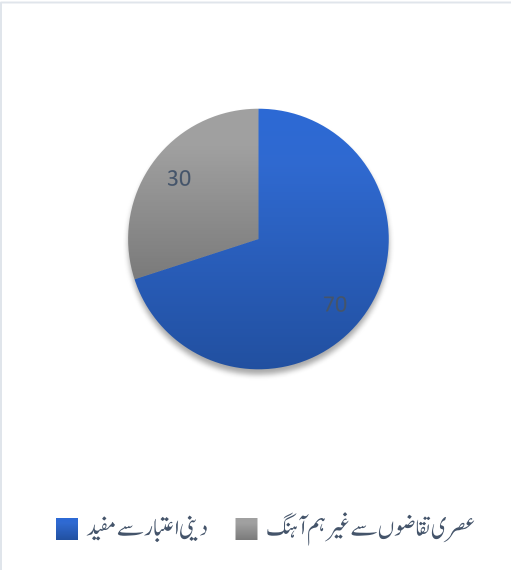

3.. فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کی مصروفیات کیا ہیں؟

جب جامعہ کی فارغ التحصیل طالبات سے ان کی روزمرہ مصروفیات کے بارے میں دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کی سرگرمیاں زیادہ تر دینی اور تدریسی خدمات کے گرد گھومتی ہیں۔ تقریباً 50 فیصد طالبات ایسی تھیں جو مختلف دینی اداروں میں تدریسِ قرآن، قواعدِ تجوید، اور فقہی دروس جیسے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ جیسے خواتین کے لیے دینی تربیتی کلاسز، رفاہی اداروں میں خدمت، یا آن لائن اسلامی مواد کی تیاری۔ 20 فیصد طالبات نے بتایا کہ وہ دینی فلاحی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ چونکہ جامعہ صدیقہ کے نصاب میں عصری تعلیم شامل نہیں ہے، اس لیے 30 فیصد طالبات نے اپنی تعلیمی کمی کو محسوس کرتے ہوئے بعد از فراغت کسی یونیورسٹی یا آن لائن پلیٹ فارمز سے جدید علوم کے حصول کی کوشش شروع کی، تاکہ وہ موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکیں۔

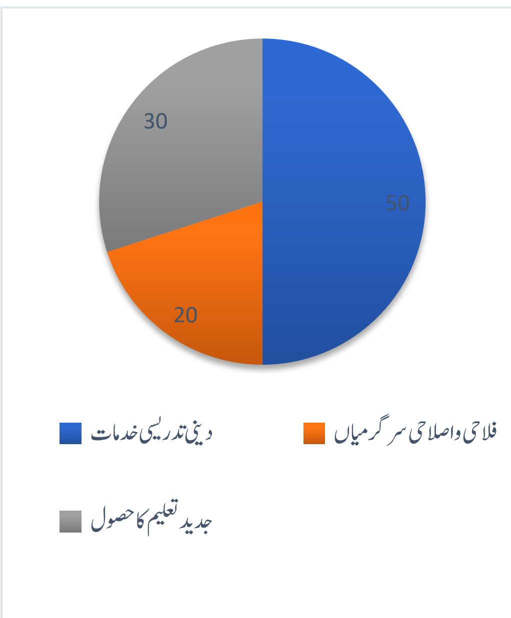

4۔ تعلیمی ماحول میں اساتذہ کا اخلاقی رویہ آپ کی نظر میں کیسا ہے؟

جب جامعہ کی طالبات سے اساتذہ کے برتاؤ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو 95 فیصد نے مثبت رائے کا اظہار کیا۔ ان کے مطابق اساتذہ نہایت خوش اخلاق، نرم مزاج اور طالبات کے

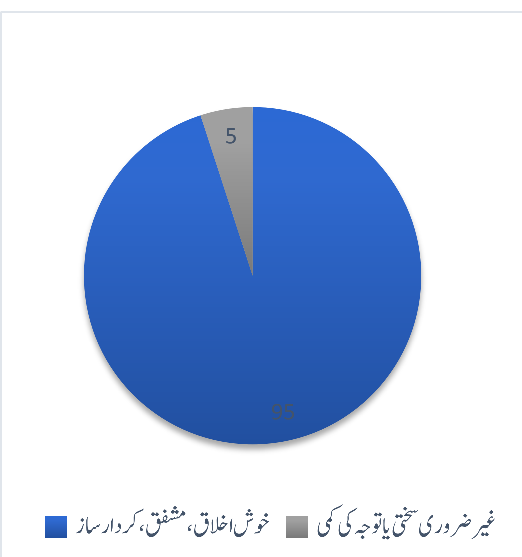

ساتھ ہمدردی وشفقت سے پیش آتے ہیں۔ صرف 5 فیصد طالبات نے اس امر کی نشاندہی کی کہ بعض اوقات اساتذہ کی طرف سے غیر ضروری سختی یا توجہ کی کمی محسوس ہوتی ہے، جس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

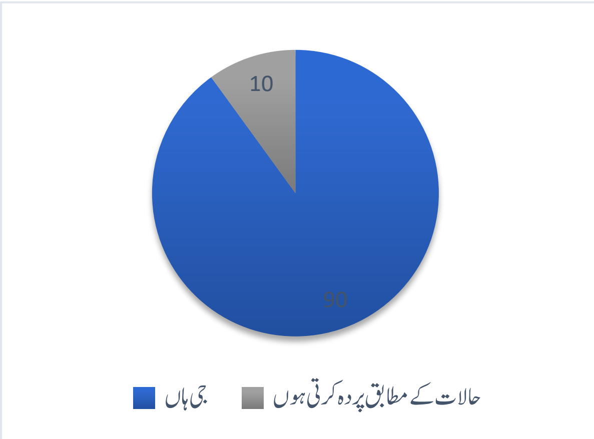

5. کیا آپ شرعی پردہ کرتی ہیں؟

جامعہ صدیقہ کی طالبات کے بیچ تحقیق کے دوران معلوم ہوا کہ 90 طالبات شرعی پردہ کرتی ہیں، تاہم 10٪ طالبات نے اس سے انکار کیا ہے۔

6۔ آپ کے خیال میں جامعہ کا نصاب کس حد تک جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہے؟

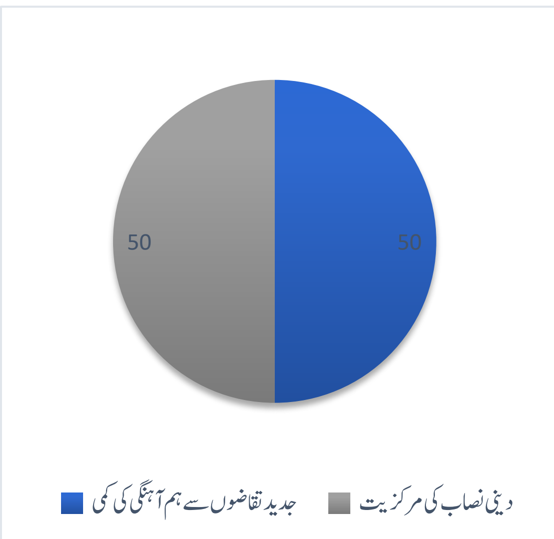

.کچھ طالبات 50% نے محسوس کیا کہ آج کے دور میں عصری تعلیم بھی ضروری ہے، اور دینی نصاب کے ساتھ جدید مضامین جیسے انگریزی، کمپیوٹر یا سوشل سائنسز کی شمولیت سے طالبات کی صلاحیتیں بڑھ سکتی ہیں۔ طالبات 50% نے اس بات پر زور دیا کہ جامعہ صدیقہ میں صرف دینی علوم کی تدریس ہوتی ہے، اور عصری تعلیم یا سائنسی و معاشرتی مضامین نصاب کا حصہ نہیں ہیں۔ ان کے مطابق ادارہ کا بنیادی مقصد اسلامی تعلیمات کی ترویج ہے۔

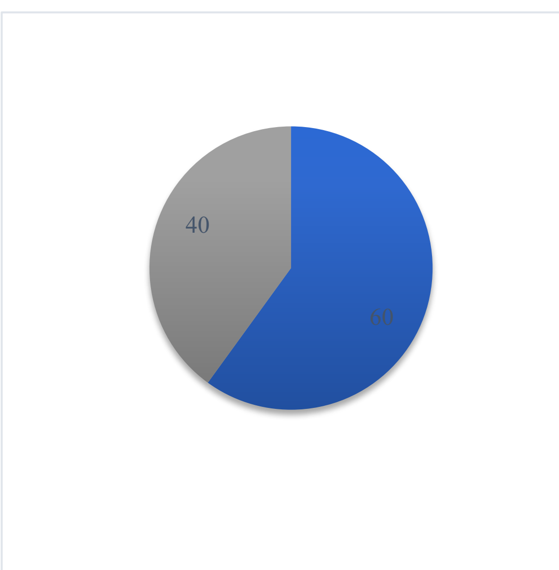

7. زیر تعلیم طالبات کے نام کوئی پیغام

60 فیصد فارغ التحصیل طالبات نے اس بات پر زور دیا کہ صرف تعلیم حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ اس علم کو اپنے اخلاق و کردار میں ظاہر کرنا بھی لازم ہے۔ انہوں نے طالبات کو نصیحت کی کہ وہ وقت کی قدر کریں، طالبعلمی کے ایام کو ضائع نہ کریں، اور ہر لمحہ سیکھنے کی نیت سے گزاریں۔ ان پیغامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جامعہ کی تعلیم نہ صرف علمی بلکہ روحانی و اخلاقی تربیت کا بھی ذریعہ ہے۔ 40 فیصد طالبات نے اس بات پر زور دیا کہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم اور زبانوں (خصوصاً انگریزی و عربی) کی تعلیم بھی

حاصل کرنی چاہیے تاکہ طالبات جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکیں اور معاشرے میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ مجموعی طور پر یہ پیغامات اس بات کا اظہار ہیں کہ فارغ التحصیل طالبات دینی علم کو ایک مکمل طرزِ زندگی سمجھتی ہیں، اور وہ چاہتی ہیں کہ نئی نسل اس علم کے ساتھ عصرِ حاضر کی ضروریات سے بھی آگاہ ہو۔

8. کیا آپ جامعہ میں مزید کسی بھی مثبت تبدیلی کے خواہش مند ہیں؟

جب فارغ التحصیل طالبات سے یہ پوچھا گیا کہ کیا وہ جامعہ میں کسی مثبت تبدیلی کی خواہش رکھتی ہیں، تو 60 فیصد نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا اور کسی تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ جبکہ 40 فیصد طالبات نے خواہش ظاہر کی کہ جامعہ میں تدریس کے جدید طریقے اپنائے جائیں، اور بالخصوص عربی و انگریزی زبانوں کی تعلیم کو مضبوط کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے نصاب میں عصری تعلیم کو بھی شامل کرنے کی تجویز دی، تاکہ طالبات جدید دور کے تقاضوں سے بہتر طور پر ہم آہنگ ہو سکیں۔

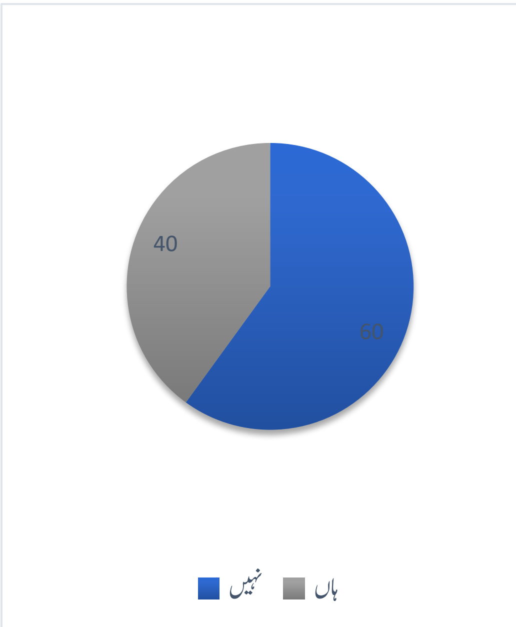

9۔ آپ معاشرے میں کس انداز سے اپنا کردار ادا کرنے کی خواہاں ہیں؟

جامعہ کی فارغ التحصیل طالبات میں 70 فیصد نے معاشرے میں اپنا کردار دینی و سماجی خدمات کے ذریعے ادا کرنے کی خواہش ظاہر کی، جن میں تدریس کے ذریعے نئی نسل کو قرآن و سنت سے روشناس کرانا اور اصلاحِ معاشرہ شامل ہے۔ جبکہ 30 فیصد طالبات نے خواتین و بچوں کی فلاح و بہبود اور رفاہی کاموں میں حصہ لینے کا عزم ظاہر کیا۔

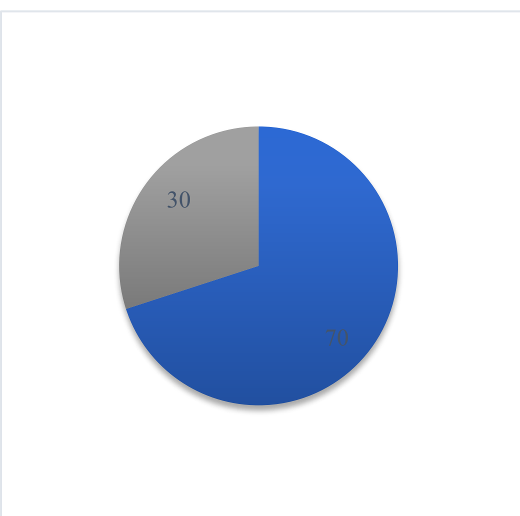

10.آپ کو ادارے کی تربیت میں کوئی خلا نظر آتا ہے؟

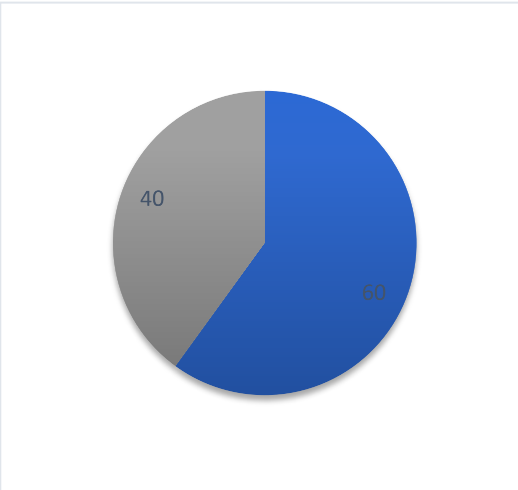

جامعہ صدیقہ للبنات کی فارغ التحصیل طالبات کی آراء سے یہ بات سامنے آئی کہ 60 فیصد طالبات چاہتی ہیں کہ ادارے میں ایسی خصوصی تربیتی کلاسز کا انعقاد کیا جائے جو ان کی ذاتی، تعلیمی اور عملی صلاحیتوں کو بہتر بنانے میں مددگار ہوں۔ دوسری جانب، 40 فیصد طالبات نے اس بات پر زور دیا کہ مذہبی تعلیمات کے مؤثر ابلاغ کے لیے تربیتی ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے، تاکہ وہ سیکھ سکیں کہ دین کے پیغام کو جدید تقاضوں کے مطابق سماج میں کیسے مؤثر طریقے سے پہنچایا جا سکتا ہے۔ ان تجاویز سے یہ امر نمایاں ہوتا ہے کہ طالبات اپنے اندر مہارت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ دین کی خدمت کو مؤثر انداز میں انجام دینے کی خواہاں ہیں۔

11۔ نصاب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

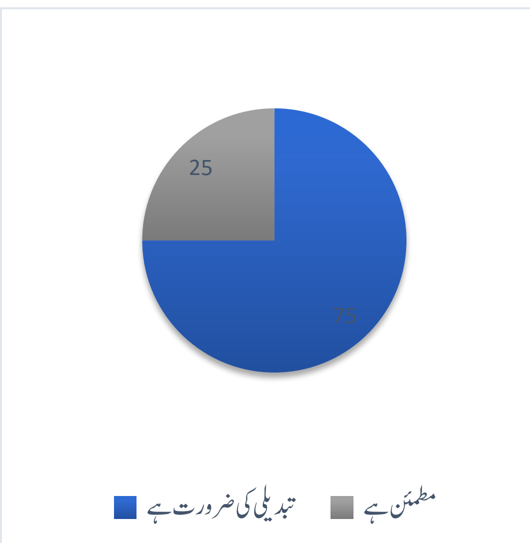

جامعہ صدیقہ للبنات کی فارغ التحصیل طالبات سے نصابِ تعلیم کے بارے میں رائے دریافت کی گئی تو ان کے جوابات سے اندازہ ہوا کہ اکثریت یعنی تقریباً 75 فیصد طالبات نے موجودہ دینی نصاب کو جامع، مفصل اور روحانی تربیت کے لیے مؤثر قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ نصاب ان کی دینی شناخت کو مضبوط بنانے اور انہیں بطور معلمہ یا مبلغہ تیار کرنے میں معاون ثابت ہوا۔ تاہم، 25 فیصد طالبات نے اس رائے کا اظہار کیا کہ اگرچہ دینی نصاب کافی مضبوط ہے، مگر عصرِ حاضر کے بعض تقاضوں مثلاً عصری مسائل، سوشل میڈیا کی اخلاقی رہنمائی، اور معاشرتی چیلنجز پر بھی کچھ مواد شامل کیا جانا چاہیے تاکہ طالبات اپنے علم کو زمانے کے حالات کے مطابق مؤثر انداز میں پیش کر سکیں۔

کیاآپ نے فراغت کے بعد دینی خدمات اور معاشرتی مسائل کے حل کے لیے مطالعہ جاری رکھا؟12.

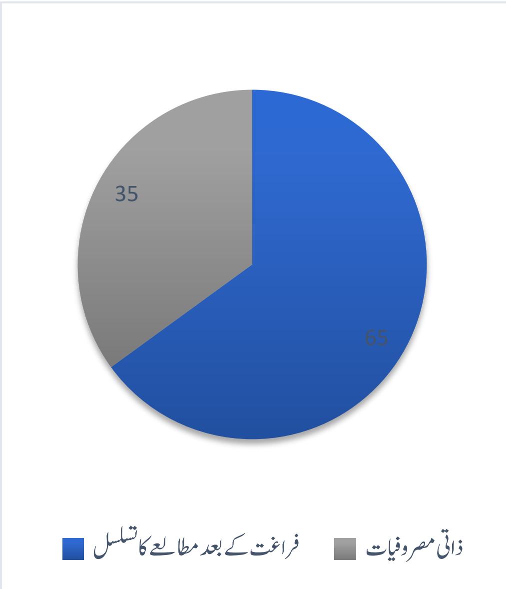

جامعہ صدیقہ للبنات کی فارغ التحصیل طالبات سے یہ سوال پوچھا گیا کہ آیا انہوں نے فراغت کے بعد بھی دینی خدمات اور معاشرتی مسائل کے حل کے لیے مطالعہ کا سلسلہ جاری رکھا۔اس سوال کے جواب میں 65فیصد طالبات نے تصدیق کی کہ وہ باقاعدگی سے دینی کتب، فقہی مسائل،اور اصلاحی لٹریچر کا مطالعہ کرتی ہیں تاکہ دین کے پیغام کو بہتر انداز میں معاشرے تک پہنچا سکیں اور مختلف سماجی چیلنجز کا دینی بنیادوں پر حل پیش کر سکیں۔ جبکہ 35 فیصد طالبات نے بتایا کہ انہوں نے مطالعہ کا سلسلہ ترک کر دیا یا دیگر گھریلو و ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مستقل مطالعہ ممکن نہ ہو سکا۔ طالبات نے بتایا کہ انہوں نے مطالعہ کا سلسلہ ترک کر دیا یا دیگر گھریلو وذاتی مصروفیات کی وجہ سے مستقل مطالعہ ممکن نہ ہو سکا۔

تجاویز:

جامعہ صدیقہ للبنات اسلام آباد کی مجموعی دینی خدمات اور تعلیمی ماحول قابلِ تحسین ہے، تاہم موجودہ دور کے تقاضوں اور طالبات کی آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے چند اصلاحی تجاویز پیش کی جاسکتی ہیں۔ سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ طالبات کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری ضروریات سے بھی ہم آہنگ کیا جائے، جس کے لیے انگریزی، اردو، اور کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم کو جزوی طور پر نصاب میں شامل کیا جانا سودمند ہوگا۔ زبانوں کی مہارت، خاص طور پر عربی وانگریزی میں تحریر و تقریر کی تربیت، طالبات کو عالمی سطح پر دینی پیغام مؤثر انداز میں پہنچانے کے قابل بناتی ہے۔ اسی طرح طالبات کی اخلاقی اور فکری تربیت کے لیے تربیتی ورکشاپس، مذاکرے، اور سیمینارز کا انعقاد ضروری ہے۔ فارغ التحصیل طالبات کی رہنمائی کے لیے ایک کیریئر کونسلنگ سیل قائم کیا جاسکتا ہے جو انہیں تدریس، دعوت اور اعلیٰ تعلیم کے میدان میں رہنمائی فراہم کرے۔ علاوہ ازیں سابق طالبات کے تجربات نیٹ ورک تشکیل دیا جانا چاہیے۔ یہ تمام تجاویز جامعہ صدیقہ کی دینی و تعلیمی خدمات کو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔

فصل دوم: جامعۃ الفاطمیہ للبنات (اہلِ تشیع مکتبِ فکر)

مبحث اول: جامعہ کا تعارف وطریقہ تدریس

تعارف:

آمنہ زہرہ نے مدرسہ جامعۃ الفاطمیہ للبنات کا تعارف پیش کرتے ہوئے بتایا کہجامعہ الفاطمیہ للبنات کی بنیاد 2008 میں مولانا فروع احمد نقوی نے رکھی، جو اس ادارے کے بانی ہیں۔ ادارے کی موجودہ مہتمم محترمہ عالیہ خانم مصباح نقوی ہیں۔ [1] یہ ایک دینی مدرسہ ہے جو طالبات کو اسلامی تعلیمات کے فروغ اور علمی و فکری تربیت فراہم کرنے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ یہاں تدریس کے فرائض انجام دینے والے تمام اساتذہ کرام المصطفیٰ انٹر نیشنل یونیورسٹی (ایران) سے فارغ التحصیل ہیں ۔ یہ جامعہ ایک معتبر اور معروف اسلامی تعلیمی ادارہ ہے جو خواتین کے لیے دینی و دنیاوی تعلیم فراہم کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس جامعہ کا مقصد طالبات کو اعلیٰ معیار کی اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید علوم سے بھی آراستہ کرنا ہے تاکہ وہ نہ صرف دینی علوم میں مہارت حاصل کریں بلکہ عصری تقاضوں کے مطابق اپنی زندگی کو بھی بہتر بنا سکیں۔ جامعہ فاطمیہ میں مختلف دینی شعبہ جات کے علاوہ زبانوں، علومِ معاشرت، اور دیگر جدید موضوعات کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ طالبات علمی، فکری اور عملی طور پر مکمل تربیت پا سکیں۔ [2]

جامعہ میں اس وقت 120 سے زائد طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ داخلے کے لیے میٹرک، ایف اے یا ایف ایس سی سطح کی تعلیم ضروری ہے، جس کے بعد ایک داخلہ ٹیسٹ لیا جاتا ہے۔ کامیاب امیدواروں کو چار سالہ تعلیمی پروگرام میں داخلہ دیا جاتا ہے، جس کا نصاب براہِ راست المصطفیٰ انٹر نیشنل یونیورسٹی ایران سے منظور شدہ ہوتا ہے۔ اس ادارے سے حاصل شدہ ڈگری کو دیگر تعلیمی اداروں میں بھی تسلیم کیا جاتا ہے، اور جامعہ سے فارغ التحصیل طالبات کو اعلیٰ تعلیم کے لیے ایران میں المصطفیٰ انٹر نیشنل یونیورسٹی بھیجا جاتا ہے، جہاں داخلے کے لیے ہر مضمون میں کم از کم ساٹھ فیصد نمبر حاصل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ جامعہ میں تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے کے لیے جدید سہولیات فراہم کی گئی ہیں جن میں کمپیوٹر لیب اور ایک وسیع لائبریری شامل ہے۔ یہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم اور عملی تربیت بھی فراہم کی جاتی ہے تاکہ طالبات عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر دین و دنیا دونوں میدانوں میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ جامعہ کی فارغ التحصیل کئی طالبات اس وقت ایران میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہیں، جو اس ادارے کی علمی معیار اور تربیتی نظام کی کامیابی کا ثبوت ہیں۔ [3]

---

[1] معلمہ آمنہ زہرہ، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

[2] ۔ ایضا

[3] ۔ ایضا

محل وقوع:

جامعۃ الفاطمیہ للبنات، G-13، اسلام آباد میں واقع ایک معروف اور بااعتماد دینی درسگاہ ہے، جو اہلِ تشیع مکتبِ فکر سے وابستہ ہے۔ یہ ادارہ طالبات کو دینی علوم، اخلاقیات، اور عقائد کی تعلیم فراہم کرنے کے لیے ایک مربوط نظامِ تعلیم کے تحت خدمات انجام دے رہا ہے۔[1]

جامعہ فاطمیہ کی ممتاز اساتذہ اور ان کا تعلیمی کردار:

جامعہ فاطمیہ للبنات میں تدریسی عمل ایک باصلاحیت اور علمی تربیت یافتہ فیکلٹی کے زیرِ نگرانی انجام دیا جاتا ہے، جو طالبات کی فکری، روحانی اور تعلیمی نشو و نما میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہے۔ اساتذہ میں محترمہ مبارکہ نگری، زہرا رضا، ثعلبیہ نقوی، فریال ضمیر، تہمینہ، منزہ جان، اور نازیہ منتظری شامل ہیں، جبکہ مولانا احمد نقوی اور مولانا سجاد کاظمی جیسے ممتاز دینی شخصیات بھی تدریسی عمل کا حصہ ہیں۔ ان کے علاوہ محترمہ فروا قمر یہ بھی جامعہ کی علمی ترقی میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ یہ تمام اساتذہ نہ صرف دینی علوم جیسے فقہ، تفسیر، حدیث، اور عقائد کی تعلیم دیتے ہیں بلکہ طالبات کو فکری شعور، اخلاقِ حسنہ اور معاشرتی ذمہ داری کا احساس بھی دلاتے ہیں۔ ان کی زیرِ نگرانی تربیت پانے والی طالبات آگے چل کر مبلغات، معلمات اور محققات کے طور پر اُبھر رہی ہیں، جو مکتبِ اہلِ بیتؑ کے پیغام کو علمی بصیرت کے ساتھ آگے بڑھا رہی ہیں۔[2]

مہتممہ عالیہ جامعہ فاطمیہ للبنات کا تعارف:

جامعہ فاطمیہ للبنات اسلام آباد اہلِ تشیع مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والا ایک ممتاز دینی ادارہ ہے۔ اس ادارے کے بانی سید فَروہ احمد نقوی ہیں، جبکہ ادارے کی مہتممہ عالیہ اور پرنسپل محترمہ خانم مصباح نقوی ہیں، جو خود بھی ایران کی المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ خانم مصباح نقوی نہ صرف تعلیمی معاملات کی نگرانی کرتی ہیں بلکہ جامعہ کے نظم و نسق کو جدید خطوط پر استوار کرنے میں بھی کلیدی کردار ادا کر رہی ہیں۔[3]

بورڈ تنظیم وفاق المدارس الشیعہ پاکستان سے الحاق شدہ:

یہ جامعہ بورڈ وفاق المدارس الشیعہ پاکستان سے الحاق شدہ ہے۔ جامعہ فاطمیہ للبنات کا تعلیمی و فکری تعلق جامعۃ المصطفیٰ العالمیہ، قم (ایران) سے قائم ہے، جو کہ اہلِ تشیع مکتبِ فکر کا ایک عالمی سطح پر تسلیم شدہ تعلیمی و تحقیقی ادارہ ہے۔ اس ادارے سے منسلک ہونے کی وجہ سے جامعہ فاطمیہ کا نصاب، اسلوبِ تدریس، اور فکری سمت جامعۃ المصطفیٰ کے علمی معیار سے ہم آہنگ ہے۔ اسی وابستگی کے نتیجے میں یہاں تدریس کے فرائض انجام دینے

---

[1] ایضاً،

[2] معلمہ آمنہ زہرہ، جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

[3] ۔ایضاً 1 جنوری 2025۔

والے کئی اساتذہ نے اپنی اعلیٰ تعلیم بھی جامعۃ المصطفیٰ سے حاصل کی ہے، جس کی وجہ سے تعلیم و تربیت کے تمام مراحل میں بین الاقوامی معیار اور فکری گہرائی نمایاں طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔[1]

اغراض و مقاصد:

دینی تعلیم کی فراہمی:

جب آمنہ زہرہ سے مدرسے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے وضاحت کی کہ جامعہ فاطمیہ کا بنیادی مقصد طالبات کو اہلِ تشیع مکتبِ فکر کے مطابق خالص دینی تعلیم فراہم کرنا ہے تاکہ وہ قرآن، حدیث، فقہ، عقائد، اور دیگر اسلامی علوم میں مہارت حاصل کر سکیں۔ مزید یہ کہا کہ

خواتین کی فکری اور روحانی تربیت جامعہ فاطمیہ للبنات کے مرکزی مقاصد میں سے ایک ہے۔ اس مقصد کے تحت جامعہ کی کوشش ہوتی ہے کہ طالبات صرف علمی اعتبار سے نہیں بلکہ روحانی، اخلاقی اور فکری لحاظ سے بھی پختہ ہوں۔ جامعہ کا ماحول، نصاب، اساتذہ کا طرزِ تدریس اور مجالس و دعاؤں کا اہتمام، سب اس بات کو یقینی بنانے میں مددگار ہوتے ہیں کہ طالبات دینِ اہلِ بیتؑ کی معرفت حاصل کریں، اپنی شخصیت میں تقویٰ، صبر، خلوص اور خدمتِ خلق جیسے اوصاف پیدا کریں، اور ایک باوقار اور مثالی شیعہ خاتون کی حیثیت سے معاشرے میں ابھریں۔ اس مقصد کے تحت ان کی تربیت ایسے انداز میں کی جاتی ہے کہ وہ نہ صرف خود ہدایت پائیں بلکہ دوسروں کے لیے بھی ذریعۂ ہدایت بن سکیں۔[2]

اعلیٰ تعلیم یافتہ مذہبی اسکالرز تیار کرنا:

جامعہ کا مقصد صرف دینی معلومات کی فراہمی نہیں بلکہ طالبات کو اس سطح تک علمی، تحقیقی اور فکری تربیت دینا ہے کہ وہ مستقبل میں بطور باصلاحیت اسکالرز، مبلغات، مدرسات اور سماجی رہنما کے طور پر خدمات انجام دے سکیں۔ اس کے لیے جامعہ میں المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی ایران کے نصاب کو شامل کیا گیا ہے، جو طالبات کو عالمی معیار کی دینی تعلیم فراہم کرتا ہے۔ جامعہ فاطمیہ اس بات کو بھی یقینی بناتی ہے کہ فارغ التحصیل طالبات اعلیٰ تعلیم کے لیے المصطفیٰ یونیورسٹی ایران یا دیگر بین الاقوامی اداروں میں آگے بڑھ سکیں، تاکہ وہ مذہبی علوم میں تخصص حاصل کر کے علمی میدان میں قائدانہ کردار ادا کریں۔[3]

---

[1] https://wmshia.com/

[2]۔ معلمہ آمنہ زہرہ، جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

[3] ایضاً

عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ تعلیم:

دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ طالبات کو عصری شعور، جدید مہارتوں (جیسے فارسی زبان، کمپیوٹر، وقت کی تنظیم، قیادت کی صلاحیت) اور سماجی آگاہی سے بھی آراستہ کرنا، تاکہ وہ عملی زندگی میں بھی کامیاب ہو سکیں۔ [1]

بین الاقوامی سطح پر خدمات کی تیاری:

المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی ایران سے وابستگی کی بدولت طالبات کو بین الاقوامی تعلیمی معیار کے مطابق تیار کیا جاتا ہے تاکہ وہ عالمی سطح پر دین کی خدمت انجام دے سکیں۔ [2]

رضائے الٰہی اور خوشنودیِ رسول ﷺ کا حصول:

رضائے الٰہی اور خوشنودیِ رسول ﷺ کا حصول جامعہ فاطمیہ للبنات اسلام آباد کے قیام کا بنیادی اور اعلیٰ ترین مقصد ہے۔ اس دینی ادارے کی تمام تعلیمی، تربیتی، اور فکری سرگرمیوں کا مرکز و محور یہی ہے کہ طالبات کو ایسی تعلیم و تربیت فراہم کی جائے جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسولِ اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ڈھال سکیں۔ [3]

تحقیقی صلاحیتوں کو فروغ دینا:

جامعہ میں موجود لائبریری، علمی ورکشاپس اور تحقیقی ماحول طالبات کو تحقیق و تدبر کی طرف مائل کرتا ہے تاکہ وہ دینی مسائل پر گہرائی سے غور کر سکیں۔ [4]

اخلاقِ حسنہ اور حقوق العباد کی تعلیم

اخلاقِ حسنہ اور حقوق العباد کی تعلیم بھی جامعہ کے اہم اغراض و مقاصد میں سے ہے۔ ادارے کا مقصد صرف دینی علوم کی فراہمی نہیں، بلکہ طالبات کی شخصی و معاشرتی تربیت بھی ہے تاکہ وہ معاشرے میں نیک سیرت، نرم خو، اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے والی خواتین بن کر ابھریں۔ جامعہ کے

---

[1]۔ جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، تعارفی کتابچہ، صفحہ: 5

[2] ایضا

[3] ایضا

[4]۔ ایضا

تعلیمی و تربیتی نظام میں اس بات پر خصوصی زور دیا جاتا ہے کہ طالبات سچائی، دیانت، صبر، حیا، ایثار، اور خلوص جیسے اوصافِ حمیدہ اپنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ شعور بھی دیا جاتا ہے کہ دینِ اسلام صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی اسی قدر اہم ہے۔[1]

دفاعِ عقائدِ مکتبِ اہلِ بیت:

جامعہ فاطمیہ للبنات اسلام آباد کے نصاب اور تربیتی پروگرامز میں دفاعِ عقائدِ مکتبِ اہلِ بیتؑ کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ یہاں طالبات کو اہلِ بیتؑ کے عقائد، تعلیمات، اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرایا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے ایمان کی مضبوطی کے ساتھ معاشرے میں اپنے دینی موقف کو مؤثر انداز میں پیش کر سکیں۔ جامعہ کا مقصد ہے کہ طلبہ نہ صرف دینی علوم میں مہارت حاصل کریں بلکہ عقائدِ اہلِ بیتؑ کی حفاظت اور تبلیغ کے لیے فکری اور عملی طور پر تیار ہوں۔ اس حوالے سے جامعہ فاطمیہ نے اپنے نصاب میں کتب اور دروس شامل کیے ہیں جو دفاعِ عقائد کی جامع اور مفصل تعلیم فراہم کرتے ہیں، تاکہ فارغ التحصیل طالبات اپنے علمی اور سماجی میدان میں اہلِ بیتؑ کے پیغام کو مستحکم انداز میں پہنچا سکیں۔[2]

اسلامی قیادت کی تیاری:

مستقبل کے دینی رہنما، معلم، خطیب، اور محقق پیدا کرنا جو علمی بصیرت کے ساتھ امت کی رہنمائی کر سکیں۔ جامعہ فاطمیہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ فارغ التحصیل خواتین نہ صرف علمی لحاظ سے مستند ہوں بلکہ اپنے کردار اور خدمات کے ذریعے بھی امت کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں۔[3]

تعلیمی و تربیتی نظام؛

روزانہ کا معمول صبح 8 بجے سے دوپہر 12:30 تک تدریسی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے، اس کے بعد نماز باجماعت، کھانے، اور مختصر آرام کا وقت ہوتا ہے۔ دوپہر 2 سے 4 بجے تک سکوت (خاموشی) کا وقت مخصوص ہوتا ہے، اس کے بعد مباحثے کی نشست منعقد کی جاتی ہے، جس میں دن بھر کے اسباق کا اعادہ گروپوں کی شکل میں کیا جاتا ہے۔ ہر گروپ کا ایک لیڈر ہوتا ہے جو ٹیچرز کی نگرانی میں مباحثے کی کارکردگی رپورٹ جمع کرواتا ہے۔ اس عمل سے نہ صرف علم کی پختگی حاصل ہوتی ہے بلکہ طالبات کی خود اعتمادی اور اظہارِ خیال کی صلاحیت بھی بہتر ہوتی ہے۔ مغرب کی نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور تمام دینی و اخلاقی امور اساتذہ کی نگرانی میں سرانجام دیے جاتے ہیں۔[4]

یہ مربوط تعلیمی و تربیتی نظام جامعہ فاطمیہ کی اس کوشش کا عکاس ہے کہ طالبات کو نہ صرف دینی علم میں مہارت دی جائے بلکہ نظم و ضبط، قیادت، اور اجتماعی زندگی کے شعور کے ساتھ ایک باشعور، بامقصد، اور بااخلاق مسلمان خاتون کے طور پر تیار کیا جائے۔ جامعہ فاطمیہ للبنات اسلام آباد

---

[1]

[2] معلمہ آمنہ زہرہ، جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

[3] ایضاً

[4] ایضاً

میں تعلیمی نظام ایک باقاعدہ اور منظم شیڈول کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔ یہاں چار سالہ بی ایس پروگرام رائج ہے، جس میں ہر سال دو سمسٹرز ہوتے ہیں۔ سردیوں کے امتحانات کے بعد تقریباً دس دن کی چھٹیاں دی جاتی ہیں، جبکہ گرمیوں میں جون سے اگست تک دو ماہ کی باقاعدہ تعطیلات ہوتی ہیں۔ چونکہ اس ادارے میں ملک کے دور دراز علاقوں جیسے گلگت یا بلوچستان سے بھی طالبات زیرِ تعلیم ہیں، اس لیے مختصر چھٹیوں میں وہ عموماً اپنے گھروں نہیں جا پاتیں، صرف طویل تعطیلات ہی ان کے لیے ممکن ہوتی ہیں۔ ہر سمسٹر میں تقریباً 10 سے 13 کتب پڑھائی جاتی ہیں، اور ہر مضمون کے امتحان میں 20 نمبروں کا ایک پرچہ ہوتا ہے۔ کامیابی کے لیے ہر مضمون میں کم از کم 12 نمبر حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر کوئی طالبہ دو یا تین مضامین میں ناکام ہو جائے، تو اُسے دوبارہ اسی سمسٹر میں شامل کیا جاتا ہے۔ ہر سمسٹر میں تقریباً 10 سے 13 کتب پڑھائی جاتی ہیں، اور ہر مضمون کے امتحان میں 20 نمبروں کا ایک پرچہ ہوتا ہے۔ کامیابی کے لیے ہر مضمون میں کم از کم 12 نمبر حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر کوئی طالبہ دو یا تین مضامین میں ناکام ہو جائے، تو اُسے دوبارہ اسی سمسٹر میں شامل کیا جاتا ہے۔[1]

جامعہ کا طریقہ تدریس:

جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد میں تدریس کا نظام نہایت منظم اور ترتیب شدہ انداز میں قائم ہے، جو اہلِ تشیع مکتبِ فکر کی تعلیمی روایات اور المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی ایران کے بین الاقوامی معیار کے مطابق ہے۔ یہاں تعلیم باقاعدہ کلاس روم کے ماحول میں دی جاتی ہے، اور تدریسی زبانیں اردو اور عربی دونوں ہیں تاکہ طالبات دینی نصوص کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں۔ فارسی تعلیم کو جدید نظام کے تحت دو سمسٹرز میں تقسیم کیا جاتا ہے، ہر سمسٹر مختلف کتب کا مطالعہ کیا جاتا ہے، اور ہر مضمون کے لیے مخصوص امتحانی شیڈول اور کامیابی کے معیار مقرر ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کا ناظرہ، ترجمہ اور تفسیر جامعہ کے بنیادی نصاب کا حصہ ہیں، جنہیں روزانہ کی بنیاد پر پڑھایا جاتا ہے۔ ہر استاد طالبات سے باقاعدگی سے اسباق سنتے ہیں، اور ہوم ورک کی جانچ پڑتال کا نظام بھی رائج ہے تاکہ علمی نظم وضبط کو یقینی بنایا جا سکے۔[2]

اوقات ملاقات:

جامعہ فاطمیہ للبنات میں طالبات کی حاضری، ملاقات اور رخصت کے اصول واضح اور ترتیب شدہ ہیں تاکہ ادارے میں نظم وضبط، سیکھنے کا تسلسل اور تعلیمی ماحول قائم رہے۔ ملاقات کے لیے مخصوص دن اور اوقات مقرر کیے گئے ہیں، تاکہ والدین اور سرپرست آسانی سے اپنی بچیوں سے مل سکیں بغیر تعلیمی سرگرمیوں کو متاثر کیے۔ ملاقات صرف اُن عزیزوں سے ممکن ہے جن کے کوائف اور تصاویر ادارے میں پہلے سے موجود ہوں، تاکہ سیکیورٹی اور شناخت کا نظام مؤثر رہ سکے۔

---

[1]۔ معلمہ آمنہ زہرہ، جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

[2]۔ ایضاً

طالبات کو عمومی طور پر بغیر اجازت غیر حاضر رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اگر کوئی ہنگامی صورتِ حال درپیش ہو، جیسے بیماری، تو طالبہ اپنے والدین سے فون پر رابطہ صرف جامعہ کے دفتر کے ذریعے ہی کر سکتی ہے۔ طویل رخصت کی صورت میں تحریری درخواست اور واپسی پر متعلقہ میڈیکل سرٹیفکیٹ جمع کروانا لازمی ہوتا ہے۔ اگر کوئی طالبہ طے شدہ حدود سے زیادہ دن غیر حاضر رہتی ہے، تو اس کا اندراج منسوخ کر دیا جاتا ہے، اور دوبارہ داخلے کے لیے مکمل فیس دوبارہ ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس سخت مگر منصفانہ نظام کا مقصد طالبات کو باقاعدگی، احساسِ ذمے داری اور نظم و ضبط کا عادی بنانا ہے۔[1]

اشیائے ضروریات:

میری تحقیق کے دوران جامعہ فاطمیہ للبنات اسلام آباد میں تعلیمی و رفاہی نظام کے ایسے پہلو سامنے آئے جو طالبات کی فلاح و بہبود اور آسانی کے لیے خصوصی طور پر ترتیب دیے گئے ہیں۔ ادارے نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ روزمرہ ضروریات جیسے رہائش، خوراک (ناشتہ و دوپہر کا کھانا)، اور ابتدائی طبّی امداد کو طالبات کے لیے بالکل مفت فراہم کیا ہے، اور ان تمام اخراجات کو جامعہ خود برداشت کرتی ہے۔ اگر کسی طالبہ کا تعلق کم آمدنی والے گھرانے سے ہو تو وہ اس معمولی فیس سے بھی مستثنیٰ قرار دی جا سکتی ہے، بشرطیکہ جامعہ کی ناظمہ (پرنسپل) اس کی مالی حالت کی تصدیق کریں۔ ایسے طلبات کے لیے کتابوں اور اسٹیشنری کے اخراجات میں بھی تعاون فراہم کیا جاتا ہے۔ جامعہ نے صفائی ستھرائی کے اصولوں پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا ہے؛ ہر طالبہ کو اپنی رہائش گاہ کی صفائی کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے، اور ادارہ کی املاک کو نقصان پہنچانے کی صورت میں طالبہ کو اس کا ہرجانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ طبّی سہولیات کے لیے جامعہ کا مقرر کردہ ڈاکٹر بنیادی علاج فراہم کرتا ہے، تاہم اگر کسی خاص یا اضافی علاج کی ضرورت پیش آ جائے تو اس کی مالی ذمہ داری طالبہ یا اس کے سرپرستوں پر عائد ہوتی ہے۔ جامعہ کا مقصد محض دنیاوی روزگار کی تیاری نہیں، بلکہ ایسی فکری، اخلاقی، اور دینی تربیت فراہم کرنا ہے جس سے طالبات معاشرے میں تبلیغِ دین اور اصلاحِ امت کی خدمت انجام دے سکیں۔ اسی لیے جامعہ والدین کو مشورہ دیتی ہے کہ داخلے سے قبل اس مشن کی نوعیت، اس کی دینی اساس، اور اس کے تقاضوں کو اچھی طرح سمجھ کر فیصلہ کریں۔[2]

جامعہ فاطمیہ للبنات کی مالیاتی صورتحال:

جب آمنہ زہرہ، معلمہ جامعۃ الفاطمیہ للبنات، اسلام آباد، سے ادارے کی مالیاتی صورتحال کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے وضاحت کی کہ جامعہ کی مالی ضروریات کا انحصار بنیادی طور پر اہلِ خیر کے تعاون، صدقات، اور مقامی کمیونٹی کی عطیات پر ہوتا ہے۔ ان کے مطابق، جامعہ کو سرکاری سطح پر کسی باقاعدہ مالی امداد کی فراہمی نہیں کی جاتی، اور اکثر اوقات محدود وسائل کے باوجود انتظامیہ تدریسی عمل، طالبات کی رہائش، اور دیگر ضروریات کو احسن انداز میں پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ مزید بتاتی ہیں کہ مالی مشکلات کے باوجود ادارہ دینی تعلیم کے فروغ میں اپنے مشن پر قائم ہے۔ جامعہ فاطمیہ للبنات میں طالبات کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی رہائش، خوراک، ابتدائی طبّی امداد، اور نصابی کتب کی فراہمی کا مکمل انتظام موجود

---

[1]۔ معلمہ آمنہ زہرہ، جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

[2]۔ ایضاً،

ہے۔ یہ تمام سہولیات بغیر کسی معاوضے کے پیش کی جاتی ہیں تاکہ دینی تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کو کسی معاشی دباؤ کا سامنا نہ ہو۔ ان سہولیات کے اخراجات اللہ تعالیٰ کی عنایت، مکتبِ اہلِ بیتؑ سے محبت رکھنے والے مخیر حضرات کے عطیات، صدقات، زکوٰۃ، اور دیگر فلاحی ذرائع سے پورے کیے جاتے ہیں۔ ادارہ مالی معاملات میں شفافیت کو اولین ترجیح دیتا ہے، اور زکوٰۃ و صدقات کی آمدنی اور ان کے مصرف کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ جامعہ کے مالی وسائل میں وقف شدہ املاک سے حاصل ہونے والی آمدنی، سالانہ قربانی کی کھالوں سے حاصل شدہ فنڈز، اور وقتاً فوقتاً کی جانے والی چندہ مہمات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اندرون و بیرون ملک مقیم اہلِ تشیع افراد بھی اس کارِ خیر میں شریک ہوتے ہیں۔ جامعہ فاطمیہ اپنے تمام مالی وسائل کو نہایت دیانتداری اور ذمہ داری سے استعمال کرتے ہوئے اس دینی مشن کو آگے بڑھا رہا ہے، جس کا مقصد قرآن و اہلِ بیتؑ کی تعلیمات کے فروغ، خواتین کی دینی و فکری تربیت، اور ایک باکردار و باعمل معاشرہ تشکیل دینا ہے۔ ادارے کا یہ خالص فلاحی و تربیتی ماڈل دورِ حاضر میں اسلامی تعلیم کے فروغ کی ایک بہترین مثال پیش کرتا ہے۔[1]

[1] معلمہ آمنہ زہرہ، جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025

مبحث دوم: نصاب ونظام

نصاب وفاق المدارس الشیعہ پاکستان (برائے طالبات) 2025

عامہ (میٹرک)

درجہ	مضمون	کتابیں
	القرآن/الحدیث	قواعد و ناظرہ+ترجمہ قرآن پارہ 30/آداب المتعلمین
	الفقہ	احکام متوسطہ+سوالیہ احکام اول ودوم (گروہ نگارش)
	الصرف	امثلہ+شرح امثلہ+صرف میر+یا صرف سادہ (فعل واسم)
	النحو	نحو میر+شرح عوامل
	العقائد/الاخلاق	ہمارے عقائد (آیت اللہ مکارم شیرازی)/آداب اسلامی جلد اول
	المنطق/الادب	ایساغوجی/تعلیم اللغتہ العربیہ ج (امین مصری)[1]

درجہ	مضمون	کتابیں
خاصہ (ایف اے)	القرآن/الحدیث	ترجمہ قرآن پارہ اول/چہل حدیث اخلاقی
	الفقہ	آموزش احکام (فلاح زادہ)+تبصرۃ المتعلمین
	الاصول فقہ	مبادی الاصول
	الادب	تعلیم الغتہ العربیہ ج ۲ (امین المصری)
	النحو	ہدایتہ النحو یا صمدیہ میاں مبادی العربیہ جلد دوم حصہ نحو
	العقائد/الاخلاق	اصول عقائد (آیت اللہ مکارم شیرازی)/آداب اسلامی جلد دوم
	المنطق/البلاغہ	الموجز فی المنطق/البلاغۃ الواضحہ[2]

---

[1] ۔ وفاق المدارس الشیعہ پاکستان

[2] https://wmshia.com/

درجہ	مضمون	کتابیں
عالیہ (بی اے)	التفسیر	ترجمہ قرآن (11 تا 20 پارے) + مقدمہ تفسیر البیان + پیام قرآن (جلد اول)
	الفقہ	شرائع الاسلام (عبادات) یا منہاج الصالحین (عبادات)
	اصول الفقہ	الموجز فی اصول الفقہ
	النحو	مبادی العربیہ جلد 4 یا سیوطی یا شرح ابن عقیل
	التاریخ/الاخلاق	احسن المقال جلد اول/تعارف علم الحدیث
	عقائد/الاخلاق	باب حادی عشر یا اسلامی عقائد قرآن کی روشنی میں/معراج السعادہ
	فلسفہ/البلاغہ	کلیات علوم اسلامی (فلسفہ) (شہید مطہری)/جواہر البلاغہ (علم المعانی)[1]

درجہ	مضمون	کتابیں
عالمیہ (ایم اے)	التفسیر	ترجمہ قرآن (21 تا 29 پارے) + علوم القرآن (ہادی معرفت) + پیام قرآن (جلد دوم)
	الفقہ	شرح لمعہ جلد اول یا فقہ استدلالی جلد اول
	الاصول الفقہ	اصول الفقہ المظفر
	الحدیث	صحیفہ سجادیہ (منتخب ادعیہ) + اصول کافی (کتاب العقل والجہل)
	التاریخ	احسن المقال جلد دوم
	الفلسفہ	آموزش فلسفہ + تحریر البدایہ
	الاداب	تعلیم اللغۃ العربیہ جلد سوم و چہارم[2]
	تحقیقی مقالہ	12 تا 15 صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ (ایم اے کے کسی مضمون پر) ہاتھ کا لکھا ہوا جو امیدوار امتحان کے دن جمع کروائے گا
تجوید و قرأت		قواعد ناظرہ + قواعد و تجوید + ترجمہ نماز + ترجمہ کل قرآن
پیش نمازی		قواعد تجوید + توضیح المسائل (اول تا خرید و فروخت) + ترجمہ کل قرآن، اذان، نماز وادعیہ + حفظ سورۃ الجمعہ، المنافقون، الشمس، اعلیٰ کے علاوہ عیدین کی دوائے قنوت
حفظ القرآن		کل قرآن مجید کا حفظ ہونا ضروری ہے + ترجمہ آخری پانچ پارہ[3]

---

[1] ۔ وفاق المدارس الشیعہ پاکستان

[2] https://wmshia.com/

[3] آمنہ زہرہ، معلمہ جامعۃ الفاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025ء۔

موجودہ تعلیمی شعبہ جات:

انٹرویو کے دوران آمنہ زہرہ، معلمہ جامعۃالفاطمیہ للبنات،اسلام آباد،ادارے کے تعلیمی ڈھانچے پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ جامعہ ایک منظم دینی درسگاہ ہے جو اہلِ تشیع مکتبِ فکر سے وابستہ ہے۔ وہ بتاتی ہیں کہ ادارے میں متعدد شعبہ جات قائم ہیں جن میں شعبہ ٔعلومِ قرآن، شعبہ ٔحدیث، شعبہ ٔفقہ و اصولِ فقہ، شعبہ ٔعقائد، اور شعبہ ٔاخلاقیات وغیرہ شامل ہیں۔ ہر شعبہ طالبات کی فکری، دینی اور عملی تربیت کے لیے مخصوص نصاب اور تدریسی حکمتِ عملی رکھتا ہے۔ ان کے مطابق، جامعہ کا مقصد نہ صرف دینی علم فراہم کرنا ہے بلکہ طالبات کو ایک باوقار، بااخلاق اور باشعور مسلمان خاتون کی حیثیت سے معاشرے میں کردار ادا کرنے کے قابل بنانا بھی ہے۔[1]

شعبہ علومِ قرآن

شعبہ ٔعلومِ قرآن جامعہ فاطمیہ للبنات میں ایک بنیادی اور مرکزی شعبہ ہے، جہاں طالبات کو قرآنِ مجید کی تفسیر، تجوید، حفظ اور معانی کی جامع تعلیم دی جاتی ہے۔ اہلِ تشیع دینی روایت کے مطابق، اس شعبے میں تفسیرِ قرآن کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تفسیر کے مختلف شیعہ مکتبِ فکر سے متعلقہ مناہج جیسے تفسیر المیزان (علامہ طباطبائی) اور تفسیر نور الثقلین کو نصاب میں شامل کیا جاتا ہے تاکہ طالبات قرآن کی آیات کو اہلِ بیتؑ کی تعلیمات کی روشنی میں گہرائی سے سمجھ سکیں۔ قراءت اور تجوید کی درستگی پر بھی خاص توجہ دی جاتی ہے تاکہ قرآن مجید کی تلاوت نہ صرف تلفظ کے اعتبار سے درست ہو، بلکہ اس کے معانی بھی بہتر طور پر ذہن نشین ہوں۔ یہ شعبہ طالبات کی فکری و روحانی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔[2]

شعبہ ٔعلومِ حدیث

جامعہ فاطمیہ للبنات میں ایک اہم تعلیمی شعبہ ہے، جہاں طالبات کو رسول اللہ ﷺ اور اہلِ بیتؑ اطہار سے منقول اقوال، افعال اور تقریرات کی روشنی میں دینِ اسلام کی گہرائیوں سے روشناس کروایا جاتا ہے۔ اہلِ تشیع دینی روایت میں حدیث کا خاص مقام ہے، اور اس شعبے میں معتبر شیعہ مصادرِ حدیث جیسے *الکافی*، *تہذیب الاحکام*، اور *من لا یحضرہ الفقیہ* کا تفصیلی مطالعہ کروایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی علمِ درایت کے ذریعے حدیث کے مفہوم و سیاق و سباق پر غور کیا جاتا ہے اور علم رجال کے ذریعے راویوں کی وثاقت، صداقت اور سلسلہ سند کا باریک بینی سے جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ طالبات اسلامی تعلیمات کو صحیح فہم کے ساتھ سیکھیں، اور عبادات، اخلاقیات، اور معاملاتِ زندگی میں سنتِ معصومینؑ کی روشنی میں رہنمائی حاصل کر سکیں۔[3]

---

[1] آمنہ زہرہ، معلمہ جامعۃالفاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025ء

[2]۔ ایضاً

[3]۔ ایضاً

شعبہ ٔفقہ واصول

جامعہ فاطمیہ للبنات میں ایک کلیدی شعبہ ہے، جہاں طالبات کو اسلامی شریعت کے احکام و قوانین کی تفصیلی تعلیم دی جاتی ہے، خصوصاً فقہِ جعفریہ کے مکتبِ فکر کو مرکزِ توجہ بنایا جاتا ہے۔ اس شعبے میں اجتہاد، عقل، قیاس، استحسان اور دیگر فقہی اصولوں پر گہرائی سے بحث کی جاتی ہے، جو اہلِ تشیع فقہی نظام کی فکری بنیادوں میں شامل ہیں۔ طالبات کو عبادات، معاملات، حقوق و فرائض، اور معاشرتی امور جیسے نکاح، طلاق، میراث، زکوۃ اور حج کے مسائل فقہی اصولوں کی روشنی میں سکھائے جاتے ہیں۔ اس تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ طالبات نہ صرف دین کے عملی پہلوؤں سے واقف ہوں بلکہ اپنے معاشرتی کردار کو اسلامی عدل و انصاف کے مطابق بہتر بنا سکیں۔ فقہ و اصول کا مطالعہ طالبات کو دین میں بصیرت اور استنباط کی صلاحیت عطا کرتا ہے، جو دینی رہنمائی کے عمل میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔[1]

شعبہ عقائد و کلام:

شعبہ عقائد و کلام میں اسلامی عقائد کی تفصیل دی جاتی ہے، جن میں توحید، عدل، نبوت، معاد اور امامات پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اہلِ تشیع میں خاص طور پر امامت اور امام علیؑ کی معصومیت پر زور دیا جاتا ہے۔ علمِ کلام میں دلائل کے ذریعے عقائد کی حقیقت کو واضح کیا جاتا ہے، اور فلسفیانہ دلائل کے ذریعے اسلامی عقائد کی مضبوطی پر گفتگو کی جاتی ہے۔ اس شعبے میں اہلِ تشیع کے مخصوص عقائد جیسے امامت اور عدل کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے، تاکہ طالبات ان عقائد کی حقیقت کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں۔ جامعہ فاطمیہ للبنات کا شعبہ دینیات اور عقائد (عقائد و کلام) ایک اہم تعلیمی شعبہ ہے جو طلباء کو اسلامی عقائد کی گہری اور منظم تفہیم فراہم کرنے کے لیے وقف ہے۔ نصاب عقیدے کے بنیادی اصولوں پر بڑے پیمانے پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ توحید، عادل (خدائی انصاف)، نبوّت (نبوت)، معاد (قیامت) اور خاص طور پر امامہ (اہل بیت کی قیادت)۔ شیعہ الہیات میں، امامت کا تصور، امام علی اور دیگر ائمہ کی عصمت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ عقائد قرآن و حدیث میں موجود عقلی، متنی اور فلسفیانہ دلائل کے ذریعے دریافت کیے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ طالب علموں کو علم الکلام (اسلامی علمی الہیات) کی تربیت بھی دیتا ہے، انہیں مذہبی مباحثوں میں مشغول ہونے اور نظریاتی سوالات کے جوابات واضح اور ثبوت پر مبنی استدلال کے ساتھ فراہم کرتا ہے۔ اس شعبہ میں پڑھائی جانے والی کلیدی نصوص میں علامہ طوسی کی تجرید الاعتقاد، نہج البلاغہ (امام علی علیہ السلام کے خطبات اور خطوط کا مجموعہ) اور کشف المراد شامل ہیں۔ اس کا مقصد طلباء میں مضبوط نظریاتی بنیادیں استوار کرنا ہے، جس سے وہ ذاتی اور عوامی دونوں شعبوں میں شیعہ عقائد کو بیان کرنے اور ان کا دفاع کرنے کے قابل بنائیں۔[2]

---

[1] آمنہ زہرہ، ذاتی انٹرویو، جامعۃ الفاطمیہ للبنات، اسلام آباد۔ 1 جنوری 2025ء۔

[2] ایضاً

شعبہ تاریخ اسلام وسیرت اہل بیتؑ:

انٹرویو کے دوران، آمنہ زہرہ وضاحت کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ شعبۂ تاریخِ اسلام و سیرتِ اہلِ بیتؑ جامعہ فاطمیہ للبنات میں ایک نہایت اہم علمی شعبہ ہے، جہاں طالبات کو رسولِ اکرم ﷺ، حضرت امام علیؑ، امام حسینؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ اور دیگر آئمہ اطہارؑ کی سیرت اور عملی زندگی کا تفصیلی مطالعہ کروایا جاتا ہے۔ اس شعبے میں کربلا کے عظیم واقعے اور امام حسینؑ کی لازوال قربانی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے، تاکہ طالبات ظلم کے خلاف قیام، صبر، استقامت، اور ایثار جیسے اخلاقی و روحانی اسباق سیکھ سکیں۔ حضرت علیؑ کے عدل، حضرت فاطمہؑ کے ایثار اور آئمہؑ کی دیگر صفاتِ عالیہ کو طالبات کی اخلاقی و فکری تربیت کے لیے مرکزی حیثیت دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کے اہم ادوار، فرقہ واریت کے اسباب، اور سیاسی اختلافات کا تنقیدی جائزہ بھی لیا جاتا ہے، تاکہ طالبات کو یہ سمجھایا جاسکے کہ اہلِ بیتؑ نے کس طرح ان تاریخی چیلنجز کے باوجود دینِ اسلام کی اصل روح کو محفوظ رکھا اور اس کی سچائی کو اپنے کردار و عمل سے اجاگر کیا۔[1]

شعبہ اخلاق وتربیت:

شعبہ اخلاق و تربیت میں اسلامی اخلاقی تعلیمات اور انسان کی روحانی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔ اس شعبے میں تزکیہ نفس، روحانیت اور معاشرتی اخلاقیات پر تفصیل سے بات کی جاتی ہے، تاکہ طالبات اپنے اخلاقی معیار کو بلند کریں اور اپنی روحانی حالت کو بہتر بنائیں۔ اہلِ بیتؑ کی زندگی سے اسلامی اخلاقیات کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے، جیسے امام علیؑ کی عدل، امام حسینؑ کی قربانی اور امام فاطمہؑ کی اخلاقی صفات۔ اس میں انسانی فطرت کی اصلاح اور بہتر معاشرتی تعلقات کے اصولوں پر بھی تفصیل سے تدریس کی جاتی ہے۔[2]

شعبہ تبلیغ وخطابت:

شعبہ تبلیغ و خطابت میں اسلامی پیغام کی نشر و اشاعت اور اسلامی موضوعات پر تقریر کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہ ایک عملی اور فکری تربیت کا حامل شعبہ ہے، جہاں طالبات کو اسلامی پیغام کی مؤثر ترسیل اور خطابت کے فن میں مہارت فراہم کی جاتی ہے۔ اس شعبے کا بنیادی مقصد طالبات کو منبر، مجالس اور دیگر دینی اجتماعات میں اعتماد اور فصاحت کے ساتھ اسلامی تعلیمات پیش کرنے کے قابل بنانا ہے۔ اس شعبے میں طالبات کو نہ صرف فنِ خطابت، آواز کے اتار چڑھاؤ، مواد کی ترتیب اور سامعین سے مؤثر رابطے کی تربیت دی جاتی ہے، بلکہ نعت خوانی، منقبت، مرثیہ خوانی اور دینی شعائر کی محافل کا انعقاد بھی سکھایا جاتا ہے۔ تبلیغی سرگرمیوں میں قرآن، اہلِ بیتؑ کی سیرت، اور دینِ اسلام کے بنیادی اصولوں کو جدید تقاضوں کے مطابق پیش

---

[1] آمنہ زہرہ، ذاتی انٹرویو، جامعۃ الفاطمیہ للبنات، اسلام آباد۔ 1 جنوری 2025ء۔

[2]۔ ایضاً

کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ طالبات کو یہ بھی سکھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے بیان کو معاشرتی اور فکری سطح پر کس طرح بامقصد، بامعنی اور متاثر کن بنا سکتی ہیں، تاکہ وہ دین کی خدمت میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔[1]

شعبہ منطق و فلسفہ:

شعبۂ منطق و فلسفہ (المنطق والفلسفہ) جامعہ فاطمیہ للبنات میں ایک فکری و استدلالی بنیاد رکھنے والا اہم شعبہ ہے، جہاں طالبات کو عقل و منطق کے اصول، فلسفیانہ سوچ، اور منطقی تجزیے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اہلِ تشیع دینی نظام میں فلسفہ اور منطق کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ امامیہ فقہ اور علمِ کلام میں علمی استدلال اور دقیق فکری تجزیے کی روایت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس شعبے میں طالبات کو معروف درسی کتب جیسے *المنطق* از شیخ مظفر، *بدایۃ الحکمۃ* اور *نھایۃ الحکمۃ* (علامہ طباطبائی) کا مطالعہ کروایا جاتا ہے، جن کے ذریعے انہیں فلسفہ اسلامی کے بنیادی مباحث اور استدلالی اندازِ فکر سے روشناس کیا جاتا ہے۔ یہ تعلیم طالبات کی فکری بالیدگی، علمی گہرائی اور منطقی بصیرت کو فروغ دیتی ہے، تاکہ وہ دینی و عقلی موضوعات کو نہ صرف بہتر سمجھ سکیں بلکہ مدلل انداز میں پیش بھی کر سکیں۔[2]

شعبہ اصولِ فقہ:

شعبۂ اصولِ فقہ (اُصول الفقہ) جامعہ فاطمیہ للبنات میں ایک مستقل اور اہم علمی شعبہ کے طور پر قائم ہے، حالانکہ عام طور پر یہ فقہ کے دائرہ میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ اہلِ تشیع مدارس میں اصولِ فقہ کو ایک جداگانہ اور تفصیلی فن کی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ یہی وہ بنیاد ہے جس کے ذریعے شرعی احکام کے استنباط اور اجتہاد کا نظام استوار ہوتا ہے۔ اس شعبے میں طالبات کو استنباطِ احکام کے اصول، جیسے عقل، قرآن، سنت، اجماع اور سیرۂ عقلاء پر تفصیلی بحث کروائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اجتہاد کے مراحل، دلیلِ عقلی و نقلی کی اقسام، اور اصولی اصطلاحات پر گہرائی سے تعلیم دی جاتی ہے۔ اس ضمن میں معروف کتب جیسے اُصول الفقہ از شیخ مظفر، الرسائل از شیخ انصاری، اور کفایۃ الاُصول از آخوند خراسانی شاملِ نصاب ہیں۔ یہ تعلیم طالبات کو اجتہادی فکر، فقہی تجزیے اور علمی استدلال میں مہارت عطا کرتی ہے۔[3]

شعبہ دراساتِ نسائیہ (اسلامی خواتین کی تعلیمات و حقوق):

جامعہ فاطمیہ للبنات، میں خواتین سے متعلق مخصوص فقہی مسائل اور ان کے شرعی حقوق کی تعلیم کے لیے ایک جداگانہ شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ اس شعبے کی کلاس خاص طور پر رمضان کے مہینے میں رکھی جاتی ہے۔ اس شعبے میں طالبات کو ان مسائل پر گہرائی سے تعلیم دی جاتی ہے جو ان کی ذاتی، خاندانی اور معاشرتی زندگی سے براہِ راست تعلق رکھتے ہیں۔ موضوعات میں طہارت، حیض، نفاس، نکاح، طلاق، وراثت، پردہ اور خواتین کا

---

[1] آمنہ زہرہ، معلمہ جامعۃ الفاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 2 نوری 2025ء۔

[2] ۔ ایضاً

[3] ۔ ایضاً

معاشرتی کردار شامل ہیں۔اس شعبے کا مقصد یہ ہے کہ طالبات نہ صرف ان فقہی احکام سے واقف ہوں، بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر خواتین کو بھی ان کی شرعی حیثیت اور دینی ذمہ داریوں سے آگاہ کر سکیں۔[1]

شعبۂ تحقیق وتالیف:

یہ جامعہ فاطمیہ للبنات کے جدید تعلیمی نظم کا ایک اہم جزو ہے، جس کا مقصد طالبات کو علمی و تحقیقی میدان میں فعال اور باصلاحیت بنانا ہے۔ یہ شعبہ حال ہی میں متعارف کرایا گیا ہے تاکہ طالبات کو جدید تحقیقاتی طریقوں اور تحریری مہارتوں سے آراستہ کیا جاسکے۔اس شعبے میں طالبات کو اسلامی موضوعات پر تحقیقی مقالات لکھنے، تنقیدی مطالعہ کرنے،اور علمی مواد کو مرتب کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ تحریری اسلوب میں مہارت، حوالہ جات کے درست استعمال، عربی وار دو زبان میں تحقیقی معیار،اور جدید تحقیقاتی ذرائع تک رسائی جیسے موضوعات پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ طالبات علمی دنیامیں مؤثرانداز میں اپنانقطہ نظر پیش کر سکیں،اور دینی علوم کی خدمت میں قلمی کردارادا کریں۔[2]

شعبۂ کمپیوٹر وجدید ذرائع تعلیم:

جامعہ فاطمیہ للبنات میں وقت کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی پر مبنی ایک مخصوص شعبہ قائم کیا گیا ہے۔اس شعبے کا مقصد طالبات کو ڈیجیٹل مہارتوں سے لیس کرنا ہے تاکہ وہ آن لائن تبلیغ، تحقیقی کام،اور اسلامی مواد کی تیاری میں مؤثر انداز سے کردار ادا کر سکیں۔ یہ شعبہ طالبات کو دین کی خدمت میں جدید ذرائع کے ذریعے سرگرم بنانے کی جانب ایک اہم قدم ہے۔[3]

شعبۂ ادبیاتِ عربیہ وفارسیہ (عربی وفارسی زبان وادب):

جامعہ فاطمیہ للبنات میں عربی و فارسی زبان وادب کی تعلیم کو خاص اہمیت دی جاتی ہے تاکہ طالبات دینی متون اور کلاسیکی اسلامی ذخیرے کو اصل زبان میں سمجھنے کے قابل بن سکیں۔اس شعبے میں عربی زبان کے مختلف پہلوؤں جیسے نحو، صرف، بلاغت، لغت اور ادبی متون کا گہرائی سے مطالعہ کروایا جاتا ہے۔ عربی کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کی بنیادی مہارتیں بھی سکھائی جاتی ہیں، کیونکہ اہلِ تشیع علمی روایت میں بہت سا قیمتی دینی و فلسفیانہ مواد فارسی زبان میں دستیاب ہے، جیسے اشعارِ عرفا، فقہی متون اور کلامی کتب۔ یہ شعبہ طالبات کو علمی وادبی لحاظ سے اس قابل بناتا ہے کہ وہ عربی وفارسی دینی ذخیرے کو براہِ راست سمجھ سکیں اور علمی و تبلیغی میدان میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔[4]

---

[1] آمنہ زہرہ، معلمہ جامعۃ الفاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 2 نوری 2025ء۔

[2] ۔ ایضاً

[3] ۔ایضاً

[4] ایضاً

شعبہَ تلاوت وقراءت (قاریات):

جامعہ فاطمیہ للبنات میں شعبہَ قاریات کا مقصد طالبات کو قرآن مجید کی صحیح، خوش الحان اور اصولی قراءت کی تربیت دینا ہے۔ اس شعبے میں طالبات کو مختلف قراءات، تجوید کے قواعد، اور صوتی آداب جیسے مخارجِ حروف، ادائیگی، اور وقف وابتداء کی تفصیل سے تعلیم دی جاتی ہے، تاکہ وہ قرآنی تلاوت میں مہارت حاصل کر سکیں۔ جامعہ میں ہر چھ ماہ یا سال بعد خصوصی قراءت کی کلاسز بھی منعقد کی جاتی ہیں، جن میں ملک کے مختلف اہلِ تشیع جامعات سے ممتاز قاری حضرات کو مدعو کیا جاتا ہے۔ یہ مہمان قاری طالبات کو عملی تربیت دیتے ہیں اور ان کی صوتی صلاحیتوں کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کلاسز کے اختتام پر بعض طالبات کو قراءت کی باقاعدہ اسناد بھی دی جاتی ہیں۔ [1]

ہم نصابی سرگرمیاں:

جامعہ فاطمیہ للبنات میں تعلیم صرف نصابی کتابوں تک محدود نہیں، بلکہ ادارہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ایک طالبہ کی جامع تربیت کے لیے ہم نصابی سرگرمیاں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان سرگرمیوں کا بنیادی مقصد طالبات کی شخصیت سازی، ذہنی وسعت، خود اعتمادی، اور تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینا ہے تاکہ وہ نہ صرف علمی میدان میں نمایاں ہوں بلکہ عملی زندگی میں بھی پُراعتماد، مدلل، اور باشعور انداز میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ ان سرگرمیوں میں تقریری مقابلے، مناظرے، مضمون نویسی، کتاب بینی، نعت ومنقبت خوانی، یومِ حسینؑ، یومِ شہداء، اور دیگر مذہبی تقریبات شامل ہیں۔ ان سرگرمیوں کا انعقاد نہ صرف طالبات کو دینی علم میں مہارت فراہم کرتا ہے بلکہ انہیں ایک باوقار، ذمہ دار، اور فکری طور پر بیدار فرد بنانے میں بھی مدد دیتا ہے۔ چنانچہ، جامعہ فاطمیہ کا یہ ہمہ جہتی تعلیمی نظام طالبات کو صرف عالمہ بنانے تک محدود نہیں رکھتا بلکہ انہیں ایک فعال، باخبر، اور بصیرت رکھنے والی اسلامی خاتون کی حیثیت سے معاشرے میں کردار ادا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ [2]

تقریری مقابلے:

جامعہ فاطمیہ للبنات میں طالبات کی خطابت، خود اعتمادی اور ابلاغی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے باقاعدہ تقریری مقابلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان مقابلوں میں دینی، اخلاقی، اور سماجی موضوعات پر تقاریر کروائی جاتی ہیں تاکہ طالبات نہ صرف علمی بصیرت حاصل کریں بلکہ سامعین کے سامنے اپنے خیالات کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کا سلیقہ بھی سیکھیں۔ یہ سرگرمیاں طالبات کی فکری پختگی، لسانی مہارت، اور حاضر جوابی کو فروغ دیتی ہیں، جو ان کے تعلیمی وتبلیغی مستقبل کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ [3]

---

[1] آمنہ زہرہ، معلمہ جامعۃ الفاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 2 نوری 2025ء۔

[2] ۔ ایضاً

مناظرے:

جامعہ میں طلباء کی استدلال اور تنقیدی سوچ کی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے فکری اور علمی مباحث کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ان سیشنز کے ذریعے طلباء کو تربیت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے نقطہ نظر کو منطقی دلائل کے ساتھ پیش کریں، مخالف آراء کے ساتھ احترام کے ساتھ مشغول ہوں، اور علمی گہرائی کے ساتھ مذہبی اور فقہی موضوعات پر گفتگو کریں۔ یہ سرگرمیاں اعتماد پیدا کرنے، عوامی تقریر کو بہتر بنانے، اور طلباء کے درمیان سوچ سمجھ کر مکالمے اور علمی مشغولیت کی ثقافت کو پروان چڑھانے میں مدد کرتی ہیں۔ مذہبی شاعری میں دلچسپی رکھنے والی طالبات کے لیے باقاعدہ مشق اور محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جامعہ فاطمیہ للبنات میں نعت، منقبت اور سلام خوانی کو دینی وابستگی کے اظہار کا مؤثر ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ان روحانی اصنافِ شاعری کے ذریعے طالبات کو محبتِ رسول ﷺ اور مودّتِ اہلِ بیتؑ کے جذبات کو ادب و احترام کے ساتھ پیش کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ باقاعدہ مشقوں اور تربیتی نشستوں کے ذریعے طالبات کی آواز، لہجہ، اور تلفظ کو بہتر بنایا جاتا ہے تاکہ وہ محافلِ میلاد، مجالس، اور دیگر دینی تقریبات میں مؤثر انداز میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ان سرگرمیوں سے نہ صرف روحانی وابستگی مضبوط ہوتی ہے بلکہ اظہارِ جذبات میں وقار اور سلیقہ بھی پیدا ہوتا ہے۔[1]

کتاب بینی اور مضمون نویسی:

مطالعے کی عادت کو فروغ دینے اور تحریری صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لیے مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں۔ جامعہ میں طالبات کی علمی و فکری استعداد کو بڑھانے کے لیے کتاب بینی اور مضمون نویسی کی سرگرمیوں کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔ مطالعے کی عادت کے فروغ کے لیے منتخب اسلامی، تاریخی اور اخلاقی موضوعات پر کتابوں کا مطالعہ کروایا جاتا ہے، جس کے بعد مضمون نویسی کے ذریعے طالبات کو اپنے خیالات کو منظم، مؤثر اور تحریری انداز میں پیش کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔اس عمل سے طالبات میں تحقیق، تجزیہ، اور خوداعتمادی کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے، جو انہیں علمی دنیا میں مؤثر کردار ادا کرنے کے قابل بناتی ہے۔[2]

یومِ شہداء، یومِ حسینؑ، اور دیگر دینی مناسبات:

جامعہ فاطمیہ للبنات میں سال بھر مختلف اہم دینی ایّام اور مذہبی مواقع کو نہایت عقیدت اور فکری بصیرت کے ساتھ منایا جاتا ہے، جن میں یومِ شہداء، یومِ حسینؑ، یومِ ولادت و شہادتِ آئمہؑ، اور ایامِ عزا شامل ہیں۔ان مواقع پر خصوصی روحانی و فکری محافل، مجالس، اور تعلیمی نشستوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان تقریبات کا مقصد صرف روایتی یاد منانا نہیں، بلکہ طالبات میں اہلِ بیتؑ کی سیرت، ایثار، قربانی، عدل، اور توحید پر استقامت جیسے اوصاف کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔یومِ حسینؑ کے موقع پر واقعۂ کربلا کی معنویت، امام حسینؑ کی جدوجہد، اور شہداء کربلا کے افکار کو جدید تناظر میں بیان کیا جاتا ہے تاکہ طالبات نہ صرف جذباتی وابستگی پیدا کریں بلکہ ان اقدار کو اپنی عملی زندگی میں اپنانے کی ترغیب پائیں۔ اسی طرح یومِ شہداء کے ذریعے طالبات کو یہ

---

[1] آمنہ زہرہ، معلمہ جامعۃ الفاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025ء۔

[2] ۔ ایضاً،

سمجھایا جاتا ہے کہ دین کی بقااور حق کے قیام کے لیے قربانی کا جذبہ کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ ان مجالس و تقریبات میں طالبات خود بھی تقاریر، سلام، منقبت، اور پیشکشوں کے ذریعے حصہ لیتی ہیں، جس سے ان کی دینی آگاہی، فکری پختگی اور اظہار کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یومِ شہداء کے ذریعے طالبات کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ دین کی بقااور حق کے قیام کے لیے قربانی کا جذبہ کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ ان مجالس و تقریبات میں طالبات خود بھی تقاریر، سلام، منقبت، اور پیشکشوں کے ذریعے حصہ لیتی ہیں، جس سے ان کی دینی آگاہی، فکری پختگی اور اظہار کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ ہم نصابی سرگرمیاں طالبات کو نہ صرف علمی طور پر مضبوط بناتی ہیں بلکہ انہیں معاشرتی اور تبلیغی میدان میں مؤثر کردار ادا کرنے کے لیے بھی تیار کرتی ہیں۔ ادارہ طالبات کو نہ صرف علمی میدان میں تربیت دیتا ہے بلکہ ان کی روحانی، فکری اور سماجی نشوونما کے لیے مختلف مواقع فراہم کر رہا ہے [1]

مبحث سوم: فارغ التحصیل طالبات کے تاثرات بذریعہ سروے

یہ تحقیق جامعہ فاطمیہ کی اُن فارغ التحصیل طالبات کے انٹرویوز پر مبنی ہے جو حال ہی میں اس ادارے سے تعلیم مکمل کر کے مختلف تعلیمی، سماجی اور دعوتی میدانوں میں سرگرم عمل ہیں۔ ان انٹرویوز کا بنیادی مقصد اس بات کا جائزہ لینا تھا کہ جامعہ فاطمیہ میں فراہم کی جانے والی دینی و تعلیمی خدمات، اس ادارے سے وابستہ خواتین کے نقطۂ نظر سے کس حد تک مؤثر اور مفید ہیں۔ تحقیق کے ذریعے یہ سمجھنے کی کوشش کی گئی کہ یہ ادارہ طالبات کی شخصی، فکری اور سماجی نشوونما میں کیا کردار ادا کر رہا ہے۔ مطالعے میں خاص طور پر اس پہلو پر غور کیا گیا کہ جامعہ فاطمیہ کا نصاب، تدریسی طریقۂ کار، اور مجموعی تعلیمی ماحول جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے یا نہیں۔ اس بات پر بھی توجہ دی گئی کہ کیا نصاب میں اصلاحات یا تدریسی طریقوں میں بہتری لانے سے طالبات کو اپنے دینی علم کو عملی زندگی میں بہتر طور پر بروئے کار لانے کا موقع مل سکتا ہے۔ فارغ التحصیل خواتین کے تجربات سے یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ انہیں معاشرتی میدان میں کن چیلنجز اور مواقع کا سامنا ہوتا ہے، اور جامعہ فاطمیہ اس حوالے سے کس حد تک ان کی تیاری کرتی ہے۔ تحقیق میں یہ پہلو بھی شامل تھا کہ اگر جامعہ فاطمیہ کے نصاب میں جدید علوم، ابلاغی مہارتیں، عملی مشقیں اور کریئر گائیڈنس جیسے عناصر شامل کیے جائیں، تو کیا یہ طالبات کو معاشرے میں مزید فعال اور مؤثر کردار ادا کرنے کے قابل بنا سکتے ہیں۔ ان انٹرویوز سے حاصل ہونے والی معلومات جامعہ فاطمیہ کے تعلیمی ڈھانچے کو مزید مؤثر، عصری تقاضوں سے ہم آہنگ، اور طالبات کے لیے زیادہ مفید بنانے کے لیے اہم راہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

[1]۔ آمنہ زہرہ، معلمہ جامعۃ الفاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 2 نوری 2025ء۔

1۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کی مصروفیات کیا ہیں؟

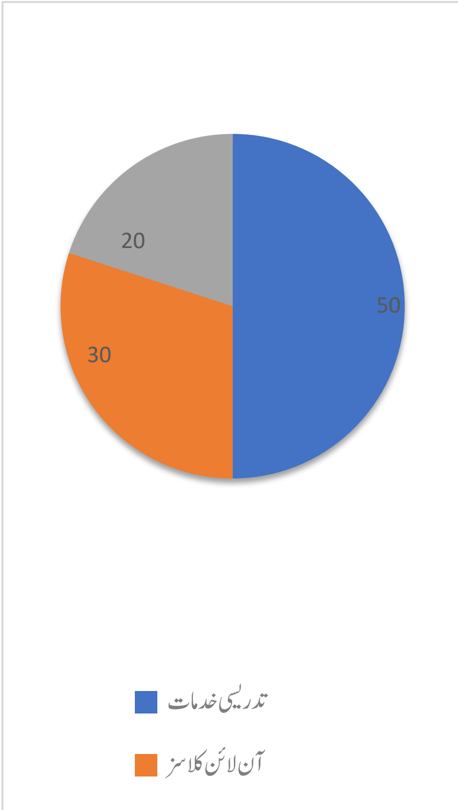

جب طالبات سے ان کی روزمرہ سرگرمیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو معلوم ہوا کہ ان کی مصروفیات دینی، تعلیمی اور سماجی میدانوں میں متوازن انداز سے تقسیم ہیں۔ تقریباً 50 فیصد طالبات نے بتایا کہ وہ تدریسی خدمات انجام دے رہی ہیں، جن میں قرآن مجید کی تعلیم، تجوید، اور فقہی دروس شامل ہیں۔ 20 فیصد طالبات ایسی تھیں جو سماجی فلاحی سرگرمیوں، جیسے خواتین کی تربیتی کلاسز، رفاہی اداروں میں رضاکارانہ کام، یا آن لائن اسلامی مواد کی تیاری جیسے کاموں میں مصروف ہیں۔ باقی 30 فیصد طالبات نے بتایا کہ وہ اپنے تعلیمی سفر کو جاری رکھے ہوئے ہیں، کسی یونیورسٹی یا ادارے میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہیں، یا آن لائن کورسز کے ذریعے جدید موضوعات اور عصری تقاضوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ بعض طالبات ہم نصابی سرگرمیوں جیسے مطالعہ، تحریری مشق، تقریری مقابلوں اور مذہبی اجتماعات میں شرکت کو بھی اپنی سرگرمیوں کا حصہ قرار دیتی ہیں۔

2۔ تعلیمی ماحول میں اساتذہ کا اخلاقی رویہ آپ کی نظر میں کیسا ہے

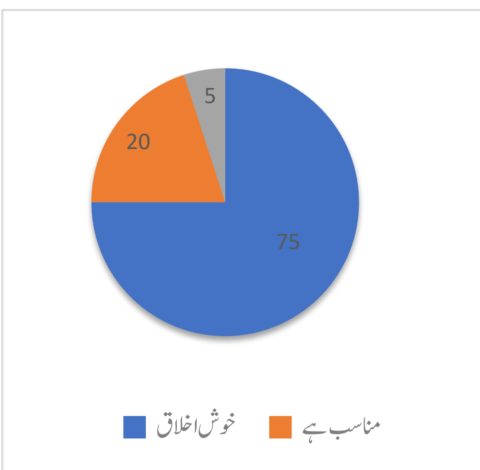

75٪ طالبات نے کہا کہ اساتذہ خوش اخلاق، مہربان اور طالبات سے مشفقانہ رویہ رکھتے ہیں۔ ان کے مطابق اساتذہ صرف علم ہی نہیں دیتے بلکہ کردار سازی میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ 20% طالبات نے رائے دی کہ اساتذہ کا رویہ عمومی طور پر مناسب ہے، تاہم بعض اوقات سختی یا فاصلہ محسوس ہوتا ہے، جو کہ تعلیمی نظم و ضبط کا حصہ ہو سکتا ہے۔ 5% طالبات نے یہ کہا کہ اساتذہ میں بعض اوقات غیر ضروری سختی یا عدم توجہ محسوس ہوتی ہے، جسے بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

3۔ کیا آپ شرعی پردہ کرتی ہیں؟

90٪ طالبات نے یہ بیان کیا کہ وہ شرعی پردہ کرتی ہیں، جبکہ 10% طالبات نے اس بات سے انکار کیا ہے۔

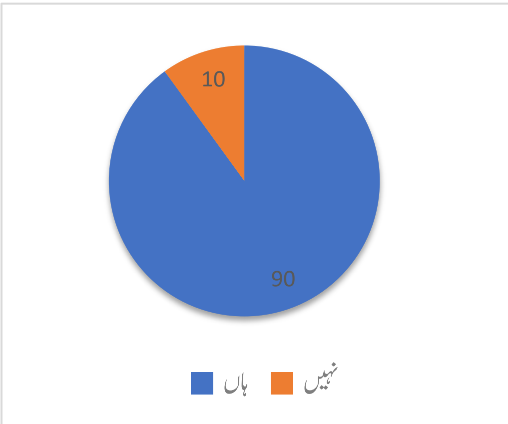

4۔ کیا آپ ادارے کے نظام کو مؤثر اور منظم سمجھتی ہیں یا کسی بہتری کی ضرورت محسوس کرتی ہیں؟

جب طالبات سے ادارے کے نظام کے مؤثر اور منظم ہونے سے متعلق رائے لی گئی، تو اکثریت نے ادارے کی کارکردگی کو اطمینان بخش قرار دیا۔ تقریباً 70 فیصد طالبات کا کہنا تھا کہ جامعہ فاطمیہ کا انتظامی ڈھانچہ منظم، مربوط اور طالبات کی سہولت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے۔ ان کے مطابق نظم وضبط، وقت کی پابندی، اور اساتذہ وطالبات کے درمیان تعاون کا ماحول ادارے کی خوبیوں میں شمار ہوتا ہے۔

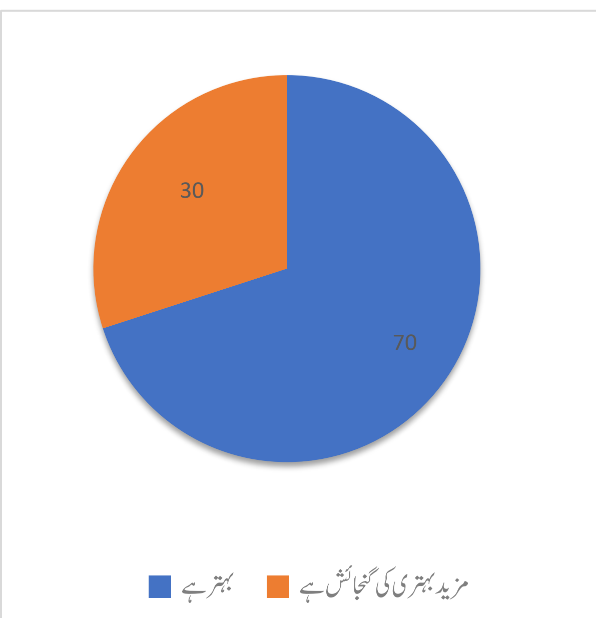

جبکہ 30 فیصد طالبات نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اگرچہ ادارے کا نظام مجموعی طور پر بہتر ہے، تاہم بعض انتظامی امور جیسے طالبات کی رہنمائی کے لیے الگ سے مشاورتی نظام، کیریئر گائیڈنس یا طلبہ کی رائے کو شامل کرنے کا نظام مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ ان کے مطابق اس سے نہ صرف طالبات کی شمولیت بڑھے گی بلکہ ادارہ نئی ضروریات کے مطابق

خود کو مزید ہم آہنگ کر سکے گا۔

5۔آپ کے خیال میں جامعہ کا نصاب کس حد تک جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہے؟

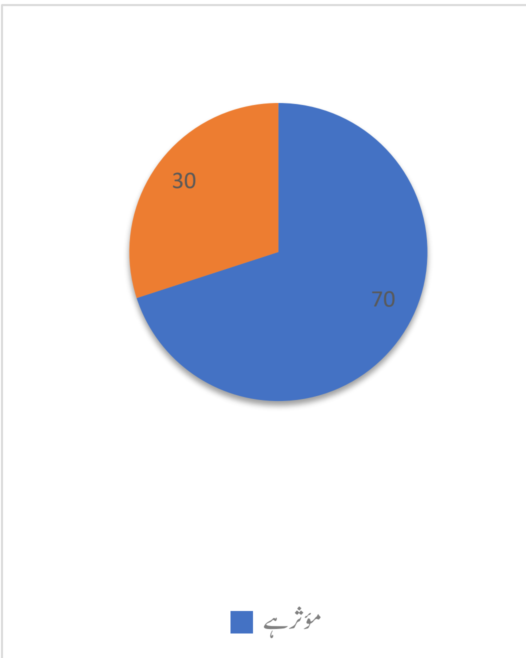

جب جامعہ فاطمیہ کی طالبات سے یہ دریافت کیا گیا کہ ان کے خیال میں جامعہ کا نصاب جدید دور کے تقاضوں سے کس حد تک ہم آہنگ ہے، تو ملا جلا ردِ عمل سامنے آیا۔ تقریباً 80 فیصد طالبات نے اس بات سے اتفاق کیا کہ نصاب ان کی فکری اور دینی تربیت کے لیے مؤثر ہے اور جدید چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ان کے مطابق جامعہ میں ایسی کتب شامل کی گئی ہیں جو دینی و اخلاقی اقدار کے ساتھ ساتھ موجودہ دور کے تقاضوں کو بھی کسی حد تک مد نظر رکھتی ہیں۔تاہم 20 فیصد طالبات نے رائے دی کہ نصاب میں کچھ پہلو ایسے ہیں جن میں مزید بہتری کی ضرورت ہے، جیسے کہ جدید معاشرتی و سائنسی موضوعات، گفتگو و رابطے کی مہارتیں، اور عملی زندگی سے متعلق مضامین کو بھی شامل کیا جائے۔ان کے مطابق ایسے اضافے طالبات کو عصرِ حاضر کے مسائل کو بہتر طور پر سمجھنے اور ان کا حل پیش کرنے کے قابل بنا سکتے ہیں۔

6۔فراغت کے بعد، کیا آپ کے خیال میں نصاب میں کوئی ایسی کمی تھی جو عملی میدان میں محسوس ہوئی؟

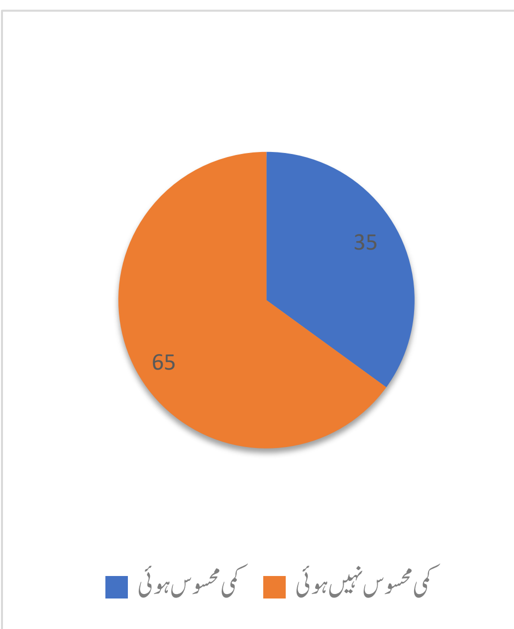

جب جامعہ فاطمیہ کی فارغ التحصیل طالبات سے یہ سوال کیا گیا کہ فراغت کے بعد عملی زندگی میں انہیں نصاب کی کسی کمی کا احساس ہوا یا نہیں، تو ان کے جوابات سے قابل توجہ نکات سامنے آئے۔ تقریباً 35 فیصد طالبات نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اگرچہ دینی علوم میں مہارت حاصل ہوئی، مگر عملی زندگی کے بعض پہلوؤں جیسے گفتگو کی مہارت، جدید سماجی مسائل کا فہم، اور پیشہ ورانہ تربیت جیسے عناصر نصاب میں نسبتاً کمزور تھے۔ان کا خیال تھا کہ اگر تعلیم کے دوران ان موضوعات کو شامل کیا جاتا تو وہ معاشرتی سطح پر زیادہ مؤثر اور خود اعتماد انداز میں کردار ادا کر سکتیں۔

دوسری جانب، 65 فیصد طالبات نے اس رائے کا اظہار کیا کہ نصاب نے ان

کی فکری و دینی تربیت کے لیے بھرپور بنیاد فراہم کی اور انہیں عملی زندگی میں خود کو سنبھالنے اور دوسروں کی رہنمائی کرنے کے قابل بنایا۔ان کے مطابق نصاب میں جو دینی، اخلاقی اور فکری موضوعات شامل ہیں وہ ان کی اصل ضرورت کو پورا کرتے ہیں، البتہ وقت کے ساتھ ساتھ نصاب میں کچھ اضافے اس کی افادیت کو مزید بڑھا سکتے ہیں۔

7۔آپ زیرِ تعلیم طالبات کو کیا پیغام دینا چاہیں گی؟

60٪ طالبات نے موجودہ طالبات کو نصاب پر مکمل توجہ دینے، اساتذہ سے بھرپور استفادہ کرنے، اور وقت کے مؤثر استعمال پر زور دیا۔ان کا کہنا تھا کہ دینی علم حاصل کرنا ایک عظیم نعمت ہے، اور اسے عملی زندگی میں بروئے کار لانا طالبات کا اصل ہدف ہونا چاہیے۔

40٪ طالبات نے یہ بھی مشورہ دیا کہ صرف علمی پہلو تک محدود نہ رہا جائے، بلکہ کردار سازی، اخلاق، اور معاشرتی خدمات کو بھی اپنا مقصد بنایا جائے۔کچھ نے سیکھنے کی لگن، خود اعتمادی، اور جدید چیلنجز سے نمٹنے کی تیاری پر زور دیا۔ان کے مطابق طالبات کو چاہیے کہ وہ دینی تعلیم کو سماجی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کریں اور خود کو ایک باعمل مسلمان عورت کے طور پر معاشرے میں پیش کریں۔

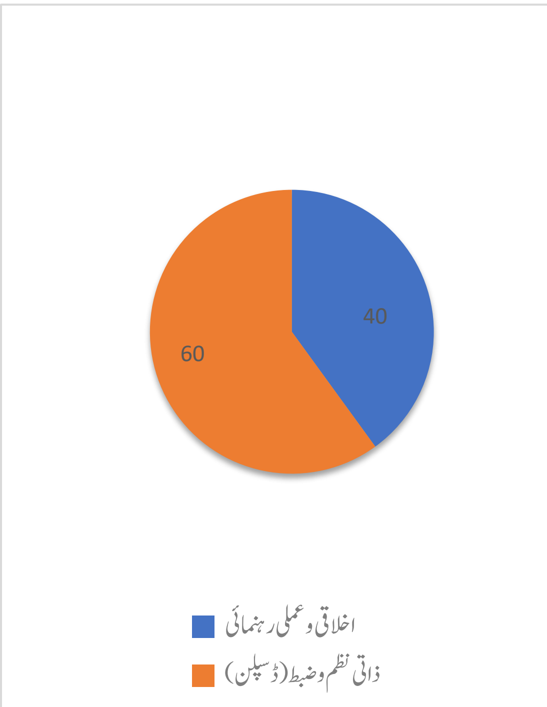

8۔آپ معاشرے میں کس انداز سے اپنا کردار ادا کرنے کی خواہاں ہیں؟

جب جامعہ فاطمیہ کی فارغ التحصیل طالبات سے یہ دریافت کیا گیا کہ وہ معاشرے میں کس انداز سے اپنا کردار ادا کرنا چاہتی ہیں، تو ان کے جوابات میں دینی و سماجی خدمت کا جذبہ نمایاں طور پر سامنے آیا۔تقریباً 50 فیصد طالبات نے کہا کہ وہ تدریس کے ذریعے دین کی خدمت کرنا چاہتی ہیں تاکہ نئی نسل کو قرآن و سنت سے روشناس کرایا جا سکے۔ 20 فیصد طالبات نے نیکی کی دعوت، اخلاقی تربیت اور اصلاحِ معاشرہ کو اپنا میدانِ عمل بنانے کی خواہش ظاہر کی۔ جبکہ 15 فیصد طالبات کا رجحان خواتین و بچوں کی فلاح، تربیتی پروگرامز، اور رفاہی کاموں کی طرف تھا۔ 15٪ طالبات نے جدید تعلیم اور دینی تعلیم کے امتزاج سے سماجی بیداری پھیلانے کا عزم بھی ظاہر کیا۔

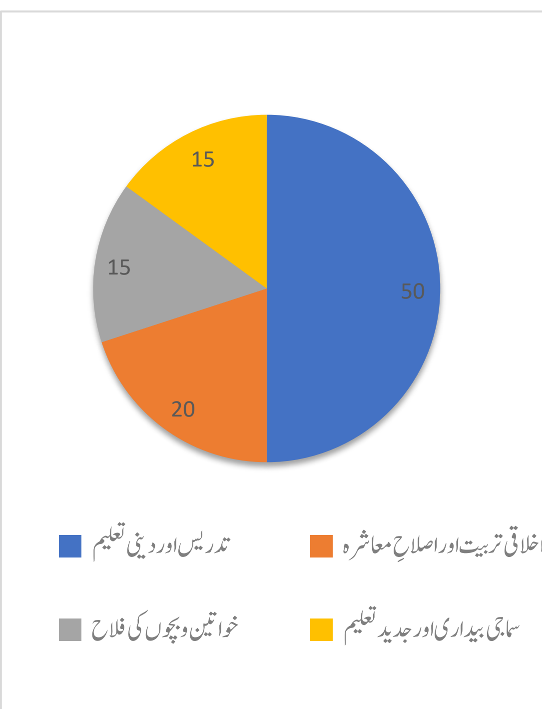

9۔ کیاآپ جامعہ کے نظام میں کسی مثبت تبدیلی کی خواہش رکھتی ہیں؟

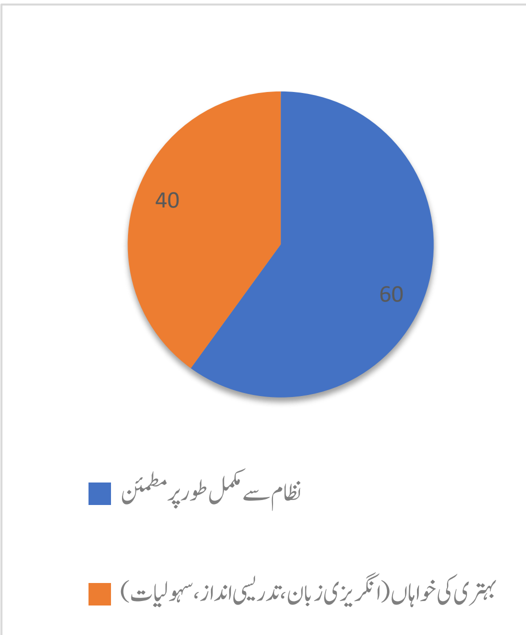

جب طالبات سے یہ سوال پوچھا گیا کہ "کیا وہ جامعہ کے نظام میں کسی مثبت تبدیلی کی خواہش رکھتی ہیں؟" تو متفرق آراء سامنے آئیں۔ تقریباً 60 فیصد طالبات نے کہا کہ وہ جامعہ کے موجودہ نظام سے مطمئن ہیں اور اسے دینی واخلاقی تربیت کے لیے مؤثر سمجھتی ہیں۔ تاہم، 40 فیصد طالبات نے رائے دی کہ اگرچہ نظام عمدہ ہے، لیکن چند پہلو ایسے ہیں جن میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ ان کی تجاویز میں تدریسی طریقہ کار کو جدید خطوط پر استوار کرنا، انفرادی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے سرگرمیوں کا اضافہ، اور انگریزی زبان کی تعلیم پر خاص توجہ دینا شامل تھا تاکہ طالبات عصرِ حاضر کے تقاضوں سے بہتر طور پر ہم آہنگ ہو سکیں۔

10۔ آپ کو ادارے کی تربیت میں کوئی خلا نظر آتا ہے؟

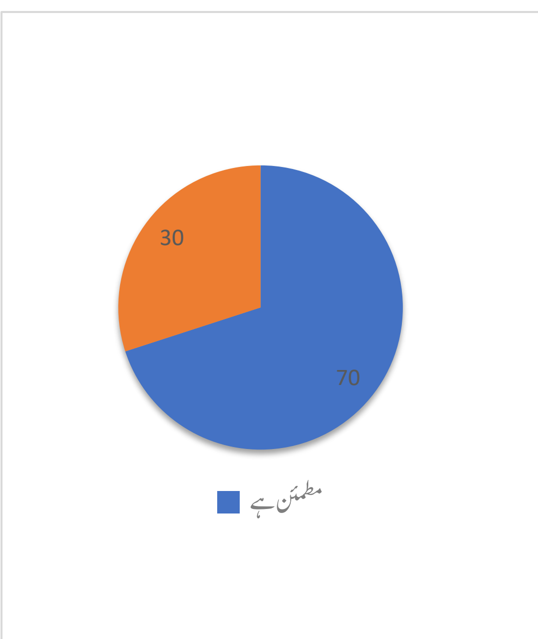

طالبات نے اس بات پر زور دیا کہ جامعہ فاطمیہ میں تربیتی ورکشاپس کا انعقاد باقاعدگی سے ہونا چاہیے۔ 30% 70٪ تربیتی ماحول سے مطمئن ہے۔

11۔کیا جامعہ میں انگریزی یا عربی زبان پر خاص توجہ دی جاتی ہے؟

65فیصد طالبات نے کہا کہ عربی زبان کی تدریس جامعہ کا ایک مضبوط پہلو ہے کیونکہ دینی نصاب میں اکثر کتب عربی زبان میں ہوتی ہیں،اس لیے اس پر فطری طور پر توجہ دی جاتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ تجوید، ترجمہ،اور صرف ونحو کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے، جو دینی فہم کے لیے نہایت ضروری ہے۔

35٪ طالبات نے اس بات کی نشاندہی کی کہ انگریزی زبان پر اتنی توجہ نہیں دی جاتی جتنی کہ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق دی جانی چاہیے۔

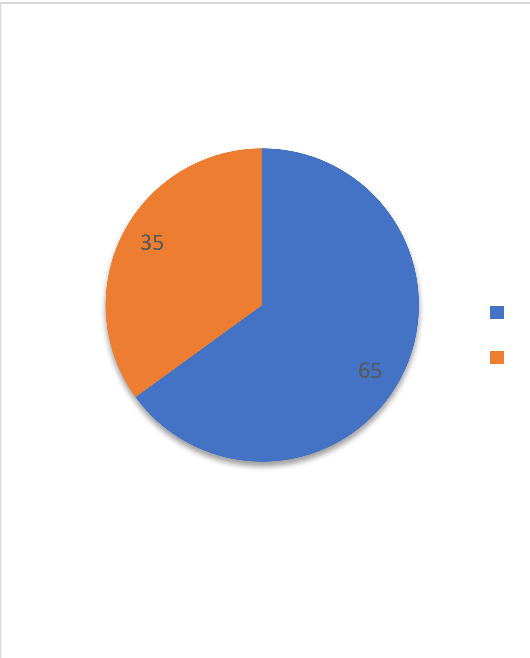

12۔جامعہ میں تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ کی زندگی میں کوئی خاص تبدیلی آئی ہے؟

جب طالبات سے پوچھا گیا کہ کیا جامعہ سے فراغت کے بعد ان کی زندگی میں کوئی خاص تبدیلی آئی ہے، تو 80فیصد نے واضح طور پر کہا کہ جامعہ کی تعلیم نے ان کی ذہنی، فکری،اور روحانی زندگی پر گہرا اثر ڈالا۔ان کا کہنا تھا کہ اب وہ زیادہ شعوری طور پر اپنے ارد گرد کے مسائل کو دیکھتی ہیں، دینی ذمہ داریوں کا احساس پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا ہے،اور وہ اپنی شناخت کو ایک باوقار اور باعلم خاتون کے طور پر محسوس کرتی ہیں۔

20فیصد طالبات کا کہنا تھا کہ تعلیم نے سوچ میں بہتری پیدا کی، لیکن عملی زندگی میں جدید مہارتوں جیسے گفتگو، قیادت اور وقت کی تنظیم کی کمی محسوس

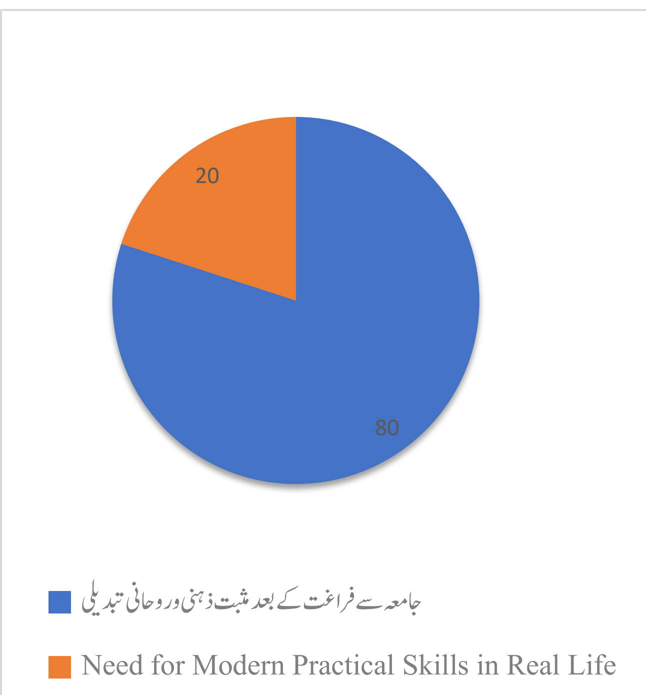

ہوئی، جنہیں اگر دورانِ تعلیم شامل کیا جاتا تو تبدیلی مزید مؤثر ہوتی۔

تجاویز

جامعہ فاطمیہ کی طالبات کے انٹرویوز کے بعد یہ تجاویز سامنے آئیں کہ جامعہ کے انتظامی اداروں کو چاہیے کہ وہ نصاب اور نظام میں ایسی اصلاحات کو ترجیح دیں جو طالبات کو معاشرے میں مؤثر کردار ادا کرنے کے قابل بنائیں۔ عصری علوم کو شامل کیا جائے۔ خاص طور پر انگریزی زبان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے تاکہ طالبات بین الاقوامی سطح پر دین کی تبلیغ میں آسانی محسوس کر سکیں۔ علاوہ ازیں، کامیاب افراد کو موٹیویشنل پروگرامز کے لیے مدعو کیا جانا چاہیے تاکہ طالبات کو حوصلہ ملے اور وہ اپنی زندگی کے چیلنجز سے بہتر طریقے سے نمٹ سکیں۔

نتائج

1. اسلام آباد کے منتخب مدارس للبنات کی دینی خدمات میں نصاب کے علاوہ، اخلاقی تربیت، روحانی پروگرامز اور دینی مشاغل بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔
2. نصاب اور تدریسی طریقہ کار کا طالبات کی علمی و دینی تربیت پر نمایاں اثر ہے، اور کچھ مدارس اس میں زیادہ مؤثر ہیں۔
3. دینی مدارس کے نصاب کو جدید کتب اور تدریسی اسلوب کے مطابق ترتیب دیا جائے تاکہ طلبہ و طالبات کے لیے سیکھنا اور سمجھنا آسان ہو۔
4. طالبات کی رائے کے مطابق مدارس کے تعلیمی اور تربیتی نظام میں مزید بہتری کی گنجائش موجود ہے، جسے دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ اصلاحات کے ذریعے پورا کیا جا سکتا ہے۔
5. چار مکاتبِ فکر کے مدارس میں غیر نصابی سرگرمیوں اور تربیتی نظام کے لیے ایک منظم ترتیب موجود ہے، تاہم طلبہ و طالبات اس سے زیادہ مؤثر طریقے سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس لیے اس کے عملی نفاذ میں بہتری کی ضرورت ہے۔

6 اساتذہ کرام کو جدید تدریسی طریقوں اور مہارتوں میں تربیت دی جائے تاکہ وہ نصاب کو مؤثر اور عصری تقاضوں کے مطابق پڑھا سکیں۔

7. فارغ التحصیل طالبات کے تجربات اور اطمینان کی بنیاد پر، تعلیمی کارکردگی اور دینی خدمات کی مؤثریت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔۔

سفارشات

1. دینی مدارس میں نصاب کی تشکیل اوراس کے مقاصد کی تفہیم ،نصاب ترتیب دینے والوں اور اساتذہ اکرام کے نظریات کا مطالعہ: اس سے نصاب کے بنیادی ڈھانچے اوراس کے مقاصد کی بہتر تفہیم حاصل ہو گی،جو نصاب کی بہتری اور مؤثر نفاذ کے لیے معاون ثابت ہو گی۔

2. "تدریسی و تربیتی نظام میں اعتدال، رواداری اور بین المسالک ہم آہنگی کی ترویج" فرقہ وارانہ مسائل کے ازالے کے لیے ایسی تربیت نا گزیر ہے جو اعتدال پسندی، رواداری اور بین المسالک احترام کے فروغ کو یقینی بنائے۔

3. اسلام آباد میں خواتین مدارس کے سماجی اثرات پر مزید تحقیقی مطالعے کی ضرورت۔ 'مدارس کی سماجی خدمات، دعوتی اثرات، اور خواتین کی فکری تربیت 'پر مزید مفصل تحقیقی کام کی ضرورت ہے تاکہ ان اداروں کی افادیت کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

4. "مدارس کی کلاسیکی کتب کو جدید اسلوب میں ڈھالنا" مدارس میں رائج قدیم نصابی کتب کے علمی اور فقہی مواد کو برقرار رکھتے ہوئے، ان میں شامل مثالوں، مسائل اور زبان کو جدید دور کے مطابق تبدیل کیا جائے تاکہ طلباء کی سمجھ اور دلچسپی میں اضافہ ہو۔اس مقصد کے لیے کسی ایک کلاسیکی کتاب کو جدید طرزِ تحریر اور تدریس کے معیار کے مطابق مرتب کر کے اس کے تعلیمی اثرات کا جائزہ لیا جائے۔

مصادر و مراجع

1. القرآن
2. ابن ہشام، العقبۃالاولیٰ ومصعبؓ بن عمیر، ۲/ ۷۴
3. امام مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ، مکتبہ رحمانیہ، ح: ۱۵۳۵، ص: ۲۷۲۔
4. انٹرویو، آمنہ خان، مدرسہ معلمہ، جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، 25دسمبر 2024
5. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، جلد 9، صفحہ 20، دار الکتب العربیۃ، بیروت، 1987
6. ابوالاعلیٰ مودودی، تعلیمی نصاب کی تشکیل، لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 1998ء، ص29-30۔
7. ابن خلکان. وفیات الأعیان و أنباء أبناء الزمان. قاہرہ: دار الثقافۃ، جلد 5، ص112
8. ابن ہشام، العقبۃالاولیٰ ومصعبؓ بن عمیر، ۲/ ۷۴۔المسند، حدیث عبادۃؓ بن صامت، ح: ۲۲۴۸۰۶، ۴۴۱/
9. الجامع الصحیح، کتاب الصلاۃ، ج: 1 باب امامۃ العبد والمولی الریاض، 1992، ص: 140
10. الاصفہانی، عماد الدین محمد بن احمد، دوۃ آل سلجوق، شرکۃ طبع الکتب المصریہ، مصر، 1900ء، ص57
11. ابوشامہ، شہاب الدین محمد الروضتین فی اخبار الدولتین، جمعیۃ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، حیدرآبا1464ھ، ج: 1، ص25
12. السمہودی، نورالدین، علی بن احمد سوفاء الوفاء بااخبار دار المصفطیٰ، مطبوعہ، قاہرہ- 1957، ج: 1، ص: 251
13. ادریس، ح۔ر۔ "القرویین" انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، دوسرا ایڈیشن، برل۔
14. پاکستان کے دینی مدارس، ڈاکٹر قاضی معصوم الرحمن، صفحہ 292، مثال پبلشر امین پور بازار فیصل آباد
15. پروفیسر رب نواز، آنحضور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد (لاہور: ادارہ تعلیمی تحقیق، 2016ء)، ص25۔
16. تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان
17. تاریخ رسائی: 14 اپریل 2025) یونیسکو، جامعہ اور مسجد القرویین
18. تیموری شاہزادیوں کا علمی ذوق معارف مئی شاء جلد ۴۹
19. جامعہ آمنہ ضیاءالبنات، تعارفی کتابچہ، اسلام آباد
20. جامعہ صدیقہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025۔
21. جامعہ السلفیہ للبنات تعارفی کتابچہ، اسلام آباد، H-8/1
22. جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025
23. جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، تعارفی کتابچہ، صفحہ: 7
24. حسین نصار، ڈاکٹر الرحلہ ابن جبیر، مکتبہ مصر، قاہرہ، 1939، ص: 384

25. محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 1988)

26. ڈاکٹر محمد موسیٰ شریف، عہد نبوی میں خواتین کا کردار، دارالاشاعت، کراچی، ص89-95

27. ڈاکٹر مولانا انعام اللہ، "مدرسہ کا آغاز وارتقاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا تعلیمی منہج اور کردار—ایک تحقیقی مطالعہ، احکام دینی مدارس، ذوالحجہ 1440ھ/اگست 2019ء، اہل سنت۔

28. رجسٹر فنڈات، جامعہ سلفیہ للبنات، اسلام آباد، مورخہ 3 دسمبر 2024

29. زبیر احمد فاروقی، برصغیر میں مسلمان خواتین کا نظام تعلیم: تاریخی و تجزیاتی مطالعہ، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2014ء، ص87-88

30. سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، حدیث نمبر 565

31. سُنن ابنِ ماجہ، کتابِ السنّۃ، باب فضل العلماء والحثّ علی طلب العلم، حدیث نمبر 224

32. سید سلیمان ندوی۔ سیرتِ عائشہ۔ اعظم گڑھ: مطبع معارف، 1946، ص258۔ معاون: جامعہ ہمدرد دہلی 12

33. سید محبوب رضوی، تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج1، ص10

34. سیرت بن ہشام عنوان، ہجرت مصعب بن عمیر، ص:97

35. شبلی نعمانی، الفاروق، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، صفحہ 215

36. شعب الایمان، ذکر السبع الطوال، رقم 2205

37. شلبی، احمد، ڈاکٹر تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ، (مترجم، محمد حسین خان زبیری) ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1989ء، ص:105

38. صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینۃ، ح:۳۹۲۵، ص ۶۶۲

39. صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء إلی المساجد، حدیث نمبر:442

40. عبید اللہ فہد فلاحی، ڈاکٹر، مدارس اسلامیہ کی دینی اور دعوتی خدمات، ص 11، ادارہ علمیہ جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ، 2010ء

41. کتاب العلم، باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفد عبد القیس علی أن یحفظوا الإیمان والعلم ویخبروا من وراءھم، حدیث نمبر 87۔

42. گیلانی، مناظر احسن، برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، ج2، ص40

43. مبشر، شیخ مفتی۔ صفہ اصحابِ صفہ۔ ناشر: مکتبہ بیت الاسلام، کراچی، ص/34

44. محبوب رضوی، تاریخ دارالعلوم دیوبند، ج1، ص169، المیزان، لاہور، 2005ء

45. محمد امین زبیری، مسلم خواتین کی تالیف، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2002، ص36-38۔

46. محمد بن سلیمان، جمع الفوائد، کتاب العلم، دار ابن حزم، ۴۸/۱

47. محمد عمر اسحاق، ایک سروے رپورٹ، ص 561

48. محمد قاسم فرشتہ تاریا فرشتہ، حالات محمود غزنوی، مترجم عبدالھی خواجہ، ج1، ص77، المیزان ناشران وتاجران کتب لاہور، 2008ء

49. محولہ بالا، تاریخ فرشتہ، ج2، ص579

50. مسند امام احمد، ناشر: علام الکتب، بیروت، ج4، ص291
51. مصطفیٰ ابوزید، "مصر کے تاریخی مدرسے: مدرسہ قبطیہ کا کردار"، اسلامی تعلیمات کی تاریخ(2012): 89-92۔
52. معلمہ آمنہ زہرہ، جامعہ فاطمیہ للبنات، اسلام آباد، ذاتی انٹرویو، 1 جنوری 2025
53. معین الدین ندوی، خلفائے راشدین، ناشیران قرآن لاہور، ص۴۶
54. مفتی اقبال نعیمی، "جامعہ آمنہ ضیاءالبنات"، 29مارچ 2017
55. مہتمم اعلیٰ ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمن، انٹرویو، تاریخ:20-12-2024، وقت: 3:45
56. مولانا سید سلیمان ندوی، سیرت النبیؐ، جلد 1، دارالاشاعت، کراچی، ص278-280۔
57. مولانا مفتی عبدالشکور۔ "عہدِ نبوی میں درس وتدریس کا اہتمام۔" روزنامہ نوائے وقت (لاہور)، 30نومبر 2012۔
58. محمد امین زبیری، مسلم خواتین کی تالیف، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2002، ص46۔
59. محمد حمید اللہ، دینی مدارس کی تاریخ، مطبع شمس الاسلام، حیدر آباد، 1942، صفحہ 18 ۔[5]
60. ندوی، ابوالحسنا تمولوی، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں۔
61. وفاق المدارس السلفیہ پاکستان
62. وفاق المدارس العربیہ پاکستان

فہرست

نمبر شمار	آیت	سورت	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ… خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ	سورۃالبقرۃ	269	21
2	وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ---وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ-	سورۃآل عمران	104	28
3	وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ---أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ-	سورۃالتوبہ	71	20
4	قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو---وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ-	سورۃ یوسف	108	100
5	وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا---	سورۃطٰہ	114	88
6	ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ---وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ.	سورۃالنحل	125	31
7	انَّ اللهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّ الَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ-	سورۃالنحل	128	33
8	قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ--- إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ-	سورۃالزمر	9	10
9	وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا--- وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ-	سورۃفصلت	33	32
10	يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا---دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ	سورۃالمجادلہ	11	32
11	اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ-	سورۃالعلق	1	10

فہرست

نمبر شمار	احادیث	احادیث نمبر	صفحہ نمبر
1.	طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ---	ابن ماجہ، 224	10
2.	بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ الْأُولَىٰ عَلَىٰ أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا---	صحیح بخاری: 389	29
3.	فَمَا قَدِمَ حَتَّىٰ قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ---	صحیح مسلم:87	30
4.	فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ…	صحیح مسلم:573	31